

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فہرست مصنایف مطابق ماہ جنوری ۱۹۷۶ء

مکھنمکھی دیوبند



ہر انگریزی میں ہفتے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے
سالانہ قیمت منات روپی۔ فی پرچہ اُنہیں پیسے
غیر حملک سے سالانہ قیمت ۸ اشناگ شکان بوشل آڑ
دیوبند آڑ پرچہ نہ لکھے بالکل سادہ رکھئے
اگر اس امرے

اشد ضروری

امان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پر آپ کی خریداری ختم ہے
المؤمنی آرڈر سے مالانہ قیمت بھیں یادی پی کی اجازت
لیجئیں۔ اگر آئندہ خریداری نہ رکھنی ہو تو بھی اطلاع دیں
خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ وی پی سے بھیجا جائیں کہ
ਉس سے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرق ہو گا (وی پی سات
بھی باہم ٹھنٹھنے پیسے کا ہو گا) منی آرڈر بھیکر آپ وی پی
فرج سے بچ جائیں گے۔

پاکستانی حضور، ہمارے پاکستانی پتھر پرچہ بھیکر رسید
منی آرڈر اور اپنानام اور مکمل پتھم بھیجیں سالانہ باری ہو جائیگا

تو سیل زرا اور خط و کتابت کا پتہ

دفتر تحریکی - دیوبند ضلع سہاول پور (بی بی)

مدد بر

عامر عثمانی

عامر عثمانی پر طرب بشرت نیشنل پونٹنگ پولیس
دیوبند نے چھپا اکر اپنے دفتر تحریکی دیوبند سے
فاضل دیوبند

شائع کیا

۴۷	-----	آغاز سخن	عامر عثمانی
۴۸	ایک خط دشیوں کا قرآن	جانب عبدالرشید حساب	
۴۹	تجھی کی ڈاک	عامر عثمانی	
۵۰	قیام میلاد	عامر عثمانی	
۵۱	مسجد سے بیجانے تک	طاب ابن العسکر	
۵۲	دوم مکتب	(اقتباس)	
۵۳	کیا ہم مسلمان ہیں؟	شمس نور عثمانی	
۵۴	کھرے کھوٹے	عامر عثمانی	

پاکستانی حضور، چیکھ ہنسے پستہ پر منی آرڈر
بھیکر دہ رسید ہیں بھیجیں جو منی آرڈر کرنے وقت
ڈاکخانے سے ملتی ہے۔

مکتبہ عثمانیہ - مینا بازار ۲۲۸۰

پیر آہنی خش کالوںی کراجی (پاکستان)

اعمال سخن

یا پھر ہم چھوڑ دیں ہم اسے ٹھیک کر دیں ہم اکابر
دیوبند کا احترام کرتے ہیں اور جو کوئی اکابر کے
ساتھ کھڑا اکر دیتا ہے اس نے بات بڑوں تک
بیخ جاتی ہے۔ بزرگان دیوبند را پتے لاؤ لے کو
سنبھالیں درنہ ہمیں معذور ہمیں۔

یہ ہے اُن صاحب کا طرز کلام اور مراجح و مقام حن کا
حوالہ ہے کہ وہ آسمان سے ناس کے توڑ کر لاتے ہیں۔ حضرت
نقیل نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائے ہوتے کہا تھا:-

لَهُ تَمْسِّيْشُ فِي الدُّرْجَاتِ
مَرْحَبًا إِنَّ اللَّهَ لَا يَكْنُجِبُ
الشَّعْلَى إِنَّ اللَّهَ لَا يَكْنُجِبُ
كُلِّ مُحْتَلٍ تَحْمِيرٍ (نقیل)
کرنے والے کو پسند نہیں کرتے
اور یہی نصیحت براہ راست بھی اللہ نے بنو

کی ہے:-
لَهُ تَمْسِّيْشُ فِي الدُّرْجَاتِ
زمین پر مشکر انہت چل تو رفی
اکٹ بارانہ چال سے) نہ زمین کو
اٹک لئے تحریر قَدْرَ الْدُّرْجَاتِ
پھاڑ سکتا ہے اور نہ رانی خود را
دہنی اسکے عین... رکوع (۲)

+ + + + +

اسے چھوڑی دیکے لئے چھوڑ دیجئے کہ بخت میں حق کس
کی طرف ہے اور دلائل کس کے ذمی ہیں یہ دیکھئے کہ حافظہ حسن
زاد الطفہ کا طرز کلام کیلی ہے۔ تیور کیسے ہیں۔ اداہیں کس شان
کی ہیں۔

ہم ان کے فرمودات پر تصریح کیا کریں آپ مذکورہ درنوں

”میلاد“ کے مسئلہ پر ہم نے گذشتہ اشاعت میں جو کچھ لکھا
اور ”قیام“ کے مسئلہ پر اس بار جو کچھ سپرد قلم کیا ہے وہ آپ
کے سامنے ہے۔ اسے پڑھئے اور پھر حافظہ حنری صاحب
کی نازہ بتازہ گھر باریاں ملا حظہ فرمائیے۔

نازہ الف اس اسلامیہ وہ عنوان دیتے ہیں:-

”تجلی کا شجر خیش“

پھر قسم فرماتے ہیں:-

”گذشتہ شمارے میں جگہ کی کمی و جسے ”آدمیں
کا حقیقی جائزہ“ سے متعلق تجلي ہی کے لفظوں میں
اس کے ”شجر خیش“ کی جو نشانہ ہی کردی گئی تھی اسکو
تجلی نے کافی قرار دیا ہے۔ لہذا انتہا الشام اللہ
اس کی ہر طال اور ہر رتی سے اس کی خاشرت نمایاں
کردی جاتے گی۔ تجلي کی جائزہ اور میلاد سے متعلق جلت
کو ہم اس اشاعت میں بھی نمایاں کر سکتے تھے، اگر
دوسرے مضمومین کو مقام نہ رکھتے۔“

(اب محمد امام الدین)

اتنا لکھ کر بھی دل کو سکون نہیں ملا تو چند صفوتوں بعد پھر

عنوان دیتے ہیں:-

”تجلی کی فتنہ پردازی“

اور اس کے تحت ارشاد ہوتا ہے:-

”حضرات ہمیں میلاد دنیام کی بحث سے رونکتے ہیں
وہ نہ سراور دسمبر کا تجلي دیکھیں اور تجلي کی نہ قلت
میں ہم خط لکھیں ہم جواب میں ان کو شائع کر دیں۔“

ہر فن مولا ہونے کی خوشی اور برخود غلط ہونے کی افتادہ اخھیں ہر سیدان میں بے دھڑک کو دپٹنے کی دعوت رہتی ہے چنانچہ نمودہ از خروارے اسی اوار اسلام میں انھوں نے متعدد صفات پر مشتمل ایک سیاسی نوع کا اداریہ لکھا ہے جس کا پت لیاب یہ ہے کہ پورا پاکستان — مع جماعت اسلامی کے داشت بصیرت اور اخلاق سے یکسر قارئ البال ہو یہ چلے ہے اور ضرورت ہے کہ وہ ایک سعادتمند شاگرد کی طرح حافظ صفات سے ان سب محسن کا درس حاصل کرے۔ ہمیں سیاست کے خواص و دفاتر کا علم نہیں اسی لئے کبھی اس موضوع پر چک جھی نہیں مانتے۔ ہمارے رب فریاد ہے لَهْ تَقْفِتْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ اللَّهَمَّ وَإِنَّ الْبَصَرَ إِذَا قُوَّادُ هُنَّ أَوْلَاعَنَّ كَانَ عَنْهُ مَسْبُودًا لَوْ جَنَ شَكَابَجَنَّةَ عَلَمْ نہیں اس کے چکیں ملتے ہیں۔ یقیناً گان اور آنکھ اور قلب ہرا یا کسے اس کے عمل کے بارے میں احتساب کیا جائیگا) ظاہر ہے جو شخص ایسے موضوع پر زبان درازی کرے جس کے خم دشیج کا اسے کما حقہ، اور اک نہیں وہ اپنے ساتھ دوسرو کی بھی مخفی پلید کرے رہے گا۔ ہم نہیں کہتے کہ حافظ صاحب پاکستان کے بارے میں غلط راتے زنی کی۔ ہو سکتا ہے ان کی راستے کے مطابق واقعۃ سارا یاکستان پاگلوں اور بے ایمانوں کی بھی بن چکا ہو، لیکن یہ سامنے کی بات تو ان چیز ہم فرم سے کلام کرنے والے بزرگ سیاست داں کو سچی ہی چاہیے تھی کہ جس نازک دور میں تمام دو اندیش اور بالغ نظر مدد برین ہندو پاک بین صلح و دوستی کو پورے ایشیا کے حق میں مفید قرار دے رہے ہیں اور اصلاح حال کی کوششیں بھی برابر جاری ہیں اس وقت ایسے جل پھنسنے ادارتیہ لکھنا اور عناد و منافرت کے شعلوں کو ہوا دینا سطحی قسم کی خالش و فقاداری ہو تو ہر قوم دو ملک کی حقیقی پی خواہی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ حافظ صاحب کو اگر قارئین سے اپنی سیاست دانی ہی کا لواہ منو انا تھاتو وہ یہ بھی کر سکتے تھے کہ بجاتے آگ اُنکے کے یہ محضر ساقرہ جلی علم سے اوار اسلام میں لکھا دیتے کو لوگوں میں حافظ، فیضیہ، شاعر، نقاد وغیرہ وغیرہ ہونے کے ملاوا بہت بڑا سیاست داں اور دلیش بھگلت بھی ہوں۔ مجھے ماں

اشتادات کو ایک دوبار تو جس سے طبھد بھیں خود اندازہ فرمائیں گے کہ ان کا صد و جس دہان مبارک سے ہوا ہے اس میں کتنے دانت ہیں۔ عامر عثمانی کا کام صرف احراق حق اور الطالب ہمل ہے دھین چاہتی نہیں۔ طنز و طعن بے شک یہم بھی انپر کرتے رہتے ہیں لیکن حیرت اس پر ہے کہ قلم چلاتے چلاتے وہ بخیر فانی ہو گے مگر شعور اب بھی انھیں نہیں آیا کہ ایل علم اور اہل جہل کی گھولیوں میں فرق ہوتا ہے۔ بحث اور تعریض و تبریک اک بھی ایک مقام ہے، لیکن یہ تو خوش مذاقی نہیں بلکہ آدمی حراثت کی نظریں بچی کرنے کے لئے اپنے سائے پر پڑے اُثار کر بازار میں آکھڑا ہو۔ اقصماً حافظناہن حکیم جیسا ہے۔

ناظرین میں رہیں کہ ان کی صیافت طبع ہی کے لئے ہمہ عاظمہ اجرتے اتوال رتیں نقل کر دیتے ہیں۔ یہ ارادہ بالکل نہیں کہ اب یا آئندہ ہم اس ذرع کی گھر فتابیوں کا ترکی بتری جواب دیں گے۔ جواب سوال و اعتراض کا ہوتا ہے ہڈیاں دھفوات کا نہیں۔ کسی مرفع القلم آدمی سے سرمایہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان خود بھی مذاق کا موضوع بنے۔ و نعیذ باللہ من ذلک۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی عاقبت بخیر کرے اور ہمیں ضبط و تحمل کی توفیق دے۔

ہاں یہ اطلاع ضرور میں لیجھے کر اسی اوار اسلام میں ایک بزرگوار کا مفضل خط "علوم و مسائل" کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے جس میں انھوں نے چند فہمائی احناض کے خواں سے عامر عثمانی کو ایک ایسے موضوع پر تنبیہ و تھاںش کی سعی پلیج کی ہے جس کے متعلق عامر عثمانی بچارا بار ارادہ کرتا ہے کہ اب اس پاریمیہ موضوع پر تھلی کے صفات سیاہ نہیں کرے گا، لیکن کوئی نذکوری شوشه ایسا نکل ہی آتا ہے کہ اس ارادے کی تعمیل نہیں ہو پاتی۔ حرضی مولا از ہمہ اولی۔

متذکرہ خط چونکہ ملی نوع کا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس پر علمی انداز کا ناکرہ کریں۔ پراندیش صرف ہے گہ حافظ رام بگری صاحب بھی اپنے خاص انداز میں اس میں طاںگ اڑانے کی کوشش کریں گے کیونکہ وہ اس کی مطلقاً پرواہ نہیں کرتے کہ کوئی نے موضوع پر وہ لفظی کے اہل ہیں اور کوئی نہیں۔

و حسر عنہ یہ کیا جا بہا تھا کہ جسی علیٰ نہ اکرے کا الجھی ہم نے
ذکر کیا اس میں حافظ صاحب کا ذہنی ہونا شانوں فیصلی
متو قع ہے لیکن ہم ناظرین کو اطمینان دلاتے ہیں کہ انکی بن ترازوں
کا ذہن لیکر ہم اس نہ اکرے کو طویل نہیں ہونے دیں۔ والی
اللہ تعالیٰ ہر بھلے آدمی کو ہمہ دانی کے جھٹے سے محفوظ
رکھے اور ہر ایسا زکو اپنی قدر پہچاننے کی توفیق دے۔

ورنہ دیر تخلیٰ کی طرح تمہیں بھی شکر کر دوں گا۔

رام قم الحروف کو تلقین ہے کہ ان کی اس لفکار پر ہمیت سے
اقراری خطوط اخھیں مل جانے جسمیں وہ اسی طرح اپنے پرچے
میں چھاپتے جس طرح دیگر تعریفی خطوط چھاپتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر بھلے آدمی کو ہمہ دانی کے جھٹے سے محفوظ
رکھے اور ہر ایسا زکو اپنی قدر پہچاننے کی توفیق دے۔

چار حصہ نمبر کے

چراغ راہ کے سالنامہ ۱۹۴۰ء

چراغ راہ (کراچی) کے سالنامے کبھی پرانے نہیں ہوتے
مفید و چسب اور اونٹ کراں گزیز مضمومین نشوونظم۔
قیمت ڈریٹ روپیے

ترجیح القرآن کے منصب سالت نمبر

جمیں ولانا میشد الامالی کود دی منکریں حدیث کے تنا دلائل کا
 مضبوط اور سلکت جواب یا ہے۔ دلچسپ تل اور ایمان افراد۔
اس فتح نمبر کے سچے الجھی باقی ہیں۔ قیمت ساٹھے تین روپے۔

چراغ راہ کے سالنامہ ۱۹۴۱ء

بیش بہا، وقیع اور دلچسپ مضمومین کا گنجیہ فتح نمبر
ڈھانی روپے

جملی کے اخلاف نمبر

یہ صول اور شہرت یا فتح نمبر ختم ہو گیا تھا۔ خوش تحریک سے پھر کچھ تعداد
بیٹا ہو گئی ہے۔ شالقین جلد طلب فرمائیں۔ ایک روپیہ

رمضان المبارک کی تقریب میں اعلانِ علایت

ہم نہایت سرست کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ آج سے رمضان المبارک کے اختتام تک کتابوں کے ہر
اُس خردی ارجودس روپے سے زائد تی کتابیں ایک ساتھ منگاتے گا:-

دُو آنے فی روپیہ کی رعایت دی جاتے گی

اس رعایت میں وہ نفیس قرآن و حماں بھی شامل ہیں
جن کا اشتھار اسی شمارے میں کسی جگہ موجود ہے۔

بنچر مکتوبہ میں - دیوبند (یونی)

ہماری تحریف میں عکسی قرآن اور حاملین

آرڈر میں صرف وہ نمبر لکھ دینا کافی ہے جو ہر ایک کے ساتھ درج ہے

قرآن بلا ترجمہ نمبر ۷۸۲ صفحات ۲۵۰ کاغذ گلیزہ۔
ہمایل مترجم نمبر ۳۰۳ ترجمہ:- شاہ عبدالقدوس رحمت
سائز تجلي سے نصف۔ مجلد کمچھ ہر دش روپے۔
مجلد پلاسٹک کو ریکارڈ روپے۔
ہمایل مترجم نمبر ۳۰۴ ترجمہ:- مولانا فتح محمد حساب۔
ہمایل مترجم نمبر ۳۰۵ ترجمہ:- سچھر فیریز نیز۔ کاغذ
دلاستی۔ سائز تجلي سے نصف۔ مجلد پلاسٹک کو ریکارڈ روپے۔
ہمایل مترجم نمبر ۳۰۶ ترجمہ:- شیخ العین مولانا محمد الحسن۔
ہمایل نمبر ۳۰۷ بلا ترجمہ اور چنان دایبین پر سفر کرنے
خاص تھے۔ مجلد پلاسٹک کو رہی جلد چار روپے۔
ہمایل نمبر ۳۰۸ بلا ترجمہ بطلب کی۔ کاغذ گلیزہ۔
مجلد پلاسٹک کو رہی دو روپے۔

ہمایل مترجم نمبر ۳۰۹ ترجمہ:- مولانا شیراحمد عثمانی زمین
خانی۔ سائز تجلي سے پچھڑا۔ بخیر مجلد ہر دش روپے۔
مجلد ریگزین سائز تجلي سے کچھ ٹرا۔ کاغذ گلیزہ با رہی دو روپے۔

ہمایل مترجم نمبر ۳۱۰ ترجمہ:- کاغذ گلیزہ مخصوص۔ سائز تجلي سے
سطر کے بعد لائن۔ مجلد کمچھ کا ہر دش روپے۔

ہمایل نمبر ۳۱۱ بلا ترجمہ اور چنان دایبین پر سفر کرنے
خاص تھے۔ مجلد پلاسٹک کو رہی جلد چار روپے۔
ہمایل نمبر ۳۱۲ بلا ترجمہ بطلب کی۔ کاغذ گلیزہ۔
مجلد پلاسٹک کو رہی دو روپے۔

مکتبہ تجلي دیوبند (یونی)

قرآن دو ترجمے والا نمبر ۷۸۳ (۱) مولانا شاہ رفع الدین
(۲) مولانا اشرف علیؒ۔

حاشیہ پر مستدر لفاسی کا خلاصہ۔ آغاز میں انبیاء و صحابہؓ
کے احوال مقدمہ، سورتوں کے خواص، غزادت کے تذکاراً،
اسی فرع کی دیگر مفید ہیزین اور دوہیں دی کی ہیں۔ لکھائی چھپائی
نفس۔ کاغذ اعلیٰ آرٹ پیپر و بیز زمین سیز۔ ہر یہ مجلد ریگزین
بازہ روپے۔ مجلد چرمی سائز تجلي سترہ روپے۔ یہی مترجم
نسبتاً ہلکہ کاغذ پر (اس کا نمبر ۷۸۴ ہے) ہدیہ:- مجلد ریگزین
تیرہ روپے۔ مجلد چرمی سائز تجلي سولہ روپے۔ یہی قرآن
چھ اور ٹیکے کاغذ پر (اس کا نمبر ۷۶۶ ہے) زمین خانی تجلي ریگزین
بازہ روپے۔ مجلد چرمی سائز تجلي سترہ روپے۔

قرآن ایک ترجمہ والا نمبر ۷۸۴
• ترجمہ:- مولانا اشرف علیؒ
• حاشیہ پر تحقیر تفسیر یا ان القرآن

سائز تجلي سے کچھ ٹرا۔ کاغذ لاستی سفید۔ آغاز قرآن
میں بہت سی مفید ہیزین۔ مثلًا سورتوں کے خواص، ان ناموں
کی تفصیل جو قرآن میں آتے، ان مقامات کا لفظت جنکا ذکر
قرآن میں آیا ہے۔ مجلد ریگزین بازارہ روپے۔ مجلد چرمی
سائز تجلي پندرہ روپے۔

قرآن بلا ترجمہ نمبر ۷۸۵
• کتابت طباعت بے نظر۔
• ہر سطر کے بعد لائن۔ حروف کشاہ۔ تجلي سائز۔ کمزہ
نگاہ دالوں کے لئے بہت عمدہ۔ مجلد ریگزین آٹھ روپے۔
• چرمی سائز تجلي بازارہ روپے۔

نوسنگفت طلب فرماسکتے ہیں

اک خط

شیعوں کا قرآن

اس شخص کو ہرگز جنت میں داخل نہ کرنے جس کے دل میں اول و ثانی کی محبت ایک راتی کے دامنے کے برادر بھی ہو۔

آیت کی تنزیل خدا اسی طرح تھی۔ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِئَاثَ أُمَّمٍ الْتَّيْبَيْنَ ...۔ مگر بعد میں لفظ امام گرداد یا گیا صفحہ ۱۸ پارہ ع۳۔

(۱) اُنْتُمْ خَيْرُ أُمَّةٍ اصل میں یوں تھی
اُنْتُمْ خَيْرُ أُمَّةٍ أَخْرَجَتِ اللَّنِسُونَ ۱۲۵ پ۔
(۲) وَأَنْتُمْ صَفَّاءُ اصل میں اُنْتُمْ قَلِيلٌ تھا
پ۔ ص ۱۲۹۔

(۵) تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر سے مردی ہو کر بعد میں جناب رسول خدا کے سوائے تین شخصوں کے اور سب مرتد ہو گئے۔ سوال کیا گیا کہ وہ تین کون تھے۔ فرمایا (مسلمان - ابوذر - مقداد) ص ۱۳۷۔

(۶) یا بخوبیں پارہ میں ہے فہم اسْتَعْتَهُ يَهُ مِنْهُنَّ فَإِنْ تُهُنَّ أَبُو زَهْرَهُ هُنَّ فَرِيقَةٌ۔

مگر مقیبول ترجمہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی فَمَا اسْتَعْتَهُ يَهُ مِنْهُنَّ رَأَى أَبْجِلٌ مُسْتَقِي دَأْوَهُنَّ ۱۴۔

(۷) وَلَقَدْ عَرِهْدَ نَبَاتِ اَدَمَ مِنْ تَقْبِيلٍ قَنْسِي کافی میں جناب امام جعفر صادق رضے سے خدا تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں منقول ہے کہ والد جناب رسول خدا پر آیت

بخدمت جناب حضرت مولانا عامر غوثی صاحب السلام علیکم! -

گذاش میں کرتھی میں شیعوں حضرات متعلق ایک غرض پڑھا تھا کہ یہ حضرات اتران میں مجید کو معرفت مانتے ہیں۔ پڑھ تو لیا، مگر دل نے تسلی نہ کیا کہ اگر داقی قرآن مجید معرفت ہے تو پھر قرأت و انجیل وغیرہ کے پائے کی ایک کتاب کے سوا اس کا کیا درجہ رکھا گیا ہے۔ یہ تو سب مسلمان مانتے ہیں کہ قرأت و انجیل الہامی کتا بیس ہیں مگر چونکہ وہ معرفت ہو گئی ہیں اسلئے قابل قبول نہیں رہیں۔ اسی طرح اگر قرآن میں بھی تحریف ہو گئی ہے تو پھر اس کا کیا درجہ رکھا گیا ہے۔ آخر پھر مسلمانوں کے پاس رہ کیا گیا ہے۔ اسی شش و پنج میں تھا کہ شیعوں حضرات کا شائع کردہ قرآن مجید مقیبول ترجمہ جو کہ لاہور سے شائع ہوا ہے وہ مل گیا۔ چنانچہ پڑھا۔ اور حصراً انی دور ہو گئی۔ اس میں میں یوں جگہ حاشیہ پر لکھا ہوا موجود ہے کہ فلاں آیت اصل میں یوں نازل ہوئی تھی لیکن جمع کرنے والوں نے بعد میں اس طرح درج کر دی۔ نیز صحابہ کرام متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی درج کرتا ہوں۔ اگر آپ تخلی میں شائع کر دیں تو کم از کم عیاشی صاحب کا رد لکھنے والے یا طلبیں میں آئے والے شاید کچھ موصی پر بھروسوں۔

(۸) ص ۹۵ پارہ ع۳ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ بات واحب فرمائی ہے کہ

ہیں۔ انھیں تو اس لے دے کے اتنا ہی معلوم ہے کہ شیعہ لوگ تفضیل علیؑ کے قائل ہیں اور بعض ان میں سے ازرا و غلو الیو یکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تیرا کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ انھیں یا عموم کچھ معلوم نہیں۔ حالانکہ تیرا اور تفضیل علیؑ تو بعد کی بات ہے پھری اور قطعی طور پر بینا دی یا بتیں درہیں جو انھیں اور ہمیں بظاہر تو دو فرقوں میں تقسیم کرتی ہیں مگر فی الحال وہ دوجو راگا نامتوں کی اساس میں۔ ایک شرآن کا معاملہ دوسرے مخصوصیت کا معاملہ۔ ہمارے تردیک قرآن اپنی ترتیب، اپنے الفاظ اور اپنے تمام الترمات کے ساتھ اندھی قلنی قلعی ہے کہ اس میں ایک حرف کی کمی ہے اور تقدیم و تاخیر حالی نہیں ہے۔ لیکن شیعوں کے بینا دی عقائد میں یہ تھیہ مسلمات کی حیثیت رکھتا ہے کہ یہ موجودہ شرآن ترتیب مقرار اور بعض الفاظ کے اعتیار سے محرف ہے۔ قابل احتدام وہ شرآن ہے جو حضرت علیؑ نے تنزیل کے مطابق جمع کیا تھا وہی نسل اب سلسلہ ہمارے ائمہ کے پاس محفوظ رہا اور اب وہ ہمارے پارہ ہوں امام کے پاس ہے۔

دوسرے بینا دی اور دوسرا اس اختلاف یہ ہوا اور ان کا یہ ہے کہ ہمارے تردیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مخصوص نہیں ہے کہ وہ الیو یکر یعنی نہیں جھیں ہم بجا طور پر فضل اپیشتر بعد رسول اللہ خیال کرتے ہیں، لیکن ان خوش فہموں کے عقیدے میں ان کے وہ بارہ امام قطعاً مخصوص ہیں جنھیں "امانت" خود ان کے ذمہوں نے تقویہ فرمادی ہے۔

ان دونوں عقائد کا اختلاف اس اختلاف کم شدید نہیں ہے جو ہمارے اور قدیما نیوں کے مابین پایا جاتا ہے زراس کی حیثیت ہمارے اور اہل شرآن کے اختلافات سے کم ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بعض علمائے سلف نے روافض کو مسلمان تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ مثلاً میسا فی حضرت انجیل کی تحریف کے جواب میں مسلمانوں پر خود قرآن کی تحریف کا الزام روافض ہی کے جواب سے قائم کرتے تھے تو علامہ ابن حزم نے بردا کہا

وَمَا قُولَهُ فِي دُعَى الرَّوْفَقِينَ رہا ان نصاریٰ کا روافض کے

اس طرح نازل ہوئی۔ وَلَقَدْ عَاهَنَ كَانَ لِلأَذْمَمِ مِنْ قِبَلِ كَلِمَتَهُ فِي مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْمُسْتَنِ وَالْمُسْتَنِ وَالْمُسْتَنِ مِنْ ذِرَّتِهِ فَقَسَى پ ۱۴۳۔

(۸) تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرت اس آیت کو بیوں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ فَإِنْ خَفْتُمْ نَسَارُهُ فَإِنَّمِنْ قُرْدَ وَقَوْهَ إِنَّ اللَّهَ وَرَأَى الرَّسُولُ وَرَأَى أَدْلِيَ إِنَّهُ مُنْزَهٌ مُكْرَمٌ پارہ ۱۴۳ ص ۱۴۳۔

(۹) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تفسیر قمی میں ہے کہ تنزیل میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بعد یا علی تھا ص ۱۴۳۔

(۱۰) وَمَنْ يُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُولَهُ كافٍ۔ اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُولَهُ فِي وَرْثَتِهِ عَلِيٌّ وَالْأَمْمَةُ مِنْ بَعْدِهِ فَقَدْ فَتَأَذْفَرَ عَنْهُمَا ۱۵ پارہ ۲۲ ص ۲۵۔

(۱۱) امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب رسول خدا نے قدر یہیم کیوں جناب امیر المؤمنین کو اپنا فتح قام کرتا پاہما تو حضرت کے سامنے منہ فقین میں سے سیات شخص تھے۔ اور ساتھ یہ تھے۔ ابوالیکر عمشر۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابو عبدیہ بن جراح۔ سالم مولائے ابی حذیفہ۔ مغیرہ بن شعیبر رض۔ پارہ ۱۴۳ ص ۳۹۵۔

(۱۲) الْشَّيْطَنُ سَوْلَنَ لَهُ هُنْ - جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ بیہاں شیطان سے مراد حضرت شفیع ہیں۔ سورہ محمد ص ۱۰۱۔

یہ چند نمونے ہیں۔ دیسے تو بے شمار ہو اے درج کر سکتا ہوں۔

۵۳۶۷ عبد الرشید رکاندار۔ ... باجڑہ گروہی

طلع سیالکوٹ ... (پاکستان)

تَحْمِلٌ

کئی حضرات عام طور پر شیعوں کے بینا دی عقائد سے ناقب

اور وہ "متهماج الحرامۃ" جو صایہ کرام کے لئے گالیوں خرافاً تو
بذریاعیوں کا پلٹنڈہ ہے اور شیعہ الاسلام امام ابن تیمیہ نے
منہاج الشنت میں اس کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ اس کے مصنف
ابن المظہر کی شیعہ حضرات میہا وہ علّمت ہے کہ یادوں و شاید
نوئنہ وہ چند القاب و آداب سنتی یو اخیں دئے
جاتے ہیں مفہم الجہا بذکیۃ العلامہ و مرکز دارۃ اللہ
ایۃ اللہ فی العلمیت و نور اللہ فی ظلمات الارضیت
و استاذ الخلافت فی جمیع المفہومیں بالیقین بحوال
الملة والحق والدین وغیرہ وغیرہ (مقالمۃ المنفق
من منہاج الاعتدال - للحافظ الدنیہی)
(عامہ شیعیان)

محمد رسول اللہ ۱۵ مشہور مصری مصنف توفیق الحکمر
کی کتاب کا عندرہ اردو ترجمہ۔
مکالمہ کے انداز میں تکمیلی یونی ٹاؤن کی شیرین قدر سے۔ بعد
دیچپ اور پرکیف۔ پا پھر دیے۔
خلال دریف اللہ اسلام کے عظیم خواہد حضرت غال الدکی
بہتر بن سواع۔ سواد دروپے
خانہ رکعب معلومات۔ پہنچ دو روپے۔
مولانا ناشیلی کی مشہور کتاب

الامون

سواد دروپے

علوم عرب غیر مسلموں کی فہریت ایک عبرت آموزہ
اویمہ کتاب

قیمت ڈی روپیہ

خطبات مدرس سلیمان تدوی کے مشہور ترین
خطبات۔ جو اپنا جواب آپ ہیں۔

محمد سارہ تین روپے

مکتبہ متحلی دیوبندی

تبدیل القراءات فدان
الرواوض دیسون من
المساعدین۔

والرسے تیبلی قستان کا قول
کرنا تو رواضہ مسلمان ہی کب
ہیں۔ (کتاب الفضل جلد ع ص ۳)

یہ رواضہ بعض برعنی عفت نکیے اختلاف کی بنابرائیں
میں ایک خداگانہ فرقہ کی حیثیت رکھتے ہوں تو رکھتے ہوں لیکن
حکایت قرآن کے عقیدے میں تو رواضہ و شیعہ بالکل متفق ہیں
اور کلیف کی کتاب الحکاف ان کے بیان کتب معظمه میں سے ہے
ملاحظہ کیجئے اس کتاب الحکاف کے بھی دو ٹھوٹے۔

عن سیا برا الجعفی قال جابر الجعفی کہتے ہیں کہ میں نے
سمعت ایا جعفر يقول:-
ما اد علی احد من الناس
انتهی جمع القرآن کلہ
کم اائز لـ تـ کـ دـ اـ بـ
وـ مـ اـ جـ مـ عـ مـ وـ حـ قـ ظـ
کـ مـ اـ نـ زـ لـ اللـ هـ الـ اـ عـ
اـ بـ اـ بـ طـ بـ مـ (الکافی ص ۲۷ طبع شام)

+ + + + +
اسی کتاب کے صفحہ پر ابوالصیر واقعہ بیان کرتے ہیں
کہ ابو عبد الرحمن الشدی اخیں بتایا۔

ان عندهنَا المصحف
فاطحة عليه السلام
المصحف (قرآن) اے۔ میدنے
(ابوالصیر) کہا مصحف فاطمة
سے آپ کی لیا مراد ہے؟ ابوالصیر
نے جواب دیا:- وہ آنکھیم
مصحف فیله مثل قرآنکم
ہذا اثلاث صرات
واللہ ما فیہ من قرآنکم
خرائی تمہارے قرآن میں کاتو
حروف واحد۔

+ + + + + ایک حرف بھی اس میں نہیں۔
یہ ہے اس کتاب الحکاف کے مندرجات کا نمونہ جسکی
روایات پر شیعہ ایسا ہی کھروں سر کرتے ہیں جیسا ہم بخاری و مسلم

تجھی کی طاکوں

ادر تکلیف پہنچانا کارثی رہا ہے اور ان کو اس بات کا پورا پورا اٹھیان ہے کہ الگ جماعت اسلامی والوں کو ماریں اور ٹھالیاں دیں یا کچھ بھی کریں یہ لوگ جوابی کارروائی نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان کے ساتھ دل کھول کر جو چاہئے کرو، ان لوگوں کی مخالفت حدتے گزر گئی ہے۔ بعض لوگوں نے علماء اور عوام سے آپ کے ماہ نومبر ۶۲ھ کے رسالہ کا نذکر کیا اور بتایا کہ خاب عامر عثمانی صاحب تے ایسا خبر برکیا ہے تو اس پر مولوی حبیب الرحمن صاحب نے فرمایا کہ عامر عثمانی تو لونڈا ہے وغیرہ۔ اس سے ہم کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور ان لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ بھی جماعت اسلامی ہی کے آدمی ہیں یا ایک بجٹ، ہیں اور آپ کو جماعت اسلامی سے سالانہ کمی ہزار روپے ملتے ہیں جس کی وجہ سے آپ جماعت اسلامی کی تاسیس میں لکھتے رہتے ہیں۔ اب یہ مولوی حبیب اس سال حجج کو بھی جا رہے ہیں اس لئے بھی لوگ انکو بڑا مشقی اور عاشق رسول خیال کر کے ان کی بات پر یقین کرتے ہیں۔ ان کا پیشہ نوجماعت اسلامی کی مخالفت کرنا ہے۔ اس لئے یہ اکرم ائمہ مادا کے پرچیے میں حسب فیل مسوالت کے جواب عنایت فراکر حمدون فرمائیے اگر مناسب خیال فرمائیں تو اس پورے خط کو شائع فرمادیں۔

(۱) کیا آپ جماعت اسلامی کے رکن یا اس کے ایک بجٹ ہیں؟ اور آپ کو سالانہ کتنے روپے جماعت اسلامی سے ملتے ہیں؟ (۲) اگر کوئی صاحب حجج کرنے کے بعد بھی جماعت اسلامی کی مخالفت ترک نہ کریں تو اُنکے بارے میں پہلیا خیال ہے؟

وہی جماعت تبلیغی اور جماعت اسلامی

سوال ۱:- ازیعقوب علی۔ کرم نگر دامدھڑا پر دلشیں
تجھی ماہ نومبر ۶۲ھ میں "تجھی کی طاک" کے زیر عنوان
آپ نے جو سوال اور جواب شائع فرمایا ہے اُس کو دیکھ کر
یہاں عوام میں عجیب قسم کا انتشار پایا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا
خیال ہے کہ آپ بھی جماعت اسلامی کے رکن ہیں اور یہاں پر
ایک مولوی صاحب رہتے ہیں جن کا اسم گراجی حبیب الرحمن
صاحب ہے۔ یہ بخارے بیڑک پاس ہیں اور ہائی اسکول میں
صرف اور دوپٹھا تے ہیں۔ ان کو جب تجھی دکھایا گیا تو اس کے
بارے میں ان کے تاثرات بہت خراب پائے جاتے۔ ان
مولوی صاحب کا مستقل شغل جماعت اسلامی کی مخالفت
کرنا ہے۔ ہماری جماعت اسلامی کی طرف سے مقامی مسجد
میں درس قرآن کا اہتمام ہوتا تھا۔ بعض علماء اور مفتکرہ
مولوی صاحب تے ملک آوارہ اور غنڈہ عاصم کو نشرہ اور اشتیا
پلاک میں لادخواہی اور اسلام کے ذریعہ قرآن کا درس بند
کر رہا اور بے چارے جا رے جماعت اسلامی والوں نے مخفف قلندر
فساد کے انہیں سے درس قرآن مسجدیں بندر کر کے ایک
صاحب بخیر کے مکان پر اس کا اہتمام کیا۔ اس طرح بخت
اسلامی کی مخالفت کرنے اور اس پر مختلف طریقے سے الزاماً
عابد کرنے کا کام کرنے والے حضرات یہ سی یہاں تبلیغی جماعت
مشتمل ہے۔ ان مخالفین جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت
کے افراد کا کہتا ہے کہ جماعت اسلامی والوں کو کالیاں بنا

ابو ابیل:-

سنت اللہ شروع ہی سے کچھ یونہی چل آرہی ہے کہ داعیان حق پر اسلام دن کے پہاڑ لوٹیں۔ ان پر مخالفتوں کی لیغاء رہے۔ اپنیستایا جائے اور حق کی تحریک کو قدم قدم پر اپنیں اور بیگانوں کی وسیسه کاریوں کا سامنا کرنے پڑے۔ جماعت اسلامی بھی اپنے ارادے اور نیت کے اعتبار سے داعیان حق کی ایک جماعت ہے کیسے تھنک تھا کہ سنت اللہ اس کے معاملہ میں بدال جاتی اور شیطان غافل ہو یہ بیٹھتا۔ ہم علم و استدلال کی طرح پر تیراں فردیاً اگر وہ سے اپنام فقیہ کر سکتے ہیں جو جماعت اسلامی کے کسی عقیدے یا عمل پر معرض ہو لیکن اسی خیریتی غیر معقول مخالفتوں کا ہمارے پاس کیا توڑ ہے جن کا خاک آپ نے ٹھینچا۔ ان مخالفتوں کے مقابلہ میں خود جماعت اسلامی کی کیا روشن ہے۔ یہ سب کے سامنے ہے۔ اسی روشن سے ہر صفت مراجع اندازہ کر سکتا ہے کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون۔ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے:-

وَعِيَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ
زین بنے پر نرم رُؤسیٰ سے الیسی رقاوے سے
يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ
جس میں خوت، غرسہ اور جارت
هُوَ جَوْهَرٌ إِذَا أَخْاطَبَهُمْ
نہ ہو، چلتے ہیں اور جب ان سے
الْجَاهِلُونَ قَادُوا إِسْلَامًا
جاہل لوگ جاہلانہ خطاب کرتے
(الفرقان)
+ + +
+ + +
+ + +
عِلَادُ الرَّحْمَنِ ہی کا یہ وصف بتایا گیا ہے کہ إِذَا مُرْوَدًا
بِالْتَّعْوِيرِ مَرَوْا كِرَامًا۔

اس آئینہ قرآنی میں مفسدین مصلحین کے پھرے بھائیتے۔ امیانے کبھی مگر کون زیادتی کر رہا ہے اور کون ہدف ہے کہ تھائیو محققیت کا ترجمان ہے اور اس کا نام محققیت اور قدمور کا نام ہے۔ ہم ذکرِ تسبیح، انتشار و تہجد اور زانہ نہ طور طیق کے دل سے من خواں ہیں لیکن ہماری راستت میں تمام اعمال خیر کا مقصد و دعا انسان کے اندر نفس اخلاق اور پاکیزہ ملکات و رحمیات پیدا کرنا ہے۔ اگر عبادتیں عابد کے قلب و ذہن اور وجہ

و منور کو حسن اخلاق، خشیت و تقویٰ اور عجز و تواضع کے لہرے رنگیں نہ رنگ سکیں تو یہ کہ بغیر چارہ نہیں کہ وہ منزل سے سے ڈوسرے ہے۔

ہم نے سنا تھا کہ تبلیغی جماعت میں اگر امام مسلم کا بڑا چرچا ہے۔ نزاع و مخالفت سے بالا بالا کام کرنا ان حضرات نے اپنا شعار بنایا ہے۔ پھر آخری کیا حادثہ نہیں کہ اوئیچے درج کا اکرم مسلم تو کیا ہوتا حدیث کے حکم صریح تک تک کی پروانہیں کی جا رہی ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا ہے:-

الْمُسْلِمُونَ مِنْ سَلِيمٍ	اچھا مسلمان وہ ہے جن کی زبان
الْمُسْلِمُونَ هُنَّ لِسَانٌ	اور باختہ اہل اسلام محفوظ و
وَيَدٌ	ماہون ہوں۔

تو کیا یہ طور طیق اس حدیث کے مطابق ہیں کہ جہاں موقع طے جماعت اسلامی کو جبرا و طاقت سے دبادیا جائے اور درس قرآن بھی بلا کسی معقول وجہ کے بندر کر دیا جائے۔ زبان کے تیرکی عقیدہ و عمل کی تقدیم میں تو چلاتے جا سکتے ہیں۔ جماعت اسلامی کے جن فنکر و عمل پر کسی کو اعتراض ہو وہ ضرور اپنے پناہ ڈال کر مدد لیوں پر دنیا کے آئے رکھ سکتا ہے اور اس کی دانست میں یہ جماعت مشرکت ذاتیہ کے قابل نہیں ہے تو تسبیحی کی اور معقولیت کے ساتھ عامۃ المسلمين کو اپنا ہم نوا بستانے کی کوشش کر سکتا ہے مگر یہ بات بہت بُری اور افسوسناک ہے کہ شرافت و ممتازت کی عمد تور دی جائیں۔ ہم جماعت اسلامی کے مومن مخالفین پاٹھ جوڑ کے عرض کریں گے کھدا را احمد کے انتشار و افتراق کو اور زیادہ دبرھائیے۔ ہماری اجتماعیت کا حال بہت پیلا ہے۔ ہم بُری ہوئی تسبیح کے دلوں کی طرح بکھر چکے ہیں۔ کیا اللہ اسے پسند کرے گا کہ شیرازہ بندی اور تلافی رافات کی درد مندانہ صافی کے عومن ایکدوسرے کے جیب و گریباں کی دھیماں اُڑانے میں سرگرمی دھماں جائے۔ حملہ شرک و بدععت، فتن و محصیت اور زندگی والحاد پر کجھے۔ غلط نشانوں پر اپنا میگزین بریاد مت کیجئے۔ فیضت کرنے والا آپ سے بہت مکتر ہے مگر اسے نظر انداز کر کے خود نیخت پر خور فرمائیے کہ وہ اللہ اور رسولؐ کی ہدایات کے موافق ہے

مولوی حبیب الرحمن صاحب نے ہمیں "لوٹڑا" کہا۔
 اللہ تعالیٰ انھیں جدائے خیر دے۔ اس طعن سے ہماری جو تحقیر
 ان کے پیش نظر ہے ہم واقعہ اس سے بھی زیادہ تھیں ہم
 کیا اور ہمارے علم و فہم کیا۔ جماعت تبلیغ اور علمائے دینہمیں
 تو ایسے ایسے عظیم حضرات ہیں کہ ہم ان کے جو تے بھی اٹھائیں تو
 یہ ہمارے لئے باعثِ افتخار ہو گا۔ لیکن اس اعترافِ مکتوبی
 کے باوجود ہم مولوی صاحب موصوف اور جماعتِ اسلامی
 کے دیگر مخالفین کو بطورِ ذکر یاد دلائیں گے کہ ہم اور آپ سن جاؤ
 دو عالم، کمالِ محسم، آفایتِ محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے فلان ہیں اسے
 بھی ناداںوں نے جھوٹوں، بجادوگر اور نہ جانے کیا کیا کاہٹا۔ اس کی
 بھی ہر طرح کے طرز و طعن کے ساتھ تحقیرِ تضییک تیکھی۔ اس پر
 دست درازی تک سے باز نہ آتے تھے، ہماں تک کہ اس کے
 جسد اطہر سے وہ ہوتا ہے اس تھا جس کے ایک ایک قطربے
 کی قیمت میں یہ پوری کائنات نیلام پر حرطہ سنتی ہے اور تو اور
 اللہ کے کلام کو اساطیرِ الادولین کہا تھا اور ہمہ وائے العیاذ
 بالذرا بھی کہتے ہیں۔ پھر کونا صلح، مجد اور اپنے درجے
 کا داعی حق ایسا لذرا ہے جسے اپنوں اور بیگانوں کی شدید
 مخالفت، ایذاہی اور جاریت سے سابقہ نہ پیش آیا ہو
 تو سوچنے اور درجنے کی بات یہ ہے کہ جماعتِ اسلامی یا عاصم
 عثمانی کے خلاف تھاری قوی و عملی مخالفتیں ہمیں ظلم و طغیان
 اور حقِ دینی کی ناپاکی سے ملوث نہ ہو گئی ہوں۔ عامر عثمانی
 تو سچ جس طفیل مکتب ہے۔ وہ اپنی حقیقتِ خود بھی اُس درجہ
 بے مقدار سے زیادہ بچھنپنا جو علم و عقل کے سیکران
 میڈاںوں میں ایک طرف پڑا ہے، لیکن غور و ظلم طریقے سے
 بڑے جیل علم و عقل کو بھی زیبا ہیں۔ خدا کی قسم جب بھی
 یہ سنتے ہیں (اور آئے دن سنتے ہیں) کہ فلاں جگہ کسی نے
 جماعتِ اسلامی کے کسی رکن پاہم درد کا درس قرآن بند
 کر دیا تو یہ اختیارِ دل و دماغ کر بے درد سے ہر جاتے
 ہیں اور قرآن کے یہ الفاظ کا سرہ سرہ میں گوئے لکھتے ہیں:-

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّا
 نَسْأَلُكُمُ الْهُدًى الَّذِي أَنْذَلْنَا
 فِي الْمُؤْمِنِينَ إِنَّمَا يَعْلَمُ
 الْعَالَمُونَ (حَمْدَةَ)
 آجاؤْ - + + + +

اوہ منکرین کہنے لگے کہ مست
 کان و حروا سر قرآن کے ستنے
 یں اور بک بک کر کے اسمیں
 گھر بڑا لو بعید نہیں کہم غاب
 حاشا و کلایہ ہرگز نہیں کہ جماعتِ اسلامی کے شہنشاہ
 کا اسلام ہماری نقطہ میں شکوک ہے۔ درس قرآن بند کرنے
 یا کسی کو ایذاہ پہنچانے کا فعل یہ لوگ اسلام دسمی یا قرآن
 کی تردید و تکذیب کی نیت سے نہیں کرتے بلکہ علط نہیں
 کے تحت یہ سمجھتے ہوئے کرتے ہیں کہ ہم اسلام کی خدمت
 کر رہے ہیں مگر طاہر ہے کہ کسی کی مفہومی یا اعلانِ اندیشی سے حقوق
 تو بدلا نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام معاشر و مظالم افعال
 کفری کے ذریعے میں داخل ہیں اور ہر شخص جوانا کا مرکب ہرگز
 وہ نہیں اور اصطلاح کے اعتبار سے کافرین جانے کے باوجود
 وقت از تکاب ایمان و اسلام سے کھٹ جاتے گا۔

اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا:-

لَا يَرِيَ الزَّانِي حَسِينَ
 زَانِي مِنْ مِنْ نِهِنْ ہُوتا اور بھی
 بُرْنِ دَهْوَمْ مِنْ دَلَّا
 چُورِی لَرْتَانِ ہے وہ چوری کے
 سِرْقِ السَّارِقِ حَسِينَ
 ڈُرْتِ مِنْ مِنْ نِهِنْ ہُوتا اور
 دَهْوَمْ دَهْوَمْ مِنْ دَلَّا
 لِشُوْبِ الْخَمْرِيْنِ بِشِرْبِ لَهَا
 جو بھی شراب پیتی ہے وہ پینے کے
 دَهْوَمْ مِنْ المَنْجَارِيْنِ دَلَّمْ
 وقت مِنْ نِهِنْ ہُوتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری اور یہ نوشی وغیرہ
 کا افسار ادا افعال ہیں۔ اسی طرح حضور نے فرمایا ہے کہ جس نے
 قصدِ انسان از چھوڑی اس نے کفر کیا۔ اسی طرح اور بہت سے
 ناجائز افعال و اذکار کے بارے میں حضور نے تنبیہ کی ہے کہ وہ
 کفر کے زمرے میں ہیں۔ گویا ایک ہون جس وقت یہ افعال
 ناجائز کر رہا ہر تاہے اس وقت وہ حالت ایمان میں نہیں
 ہوتا بلکہ حالت کفر اس پر طاری ہوتی ہے۔ ایسی بالوں پر
 کوئی نہیں اسی طرح خارجی اور معترض قرار دے ملکتی ہے جس طرح
 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نازک بحث کے مسلسل میں لوگوں نے

ہو۔ مگر ان جیزوں کے ساتھ خیر نواہی اور اصلاح کی روشن انتباہ کرنے کے عوض وہ بد انجام اور المناک تھا بہت آگیسا جو بدعتی حضرات دیوبندیوں کے ساتھ برستے ہیں اور کم فہم و بے علمیت لوگ امام اپنے صنیف کے خلاف اختیار کرتے رہے ہیں۔ اُنکی لگانی ہوئی ارباب جبہ و ستاری ہے اور یہی وہ گروہ ہے جو ہمیشہ ہی آگ لگانے اور بھائیوں کا نامہ بر رہا ہے۔ علماء مشائخ اگر تھبیٹ کے بالا ہو کر حق کی خدمت پر جم جائیں تو ان سے بڑھ کر شیطان کا دشمن کوئی نہیں، لیکن یہی الٰہ المغالطوں اور خود پر تینوں کے چکر میں پھنس کر حق دوستی کے نام پر باطل کو مدد دینے لگتیں تو ان سے بڑھ کر شیطان کا خادم و معاون کوئی نہیں۔ یہ ناظر ہر ہے کہ اپنے صنیف اور غزالی اور ابن تیمیہ اور دیگر کتابوں کے خالقین بھی یہی سمجھ کر مخالفت کرتے ہیں کہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اور جس کی مخالفت کی جا رہی ہے وہ اسلام کا دوست نہیں، لیکن ایسا بھفت سے اگر واقعہ یہ اکا بر اسلام کے دشمن نہیں ہو جاتے تو جماعتِ اسلامی کے خلاف غلط سلط خیالات اور منطقِ الزامات کیونکہ اس جماعت کی مگر ابھی پر محبت شرعی بن سکتے ہیں۔

دوستو! عامر عثمانی لونڈ رہے یا جاہل واجہل ہے اسے اپنی طہاں میں مست رہنے دو۔ تم اپنی طرف دیکھو کہ کس قسم کا سرمایہ آخرت جمع کر رہے ہو۔ خدا تم سے جب سوال کرے گا کہ جماعتِ اسلامی کی اندھادھن مخالفت کے لئے تمہارے پاس کیا وجہ جواز تھی تو کیا اس وقت بھی کسی کو لونڈ اور کسی کو گمراہ کہہ کر اللہ کا سوال پڑھکیوں میں اڑا سکو گے ہے کیا اُمورت بھی جواروں میں تحریف، اخْرِمانی میں دجل و فریب، الزام تراشی میں لکھی اور خود رہ گیری میں انتہا پسندی کام آجائے گی؟

کام صرف خلوص سے نہیں چلا کرتا۔ مخلص تو اپنے جذبہ و نیت کے اعتبار سے وہ بُت برست بھی ہے تو ضرر کے ساتھ بُت کے آئے جھکتا اور غیر اللہ کو دیوتا سمجھتا ہے۔ لیکن تم سے اسی لئے تو کافر و مشرک کہتے ہو کہ اس کا خلوص منکر صحیح سے غالی اور فہم سلیم سے دور ہے۔ یہی بیان خود اپنی پیاساں میں بھی استعمال کرو۔ آخر کہاں کی داشتندی ہے کہ مل جمل کر طاغوتی قوتوں سے

مرجیہ قرار دیا تھا، لیکن نہ ہم خارجی و معترضی ہیں نہ امام عظیم تھوڑی صفحوں میں مرجیہ تھے۔ یقین کیجئے جب ہم معصیت کا ارتکاب کرتے ہوں۔ تو ان لمحات میں ہمارے ایمان پر کفر سایہ فیگن ہو جاتا ہے اور درسِ قرآن بلا کسی معقول وجہ کے بعد کہ انا تو اپنے ظاہر اور سکل و صورت کے اعتباً سے ٹھبیٹ کا فراہم اقدام ہے ہی جس پر ممتاز اور خشیت الٰہی کے ساتھ نظر ثانی کرنی چاہئے۔ انَّ اللَّهَ عَزَّ ذِيْلَهُ ذر انْتِقاً مِّنْ

مولوی حبیب الرحمن صاحب حج کو جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ ہم ان کے عشق رسول سے ہرگز انکار نہیں کرتے۔ مبارک ہیں وہ خوش نصیب جن کے قلوب کو عشقِ رسول کی بے بہانہ نعمت سے کچھ حصہ مل جاتے۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ موصوفِ متعالی نہیں ہیں۔ صرف اتنا کہتے ہیں اور بڑے ادب سے کہتے ہیں کہ عشقِ رسول اور نعمتے ہی کا یہ تقاضا ہے کہ جماعتِ اسلامی کی مخالفت میں غیر متین، غیر پاکیزہ اور غیر عادلانہ نظرِ قیمة نہ برتا جائے۔ یہ جس زنگ کی مخالفت کی جا رہی ہے یہ تو اُسی مخالفت کا نمونہ ہے جو بہیلوی حضرات دیوبندیوں اہل حدیثوں اور جماعت تبلیغی والوں کے بال مقابل اقتیا رکھتے رہتے ہیں۔ یہ بہت بُری اور شرمناک ہے۔ یہ دین اور دنیا دلوں کیلئے مضر سے اس عاجز نے جماعتِ اسلامی کا بہت لظریخ دیکھا ہے۔ خالقین کے رسائل بھی پڑھ ہیں اپنے طور پر نہایت فکر و تدبر بھی کیا ہے۔ حقیقت اس کے سوا کچھ نظر نہ آئی کہ مخالفت و منازعہ کے اس ہنگامے میں شیطان کی وہی فتنہ پر داری اور دیسہ کاری کا فرمایا ہے جس نے ہمیشہ دعوتِ حق کے خلاف ذہنوں کو سوم کیا اور ہمیشہ رانی کا یہاں بنالکہ افراق امت کا بچ پویا۔ غلطیاں کس سے نہیں ہوتیں لغزشوں سے کون بچا ہوا ہے۔ جماعتِ اسلامی کے لظریخ میں بھی بہت سی ایسی چیزوں موجود ہو سکتی ہیں اور موجود ہوئی چاہتیں جن میں خذف و ترمیم اور اصلاح و نظر ثانی کیفیت

صبر رہتا ہے۔ ہم اپنے کو اس کا اہل نہیں بتاتے کہ اس کیلئے مکا حقہ جدوں جہد کر سکیں اسی لئے جماعت اسلامی کی رکنیت بھی ہمیں نصیب نہیں ہے۔ لہری "ایجنسٹی" کی بات تو یہ نکتہ جماعت تبلیغی والے ہی بتاسکتے ہیں کہ دینی امور میں ایجنسٹی کیا شے ہوتی ہے۔

روز اور چین کے بارے میں تو طریقہ اور شناختی کو وہاں جو شخص بھی اور باب اقتدار کی مرضی کے خلاف لب ہلاتے یا جنہیں کرے دہ فوراً سامراج کا ایجنسٹ قرار دیدیا جاتا ہے مگر دین و شریعت میں ہمیں یہ اصطلاح نہیں مل سکی۔

بات یہ ہے کہ جن لوگوں کا خود اپنا ذہن اس قسم کا ہو کہ بغیر دنیاوی غرض کے وہ تقدیر نہ تور ہتے ہوں انھیں تو فرقہ تائی پھٹھنا ہی چل ہتے کہ عامر غتمانی یا کوئی بھی شخص بغیر دنیاوی منفعت کے کسی سرگرمی میں حصہ نہیں لے سکتا۔ چنانچہ اسی نوع کے لوگ جماعت تبلیغی کے بارے میں بھی یہی تصور رکھتے ہیں کہ اسے اپنی باہر سے مالی مدد ملتی ہے ورنہ کہاں سے اس کی جماعتیں دنیا بھر میں سفر کرتی پھریں۔ الہام دی یقیناً علی نفسہ ہر شخص دوسروں کو عموماً اپنے ہی آئینے میں دیکھتا ہے۔ ہمیں بفضلہ تعالیٰ بھی یہ تصور تک نہیں گزرا کہ تبلیغی جماعت کے افراد کچھ لے دے گاؤں درگاؤں پھرتے ہیں۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ خلوص کیشیں ہیں۔ اپنی جیسے خرچ کرتے ہیں اور جماعت اسلامی کی خلافت بھی بدشتی سے نہیں کرتے بلکہ ان کے ذہنوں میں شیطان کی ذریات نے غلط فہمیوں اور عناد و تعصب کی کاشت کر دی ہے۔ انکی حقوقوں کا پیمانہ بھی عموماً کچھ ایسا ہی ہے کہ یہ زیادہ اور اپنے اغماض مسائل و مباحثت کو نہیں سمجھ سکتے۔ بہت جلد لوگوں کے ہیکامے سکھاتے ہیں آجائتے ہیں۔

اب یہ ان حضرات کی مرضی ہے کہ ہمارے بارے میں جو چاہے راستے قائم کریں۔ ہمارا تو خیال ہی ہے کہ دروپے پیسے والا النرام وہی لوگ لگاسکتے ہیں جن کی مفتاد پرستی یہ تصویر ہی نہیں کہ سکتی کہ کوئی شخص مخلص بھی ہو سکتا ہے اور حق و صداقت کی حمایت دنیاوی مفاد کے بغیر بھی کہ سکتا ہے۔

خیر ہم ان لوگوں کو بایوس نہیں کرنا چاہتے۔ انھیں بتا دیجئے کہ عامر غتمانی کو ایک لاکھ روپیہ سالانہ توہندر و سستان کی

جنگ کرنے کے عوض آپس بی میں لڑ مزاجا ہتے ہو۔ سبھلو، سمجھدہ بنو اور طراؤس وقت سے جب کوئی کسی کے کام نہ آتے گا۔ اپنے ہمی اعمال و عقائد سزاوجزا کی بنیاد بنتیں گے۔ لَأَنَّهُمْ لَكُنْ تَفْسِيرُ شَيْءًا وَ الْأَمْرُ يُؤْمِنُ اللَّهُ

ہمیں احساس ہے کہ اپنی بارہا کی روشن کے مطابق اس بارہی ہم جواب کے حدود سے نکل کر وعظ و ارشاد کی وادی میں پہنچ گئے ہیں، مگر کہیں بھی کیا۔ معلمے کی نویعت ملی نہ ہو تو سوائے تذکیر و تضمیح کے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔

تجھے اپنے سوالات کے جوابات بھی سن لیجئے :-

(۱) ہمیں جماعت اسلامی کی رکنیت کا مشرف حاصل نہیں۔ جماعت اسلامی کا رکن بننا آتنا آسان بھی نہیں ہے جتنا جماعت تبلیغ یا جماعت علماء کا نمبر بننا۔ یہ جماعت جائز پر کہ کہ صرف ان لوگوں کو نمبر بناتی ہے جو عقل و شعور کی پوری آزادگی کے ساتھ اندر کے دین کو غالباً کرنے کی بہت آزمائی صبر طلب اور کھنڈ جدوجہد میں شریک ہونا چاہتے ہوں۔ دین کو فالائب کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی وہ سوال ہے جس کا جواب اس جماعت کے نزدیک دوسری جماعتوں سے مختلف ہے۔ دوسری کوئی جماعت دین کو زندگی کے تمام دوائر اور شعبوں میں غالب و نافذ کرنے کو اپنا تسلیم العین نہیں بناتے ہوئے ہیں۔ یہ جماعت کہتی ہے کہ دین صرف نماز و روزے تسبیح و درود، انفرادی زہدو طاعت اور شخصی درج و اتفاق کا نہیں۔ بلکہ سیاست، معیشت، تہذیب و تمدن اور حکومت و سیادت وغیرہ کے تمام دائرہ میں اللہ اور رسول کی مرضیات کو فالائب و نافذ کرنا بھی دین ہی کا ہم تین شعبہ ہے جس سے غفلت بر تنا اس کے سوا کوئی خرہ نہیں دے سکتا کہ معاشرے میں برا یار چلیں چھولیں و راچھائیں کے لئے سالس تک یعنی کی گنجائش کم سے کم تر ہوئی جی جائے۔ اسی طرز تک کے تحت یہ جماعت بنائی گئی ہے اور اس کا نصفت ہے یہہ گیر اقامۃ دین۔ مسجد سے لیکر پار لمیٹ تک خالقاہ سے لیکر کارخانوں تک اسلام ہی کا سکھ جلانا اس کا مطمح نظر ہے۔ یہ نصب العین ظاہر ہے بڑا کھنڈ پر اور اقتداء بڑا

یہ طویل جواب ہم نے اُن خدا ترس لوگوں کی خاطر پیش کیا ہے جو ان را افسوس نہیں بلکہ یہ خبری اور غلط فہمی کے باعث جماعتِ اسلامی کے دشمن بن گئے ہیں۔ وہ لوگ جھینکتے تھے سچے مطلب ہی نہیں، بلکہ اپنے اجراءو رہیان کو "خدا" بتا کر انہوں نے ہر دوسری آواز کے لئے ذہنوں کے سوراخ بند کر لئے ہیں ایکیں ہم کیاراہ راست پر لا جائیں گے۔ ان جیسوں کے بارے میں تو خوبی مرتب خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تکست اللہ نے فرمایا:-

أَفَأَنْتَ تَسْمُعُ الصَّمَدَ (وَإِنَّمَّا مُحَمَّدٌ بِرَبِّهِ رَّحِيمٌ)
كَمْ مُتَكَبِّرٌ هُمْ أَنْهَاوُنَ
وَلَكُمْ كَلْمَانُ الْعُقُولُونَ

+ + + + +

اور فرمایا:-

أَفَأَنْتَ تَسْمُعُ الصَّمَدَ (وَكَيْفَ يَسْمَعُ الْمُرْجَفُونَ)
وَلَكُمْ كَلْمَانُ الْعُقُولُونَ

وَهُوَ عَقْلٌ نَّهْ رَكْتَهُ بَوْنَ -

خاتمة کلام پر ایک اور نکتہ بھی ہم نفع عموم کی خاطر پیش کر دیں۔

جماعت تبلیغی اور خانقاہی حلقوں کے بزرگوں کی تعلیماں آج کل بڑے شرود میں یہ تاثر عام کرنی جا رہی ہیں کہ علم کی درحقیقت کوئی اہمیت نہیں جو شخص نہایت نیازمندی کے ساتھ مرشدین و شیوخ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے ہے اور ذکر و تبیح سے اس کی زبان ترہ بھتی ہے وہی مبارک بندہ ہے دہی بے دریغ جنت میں جائے گا اور دہی سچا ہو من ہے۔

ہماری دانست میں یہ تاثر غلط بھی ہے اور ہملاں بھی۔ طولانی دلائیں میں جائے بغیر ہم صرف امام ابو حنیفہ کا فرمودیں گرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:-

"مقبوط اور قابل اعتماد عمل دہی ہو سکتا ہے جو

معروف تامہ پر مبنی ہو۔ چنانچہ خیر (صاحب خبر)

وہ نہیں ہے جو صرف عمل خیر کرتا ہو بلکہ اصل میں خیر

وہ ہے جو خیر اور مشترکاً مخصوص علم حاصل کرنے اور خیر کی

جماعتِ اسلامی دیتی ہے اور ایک لاکھ سالا نہ مولانا مودودی منی آرڈر سے بھجتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ اس آمدی پر حکومت ٹیکس بھی نہیں لیتی۔ کرم فرماں سے ہیئے کہ ماں سکیں تو اسی مدنی کو بینڈ کر دیں۔

(۲) حج بہت بڑی نعمت ہے الگ مقبول ہو جائے، لیکن مقبولیت کی بھی سچے علامات ہوتی ہیں۔ جو روشن مولانا حبیب الرحمن صاحب کی آپے خط میں لکھتے ہیں وہ تو ایسی نہیں ہے کہ حج کی مقبولیت متوقع ہو سکے۔ عبادات کی مثل داؤں کی سی ہے۔ دو ایسیں کتنی بھی کئے جاتی ہیں لیکن بدیہی بھری بھی جاری رکھیں گے تو دو ایسیں یا تو بے اثر ہیں اگر یا کم سے کم ان کی افادیت کم ضرور ہو جائے گی۔ معروف کے ساتھ تسلیم کر بھی یہ اپر کالا قیمت وجہ ہے۔ اللہ نے جہاں کچھ کاموں کے کرنے کا حکم دیا وہاں کچھ کاموں سے رُک جانے کا بھی حکم دیا۔ یہ حسنہ کام امراض باطنی کے لئے بدیہی بھری کی جیشیت رکھتے ہیں۔ دریں فتران کو روکنا، عجمات اسلامی کی ناحی خلافت نئے جاناب علمی کے تحبت الزامات تراشنا اور حسلاج و فلاج پر متوجہ کرنے والوں کو لونڈے کہا کر نظر انداز کر دینا صریح امیر حسنہ ہیں۔ معاصی ہیں۔

ان معاصی سے بطور شغل مستقل بھی رکھنے والوں کے حق میں یہ امید تسلیم ہے کہ حج اور دوسری عبادیں ان کے امراض روحمانی کا خاطر خواہ علاج کرسکیں گی۔

اخلاق اخلاق کے سلسلے میں ہم تو جماعتِ اسلامی کی روشن کچھ اس طرح کی دیکھ رہے ہیں کہ کیا اس کے اراکین اللہ کے اس فرمودے پر نظریں جمائے ہوئے ہیں۔

كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ يُوَهْنِي تھر گلادیتا ہے اللہ ان کے قُلُوبَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
رَبُّهُمْ بِإِشْكَنَةِ اللَّهِ الْحَمْدُ لَهُ تُلُوبُ پر جو ہے علم ہیں سمجھے فَاضْبِرُوا إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ تَعَالَىٰ
وَلَا يَسْتَحْفِنُكَ الَّذِينَ رہو تم بے شک اللہ کا وعدہ تھیک ہے اور تھیں پھر لاندیں دَلَّا يُوَقِّنُونَ (الرَّوْمَ)
+ + + + +

اس کے پر خلاف جماعت اسلامی کا ایک رکن بھی ایسا نہیں ہو کافی دلائی تک مختلف اہم مسائل پر مطالعہ اور تدریکرنے کے بعد پورے عزم و شور کے ساتھ انہی شامل نہ ہوا ہو۔ اس کے ذہن و قلبے جب اچھی طرح یہ صداقت قبول کر لی کہ اسلام کی تعلیم خیر و خلاص سے بریز اور غیر اسلامی تعلیمات سے منفی ہیں اور پھر یہ بھی صحیح لیا کہ اسلام کو غالب دنافذ کرنے کے لئے منظم جدوں جو باشہہ ضروری ہے تب وہ جماعت اسلامی میں شریک ہوا ہے۔ لہذا خود قرآن کی تصریح کے مطابق یہ کہنا قائم اور کذب ہی ہو گا کہ انہر دو قسم کے افراد کی عبادتیں اور سرگرمیاں ایک ہی قدر قیمت رکھتی ہیں۔ ہل لِسْتُرِي الَّذِينَ وَالْمُصْبِرُونَ اندھے اور سوچنے پر اپنے سکتے ہیں مَا لَكُمْ كِفْفٌ عَمَّا مَنْعَلُونَ کیا ہو گیا ہے تھیں کیسا فیصلہ دیتے ہو۔

امام عظیم کے مذکورہ تبیان کا مصدر و مبنی قرآن و حدیث کی کثیر تصویص میں یہاں ہم مشاً دو حاشیوں قلم کرتے ہیں
حضور سے دو ایسے خصوص کے بارے میں سوال کیا گیا جن میں سے ایک عابد ہوا اور دوسرا عالم - حضور چاہیدا -
فضل العالیم علی العابد عالم عابد پر ایسی ہی برتری رکھتا ہے
کفضیل علی ادئم کم شتم جیسی میں میں سے ایک معنوی فرد
قال مصطفی اللہ علیہ ا السلام پر پھر حضور نے یہ آیت قرآنیہ
یَخْشَى اللَّهُ مَنْ يَعْمَلُ حُکْمیتی - جز این نیست کہ اللہ سے
الْعَلَمَاءُ (مشکوٰۃ کتاب العلم) وہی بندے ڈرتے ہیں جو عالم ہیں
ایک اور حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا:-

فقیہ و احمد اَسْدُ عَلَیِ ایک فقیہ ہزار عابدوں سے زیادہ
الشیطان مِنَ الْفَعَابِ شیطان پر بھاری ہے۔
(مشکوٰۃ کتاب العلم)

جن لوگوں کے قلوب میں اللہ اور رسولؐ کے ارشادات مبارکہ کی قرار واقعی عظمت و اہمیت ہے وہ تو یقیناً ہماری معروضات پر دیانت کے ساتھ توجہ کریں گے، یونکہ تم قرآنؐ حدیث ہی کی روشنی میں بات کرنے کے عادی ہیں لیکن جو حصہ کو اللہ اور رسولؐ سے زیادہ فلاں حضرت جی اور فلاں پر مرشد

خوبیاں سمجھنے کے بعد عمل خیر کرے اور برائی کو صحیح طور پر برائی سمجھنے کے بعد اس سے بچے۔ اسی طرح عادل وہ نہیں ہے جس سے عدل ممزد ہو بلکہ عادل وہ ہے جو عدل کی قویٰ، شرف و غایت اور حسن انجام سے آگاہ ہو کر اور ظلم کی خرابی سے باخبر ہو کر عدل برستے۔

حضرت امام صاحبِ حکیم کتاب العالم والمعلمین فرماتے ہیں کہ عمل علم کا تابع ہے جس طرح کراعناء نظر کے تابع ہوتے ہیں۔ علم کے ساتھ عمولی عمل بھی اس عمل کی ترتیب نہیں ہے جو جہالت کے ساتھ ہو
قلْ هَلْ لِيَسْتُوِي الَّذِينَ كہداۓ محمد کیا عالم اور غیر عالم
لَعَدَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَرْأُونَ برا برپو سکتے ہیں (درگز نہیں)
لَعَلَمُونَ إِنَّمَا يَمْتَدُ لِكُو جزاں نیست کہ اریاب حق د
أَدُّ الْأَدَلَّ لِيَابِ بصیرت ہی کرنے کی طرح اللہ کی
عِبَادَتَ كَرْتے ہیں۔

حضرت امام صاحبِ حکیم کے اس تبیان کے بعد کیا یہ بیان کرنے کی حاجت رہ گئی کہ تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کے افراد کے اعمال و اشغال باہم کیا تفاوت رکھتے ہیں۔
ہر شخص جانتا ہے کہ تبلیغی جماعت میں کثرت کن لوگوں کی ہے ہوتا ہے کہ کتنے ہیں ان حفڑا اور بے علم لوگ و فتی تحریک شریعت کے تحت شریک جماعت ہو جاتے ہیں۔ چلے دیتے ہیں پھر تجویں اور وظائف سیکھ لیتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ تصور کرنے کی گنجائش ہی نہیں کہ خیر و مشری اور عدل و ظلم کی حقیقت کا ذرا اساس یہ ہے کہ نامبوع ذہنوں پر طریقے یہ کیا جائیں کہ چلوں کا یہ طریقہ قرآن و سنت کی کن ہدایات سے اخذ کیا گیا ہے اور کفر و اسلام کی حقیقتیں ایک و سرے سے کتنی مختلف اور کس درجہ تضارب ہیں۔ اخفیں کچھ نہیں معلوم۔ ان کے تمام معمولات اور اشغال بھیر چال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ طبیک ان لوگوں کی ماں نہ ہیں جو راہ چلتے کسی ابوہ میں شریک ہو جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ اباہو کس لئے جمع ہوا ہے۔

ظرف نگر کے غلبہ و سلطنت اور احوال و کوائف کے تغیرے بعض اور مسائل کی طرح اسے بھی قدرے الججادیا ہے اہذا ان حضرات کے لئے جو دین سے بغاوت کا بھی ارادہ نہیں رکھتے مگر احکام شرع پرے بارے میں ذہنی تسلیکین کے بھی طالب ہیں ہم قدرے تفصیل کی راہ اختیار کریں گے۔

اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ شراب کی حرمت کا سبب اس کا نشہ اور ہونا انگریز ظاہر و باہر ہے، لیکن اس کا مطلب نہیں ہے کہ وہ صرف اُسی شخص کے لئے حرام ہو گی جس پر اسے پی کر شطاری ہو جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شراب میں بالذات نہ سیدار کرنے کی صلاحیت موجود ہے اور اسے تیار ہی کیا جاتا ہے نہ سہ آدمی شرب کی حیثیت سے۔ اہذا اس کا صرف ایک قطرہ بھی کسی نرکسی درجے میں اُس ملت کا حامل ہے جس پر حرمت مختصر ہے لیکن نشیدار کرنے کی صلاحیت تو حرمت کے لئے ایک قطرہ بھی کافی ہو گا جب تک کہ کسی مصنوعی یا قادری عمل سے اس کی حقیقت ہی تبدیل نہ ہو جائے۔

حقیقت تبدیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کمیابی تخلیل یا پکانے اور جلانے کے کسی طریق سے اس کے تمام یا عضن جزا میں جو ہری تغیرات ہو جائے یا اس کا کوئی ایسا جزو مکمل طور پر تخلیل ہو جائے جس کے بغیر باقی اجزاء نشید اکٹھی صلاحیت سے عاری ہوں۔ ایسی صورت میں حرمت کا حتم باقی نہ رہے گا جیسے کہ سرکی کمی مقدار میں بھی حرمت نہیں اور جیسے کہ کچھ کوشت پکلنے کے بعد حلال و طاہر ہو جاتا ہے حالانکہ جو ہو جائے خود حرام تھا وہ اس سے علیحدہ نہیں کیا گیا بلکہ پہنچنے کے دوران اس کے بعض عناء رجھا پ بن کر اڑ گئے اور بعض اپنی جو ہری ترتیب ختم کر کے پار چوں ہیں جذب ہو گئے۔ یا جیسے دریا میں بول و بر از کی آمیزش اس کے پانی کو نیا گہری کر کی کیونکہ مقداری تباہ کا فرق عظیم کمیابی تخلیل کا قدرتی سبب بن جاتا ہے اور بخاست کے وہ اوصاف کا عدم ہو جاتے ہیں جن کے وجود سے یہ بخاست عبارت تھی۔

اُن تفصیل کی روشنی میں ہر وہ مکسجہ اور شرب بالیقین

اور فلاں سجادے صاحب پر اختاد ہے وہ لونڈا تو کیا ہیں پا جائو
مگر اہدا جمل بھی کہدیں تو کوئی غم کی بات نہیں۔ جہالت،
اندھی تقیید اور استکبار ان تینوں ہیں سے ہر شے آدمی کو کوئی
کاہینڈک بناتی اور اپنی لمحی میں مگر بھتی ہے۔ وہ اپنے خلاف
بڑے سے بڑے علمی و عقلی استدلال کو بھتی یا سکوت بے نیازی
بے رکرد میں ہے۔ حالانکہ جو لوگ مخلاص اور سیم الطبع ہوتے ہیں
وہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ایکتے علم
بڑھتا اور ایک ادنی اعرابی کی بات بھی نہ صرف بغور ہے
ہیں بلکہ وہ معقول ہو تو اپنے قصور کا اعتراف کرتے اور تائب
ہوتے ہیں۔ الحمد لله رب العالمين اللهم اس

شراب ملی ہوئی دوائیں

سوال ۱:- از۔ شاہد اقبال۔ دہلی۔

آج کل عام طور سے انگریزی دوائیں بہت استعمال کی جاتی ہیں۔ ان میں بعض دوائیں ایسی ہوتی ہیں جن میں شراب کا جز ملا ہوتا ہے۔ مثلًا ایک دوائی ہے جس کا نام واٹر بری کپیاونڈ ہے۔ یہ شربت کی شکل کی ہوتی ہے اور نر لہ کے لئے اکسیر ہے۔ لیکن اس کے طبی پر لکھا ہوتا ہے کہ اس میں شراب کا جز بھی ملا ہوا ہے تو اب ایسی صورت میں اس دو اکا استعمال جائز ہے یا نہیں جب کہ اس کے پینے سے ذرہ برا بھتی نشہ کا اثر نہیں ہوتا ہے۔

اجواب ۱:-

غصہ جواب تو یہ ہے کہ کسی بھی اپنے مکسجہ یا مشروب کا پینا جائز نہیں ہے جس میں شراب کی آمیزش کا لیقین یا مگان غالب ہو۔ شراب کے حرام ہونے کی علت تو یہ شک نشہ ہی ہے لیکن دلائل قوی سے یہ اصول طے یا کیا ہے کہ جس شے کی معتدیہ مقدار ارش لانے والی ہر اس قیمتی قليل مقدار بھی حرام ہو گی خواہ وہ قلیل مقدار بجا سے خود نشہ طاری کرنے کی قوت نہ رکھتی ہو۔ ما اسکو کثیرہ تقیید حرام ہے۔

اضمی میں تو یہ ایک صاف مامسلہ تھا جن میں بحث و جدل کی کوئی گنجائش نہیں تھی لیکن موجودہ زمانے میں بغرضی

کوئی سزا نہ دی جائے کیونکہ اس کے معاملہ میں وہ علت عمل نہیں پائی گئی جس کی بیانات پرستوں رکھنا حرم قدر اور دیا کیا تھا اور کیا صحیح یہ کہے گا کہ اسے جرم قرار نہیں دیا جائے کیونکہ نکہ اس نے پستوں کا استعمال ہی نہیں کیا۔

سرب، کو معلوم ہے کہ قانون کا فیصلہ یہ نہیں ہوگا۔ اسلئے نہیں ہو چکا کہ در حمل حرم قرار دینے کی بیانات خطرے کا عملی جامد پہن لیتا ہے بلکہ جائے خود اس خطرے کا پایا جانا ہے۔

اسی طرح شراب کی حرمت اگرچہ ظاہر نہ ہے ہی تفہم ہے لیکن قانون نہ پیدا کرنے کی صلاحیت کا پایا جانا سب حقیقی ہے نہ کہ اس نہ کرنے کا عملی جامد پہن لینا۔ جو شخص ایک بوند استعمال کر لیتا ہے اس کے بارے میں یہ باور کرنے کی کوئی ضمانت نہیں کہ چن بوندیں اور بھی استعمال نہیں کرے گا۔ یہی امکان اور اندیشہ ہے جسے دنیاوی توہین میں بھی محفوظ رکھا گیا ہے اور دنیی توہین میں بھی۔ ایک غیر مندرجہ ذاکر آسی وقت جرم نہیں ٹھیڑا یا جائے گا جب کوہ اپنے اناڑی بن سے کسی مریض کو پلاک کر دے بلکہ اسے اس صورت میں بھی قانون حرم ہی قرار دے گا جب کوئی ضرر اس سے کسی مریض کو نہ پہنچا پہنچا بلکہ فائدہ ہی فائدہ نہیں رہا ہو۔ حالانکہ غیر مندرجہ ذافت لوگوں کو پر میکش کی نعمت اسی بیانات پر ہوتی ہے کہ ان کے اناڑی بن سے صحت عامہ کو خطرہ ہے لیکن اس خطرے کا عملی لباس نہیں لینا ضروری نہیں ہے اسرا ب کی حرمت کے لئے بھی یہ قطعاً ضروری نہیں کہ اس کی دہی مقدار حرم ہو جنملا نہ پیدا کر دے۔

شرعی تمثیل میں زنا کی مثال لیجئے۔ ظاہر ہے زنا کی حرمت کے لئے بھی کوئی نہ کوئی علت و سببی۔ آپ کوئی بھی علت — یا متعدد علتوں تجویز کریں مگر بعض صورتیں زنا کی ایسے ضرور تکلیف کی ہیں جن میں تجویز کردہ علتوں میں سے ایک بھی علت نہیں جاتی ہو تو کیا ان صورتیں میں آپ زنا کی جائز قدر ار دیں گے؟ — مان بیجے ایک شخص بغیر لا انسن کا پستوں رکھنے کے بزمیں مانوذ ہوتا ہے لیکن اس نے ابھی تک اس پستوں کو ناجائز طور پر استعمال نہیں کیا ہے تو کیا قانون کا فیصلہ یہ ہو گا کہ اسے

حرام تھیت کے ہیں ہیں شراب ہی کی جنیت سے آمیز کی کمی ہو اور اجزا کا تناسب اس درجہ کا نہ ہو کہ شراب کے اجزاء عناصر کا سلام ہو کر رہ جاتیں۔ والٹر بری ہی کہا تو کے باسے میں جب کہ خود بنانے والوں نے رضاحت کر دی ہے کہ اس میں شراب کا جزو موجود ہے تو پھر اس میں کسی شبہ کی بجائش نہیں رہتی کہ شراب کو اس کے فارمے میں ایک جزو ہے تقلیل کی جنیت مصال ہے اور شناسب کے اعتبار سے بھی اس کی مقدار کافی ہے ورنہ اس کی آمیزش کی صراحت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا لیکن اُن دواؤں کی حرمت کا فیصلہ دینا آسان نہ ہوگا جن کے باسے میں ہمیں یقین تو کیا لگائیں فال بھی نہ ہو کہ ان میں شراب آمیز کی ہے مشہود مام طور پر بھی ہے کہ اثر طاقتی دواؤں میں شراب کی ملاوٹ ضرور ہوتی ہے، لیکن یہ شہرت حرمت کے لئے کافی نہیں۔ خصوصاً اس دوسریں تو دواؤں کے پیکنگ پر فارمولہ (نخ) بھی درج ہوتا ہے اس کو پڑھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ شراب اسیل ہے یا نہیں۔

قانون کا فلسفہ

جو لوگ یہ جمال کر سکتے ہیں کہ کسی حرماً نہ کے حلال ہو جانے کے لئے بس اتنی بھی بات کافی ہے کہ جس علت کی وجہ سے حرمت کا حکم دیا گیا تھا وہ علت عمل موجود ہو تو ایسا خالی کرنا دینا اور دین دلوں کے فلسفہ قانون سے ناداقیت پر مبنی ہو گا دنیاوی توہین کی مثال دیکھیے کہ بغیر لا انسن کا پستوں ہتنا جرم ہے۔ علت اس جرم کی اس کے موکایا ہے کہ لا انسن کی شرط نہ ہونے کی صورت میں یہ ہلک تھیمار تمام ان لوگوں کے بھی تھیں میں تجویز کریں جن کے کردار کا کوئی علم حکیمت کو نہیں اور جن سے ہر وقت یہ اندیشہ ہے کہ وہ اسے ناجائز طور پر استعمال کر دیں گے۔

اب فرض کیجئے ایک شخص بغیر لا انسن کا پستوں رکھنے کے بزمیں مانوذ ہوتا ہے لیکن اس نے ابھی تک اس پستوں کو ناجائز طور پر استعمال نہیں کیا ہے تو کیا قانون کا فیصلہ یہ ہو گا کہ اسے

دو ائمہ مسلمان کے لئے "نجاست" کا درجہ رکھتی ہیں جن میں
شراب آمیزی کی تھی ہو۔

العامی باونڈز

سوال عستہ:- (ایضاً)

ہندستان اور پاکستان کی حکومتوں نے کتنی سال
سے "قلمی انعامی باونڈ" نام سے ایک سلسہ مترقبہ کیا ہوا
ہے۔ اس وقت صرف پاکستان ایکم کے بارے میں معلوم
کرنی ہے۔

شاید آپ کو بھی معلوم ہو، حکومت نے یہ طریقہ کیا
ہے کہ نوٹ سے مشاپی باونڈز تیار کرتے ہیں جن پر ان کی
معینہ قیمت درج ہوتی ہے اس طرح یہ باونڈ زادی مقررہ
قیمت کے کوئی بیوٹ کے مساوی ہوتے ہیں جو ان پر درج
ہے۔ جو شخص یہ بونڈ خریدتا ہے وہ اس کا مجاز رکھتا ہے
وہی کی ضرورت پڑنے پر وہ جب بھی جہاں سے چاہے
اسکیش کر سکتا ہے۔ زیرِ بادل میں اسے اٹھتے ہی روپے
مل جاتیں گے جتنے کا اس نے یہ خریدا تھا۔ حکومت کی مقررہ
کردہ میعادوں پر سال میں چار مرتبہ تمام فروخت شدید بڑوں
کی قرعہ اندازی ہوتی ہے اور تعداد مقررہ کے مطابق قرضہ
اندازی میں نکلنے والے بونڈوں کے نمبروں کا اعلان کر دیا
جاتا ہے۔ اب اعلان شدہ نمبروں کے بونڈ جس کے پاس
بھی ہوں وہ اسے دھا کر اپنا انعام وصول کر سکتا ہے۔ ایک
بازار انعام نہ نکلنے کے بعد یہ بونڈ بیکار نہیں ہوتے بلکہ بعد میں
قرعہ اندازی میں بھی شریک ہوتے ہیں اور اگر انعام پانے
والا شخص چاہے تو ایک یا دو بار انعام حاصل کرنے کے باوجود پیغام
کسی سودی لین دین کے اخیں کسی بینک میں یا سچی طور پر فروخت
کر کے اپنی اصل قیمت خرید وصول کرے۔ تھوڑے کوئی تخفیض
خواہ انعام حاصل کرے یا نہ کرے اس کی اصل رقم بہر حال محفوظ
رہتی ہے اور وہ جب بھی چاہے ایک پیغمبر بھی سود کا طے یادیتے
 بغیر سے وصول کر سکتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ
ان بونڈوں کی خرید و فروخت جائز ہے یا ناجائز۔ اگر ناجائز ہے

مفت آپ زنا کرتا ہے تو دیکھ لیجئے کہ کوئی بھی وہ علت نہیں یا کوئی
بھی جسے مادہ پرستانہ نقطہ نظر سے عورت زنا کی علت قرار دیا
جاتے۔ لیکن زنا پھر بھی حرام قرار پاتے گا۔ اس کی وجہ یہ
ہے کہ بعض افعال اپنی سرشنست اور وضعی میں قبح ہوتے ہیں
اور ان کی حرمت اس بات پر موقوف نہیں ہوتی کہم نے
عقل و مطلق کے ذریعہ جن گذانوں نقصانات کو ان کے لئے
اسباب حرمت تھے اس میں سے کوئی سبب موجود نظر نہیں
آجائے۔ جن شاذ صورتوں میں کوئی بھی سبب موجود نظر نہیں
وہ بھی منوع و قرار پاتیں گی۔

شراب بھی زنا کی طرح فوج بالذات ہے۔ اس کے خیر
اور سرشنست ہی میں لشہ آوری ہے اپنا حرمت کا فیصلہ دینے
کے لئے اس کا انتظار نہیں کیا جاتے گا کہ نشہ خور ہی میں آجائے
ایسا کیسے نہ ہو جب کہ قانون کا ازالی وابدی فلسفہ ہی یہ ہے
کہ جو فعل ممنوع ہو گا اس کے طبعی ذرائع پر بھی حکم مخالفت
لگایا جائے گا اور مخالفت کی نرمی پاشدت اس پر منحصر ہے
کہ اصل جرم کسی درجے کا جرم ہے۔ اگر بھی انک قسم کا جرم ہے
تو اس کے دسائل و اسباب کی مخالفت میں بھی شدت و
وسعت برقرار ہے۔ شراب، قمار، زنا، سود و شریعت
میں بیرونیں قسم کے جرائم ہیں۔ چنانچہ سود ہی کو حرام نہیں قرار
دیا گی بلکہ اللہ کے رسول نے بعض ایسے معاملات کو بھی فاسد
قرار دیا جو مسودہ کشا بہت تھی۔ اسی میعاد پر قانون شرعی
میں یہ طبقہ ہے کہ ماہرین قانون کے نزدیک جس عقد متعلق
ہے مسودہ کشا بہت جو ہری اعتماد سے متحقق ہو جائے وہ حرام
باطل قرار پاتے گا۔ اوسی طرح شراب پیسے ہی کو نہیں اسکے
بنانے کو پیچے کو، اس کی درآمد برآمد کو، اس کے لئے جگہ
کرائے پر دینے کو ممنوع پھیرایا اور اسی طرح مردوزن کے
اختلاط، ایوس و کنار اور حد سے مجاوزے تکلفی کو حرم قرار دیا۔
ایسی حجول کوچھ طور پر یہ جان لیں کہ شراب نوشی کا
سدباب کس شدت دا صرار کے ساتھ اسلام کو مطلوب ہے
اخیر اس نکتہ پر مطہر ہوتے ہیں ہرگز تامل نہیں ہو سکتا کہ
شراب کا ایک ظرہ بھی حرام ہے اور ایسے ظاہن اور

تو اس کی کا وجد ہے
اب جواب :-

مولانا مودودی اور جماعت اسلامی وغیرہ

سوال ۱:- اذ - مولانا غلام رسول مکن بھیر شاہ (پاکستان)
(۱) مولانا مودودی کی ذات کے بارے میں آپ کا یادخال
ہے۔ وہ علم و عمل کا پیکر ہے یا محض تحریری یہ طویل رکھنے کی
وجہ سے لوگوں کو انہی عقیدت میں بتانا کر رکھا ہے؟
(۲) تحریک اسلامی کے بارے میں آپ کی کیا راءت ہے?
کہ سیاسی یا ذہنی حیثیت سے علماء کرام کی جانب سے اس
تحریک میں چوخا میاں اور غلیڈیاں واضح کی جا رہی ہیں وہ
کس حد تک صحیح ہیں؟

(۳) کیا آپ دارالعلوم دیوبند کے خلاف چونچا میں
لکھتے رہتے ہیں یا "مسجد سے میخانے تک" کے زیر عنوان جو
مصنماں میں شائع ہوتے ہیں وہ اس بات کی تو غمازی ہیں کہ
کہ آپ نے یہ سارا مسئلہ خاندانی چقلشوں کی وجہ سے توہین
چھپڑ رکھا۔ ہمارے اکثر حلقوں میں یہ بھی خیال کیا جاتا ہے
اجواب :-

(۱) مولانا مودودی کی بخشندگی سے ہمیں تفصیلی و تفہیت
نہیں ہے لیکن اتنی و تفہیت ضرور ہے کہ ان کے اقوال و
امال میں نفاق و تخلاف نہیں ہے۔ کسی سخت سے سخت دشمن
نے بھی آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ مولانا موصولی بے عملی
اور منافقت کو ثابت کر سکتا ہے۔ مولانا کسی کنج عزلت میں
نہیں رہتے ان کے شعب و روز کا مطالعہ کر لے وائے بے شمار
انصراد ہیں۔ الگ ان میں سے کوئی مولانا پر اعمال شرعیہ میں
غفلت و تسلیم کا الزام نہیں رکھتا تو آخر اس کا کیا جائز
ہے کہ ہم پڑھتے بھاتے ایک سوال کھٹا کریں اور عیاش فرم
کے ذہنوں کو چینیں چان کا موقع دریں۔

اندھی عقیدت بہلائیں تو حل جاتی ہے لیکن
اس جماعت کا امیر جس میں پڑھتے رکھ لوگ ہی تشریک
ہیں، زیادہ دلوں تک اپنے ساختیوں کو مصنوی زہر و تقویٰ
تکے حال میں نہیں پھانسے رکھ سکتا۔

(۲) کسی فرد یا جماعت کی خامیوں کی نشاندہی اگر متاثر

اس پر پہنچی تھی میں انہمار خیال کیا جا چکا ہے لیکن اب
تک کسی ایسے سبب کا علم نہیں ہوا جس کی بنیاد پر ان باوندوں
کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا جاتے۔ اس معاملے کی وجہ بری
مشابہت نہ سود سے ہے نہ قمار سے نہ بیج فاسد کا کوئی ایغاضہ
اس میں پایا جاتا ہے جس کی تاویل نہ ہو سکے۔ لہذا اسی حرمت
سے آگاہ ہوئے بغیر تو ہم اسے جائز ہی کہیں نہیں۔ مثنا ہے کہ بعض
حضرات جواز کے قائل نہیں۔ معلوم نہیں ان کے دلائل کیا ہیں

قال اور استخارہ

سوال ۲:- (الیتنا)

مشریعیت میں استخارے کی کیا حیثیت ہے۔ کیا ہر شخص
استخارہ کرنے کا مجاز ہے؟ استخارہ کس طرح کرنا چاہئے اور
کس قسم کے معاملات میں ہے بعض لوگ ہر معاملہ میں استخارہ
کرانے قائل ہوتے ہیں اور خاص طور پر شادی بیان کے معاملہ
میں خواہ شادی کرنے والے راضی ہوں یعنی وہ لوگ بغیر
استخارہ کر کے بات کرنے پر راضی نہیں ہوتے اور بعد میں
کہدیت ہیں کہ استخارہ بہت خراب آیا ہے وغیرہ۔ کیا اس
طرح ہر یات پر چاہتے ہیں سے استخارہ کر لیا نہ رہت ہے؟
اس طرح بعض لوگ مختلف طریقوں سے قرآن سے قال
نکالتے ہیں تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر استخارہ اور
قرآن کی قال باہم متعارض ہو جائیں تو اس میں رد و قبول کی
کا صورت ہوگی اور اس رد و قبول میں کچھ قباحت توہین
اجواب :-

ہمیں اس باب میں صرف اتنا معلوم ہے کہ قرآن وغیرہ
سے قال نکالنا بے نیا ہے اور بعض حالتوں میں اس کی خرت
کا قول کیا جاتے ہے کہ رہا استخارہ تو ایسے امور میں جن کا کرتا
نہ کرنا مشرعاً مباح ہو اس کا جوانہ ہے۔ کوئی اس سے حمل شد
فصیل کی حیثیت نہیں وطن سے زیادہ نہیں۔ ترکیب کا ہمیں علم
نہیں کسی اور صاحب علم سے دریافت کی جائے۔

مرہم ڈھونڈنے کی بجائے خود بچارے آدمی ہی کو ذرع کر دینے کا مشورہ دیا جائے۔

آپ صاحب علم ہیں اگر آپ کے سامنے واقعہ چھایسی خامیان جماعتِ اسلامی تی آئی ہوں جھیں امر و اتفاق کے طور پر تسلیم کیا جاسکے تو براہ کرم حکم کراہیں منکشت فرائیں ہم انکا خیر مقدم کریں گے اور اپنے ناقص علم و فہم کے مطابق انہا رخیاں سے بھی انہیں چوکنے گے۔

(۳۰) ہر شخص آزاد ہے جو چاہے سوچ اور جیسا چلے فیصلہ دے۔ دل ایسی چیز تو ہے انہیں جو کسی کے آگے چیر کر رکھدی جاتے۔ ہم تو صرف اتنا ہی عرض کر سکتے ہیں کہ خاندانی چیزوں سے کسی بھی قسم کی دلچسپی ہمارے مزاج و طبیعت سے اتنی بعید ہے کہ شاید آسمان بھی زمین سے اتنا بیعد نہ ہو۔ یہ بات بھی بکھاریے سو وطن رکھنے والے کرم فرمائی یاد دلدادیتے ہیں کہ ہمارے اور کسی اور کے خاندان میں کبھی کوئی مشکش اور بچداش بھی ہی ہے۔ ورنہ عالم الغیوب جانتا ہے کہ یہاں تو ڈھنے کے سی بعید ترین گوشے میں بھی اس مردم چیقلش کا کوئی زندہ تصور پایا ہی نہیں جاتا۔ نفسیات الگ کوئی چیز ہے تو اسی ایک بات سے ہمارے ذہن و مزاج کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کچھ روز پڑتے پاکستان کے ایک پروفیسر مہاجبؒ ”تجلیات عثمانی“ کے نام سے ہمارے چھیتی چھامولانا شبیر حمد غمامی پر ایک مختصر کتاب شائع کی تھی۔ اس کتاب میں جس شد و مدد اور جوش خروش کے ساتھ علماء عثمانیؒ کے اوصافِ حمیدہ کا ذکر و بیان ہوا ہے اس کا بدی ہی لفاظاً تھا کہ اگر خاندانی عصیت کا عمومی سماں جذبہ بھی ہمارے اندر ہوتا تو اس کتاب کو ”مکتبہ تجلی“ کے ذریعے خوب خوب اشاعت دیتے یعنی تجلی کا فائل اٹھا کر دیکھ لیجئے ہمیںاتفاق سے ہی اس کامیابی سا اشتہار نظر آجائے گا۔

دوسری بات یہ بھی من لیجئے کہ اگر خاندانی چیقلش سے ہمیں دلچسپی ہوتی تو سے پہلے ہم اُس ”سو اخ قائمی“ پر فصل تنقید کرتے جو تاریخی حقائق کے لحاظ سے بدیانتی کا شاہکار ہے۔ جس میں خاندانی عثمانی کو خصوصاً نظر انداز کرنے اور واقعہ

علم اور انصاف کے تھا ضوں کو محظوظ رکھتے ہوئے کی حالتے جب تو اس پر خور کر کے فیصلہ دیا جاسکتا ہے کہ کوئی خامی کس درجے میں واقعہ ہو جو دیے اور کوئی خامی خود شاندیہ کرنے والوں کے غلط انداز نظر کی رائیدہ ہے۔

لیکن یہاں حال یہ ہو کہ جمال الفتوی نے بازاری شکل اختصار کر رکھی ہے، علماء اپنے مقام کو فراہوش کر کے معاندین کی سطح پر اتر آئے ہوں، لغو و لاطائل اعترافات و اتهامات کی گمراہی بازاری ہوا اور جیل مرکب طیفان بدغیری اٹھا رکھا ہے۔ دیاں کوئی یہ فیصلہ دے کہ کوئی خامی حقیقی ہے اور کوئی نظری۔ اور فیصلہ بھی دیدے تو سئنس اور دیانت کے ساتھ خور کرنے والے یہی معتبر ضمین کے انبوہ میں کہاں سے آئیں گے جن کا پیشہ ہی یہ ہو کر رہ گیا ہو کہ جماعتِ اسلامی کو ہر قیمت پر ذمیل درسو اکیجا گے۔

ہمارے پاس تلو سے زائد اخبارات درست ائمۃ ہیں اور کتابوں کا مطالعہ بھی بقدر فرستہ جاری رہتا ہی ہے ہم اپنے خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور حساب آخرت کا پورا احساس رکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی ایک بھی اعتراف ایسا آجٹک ہماری نظر سے نہیں لگ رہا جس کی رو سے جماعتِ اسلامی کی مخالفت کا بخیر قرار دی جاسکے۔ زیادہ تر اعتراف تو اپسے اذہان کی تراویش ہیں جھیں نفس امارہ اور اہلیں کی سازش سے کچھ فکری، کینہ پروردی اور جیل مرکب کا تجذیبہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ کچھ اعتراف ایسے ہیں جو معتبر ضمین کی قدرت فہم پر مبنی ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو بنیاداً تو درست ہیں مگر انھیں بفرقہ مراتب اثارات اور المعنی عفت کر کے پیش کیا گیا ہے۔ پچھا ایسے ہیں جو بنیاداً ہی نہیں فضیل بھی درست ہیں، لیکن ان کی بنیاد پر جماعتِ اسلامی کو ضلال و ضلال قرار دیتا، اسکی مخالفت کرنا اور اسے بخ دن سے اکھیر طبیعت کے جذبے کی نالکش فریانا بجائے خود گراہی مادر کو تاہ انہلشی ہے۔

اصلاح کا طریقہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتے عمارت کا اگر ایک ستون بخیج یا ایک دلوار کمزور ہے تو پوری عمارت ہی کو اٹھا کر بچینک دیا جائے۔ آدمی کی ایک انگلی میں زخم ہو تو اس کا

جیشیت کیا ہے۔ خصوصاً بعد نماز مغرب مسجد کے دروازوں پر
پانی پھونکنے والوں کو پھونک ڈالنے کے لئے ایک تیر جمع ہو
چاتا ہے۔ اس باب میں کیا کرننا چاہئے؟
ابحواب ۶۔

بعض احادیث میں ملت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
خاص خاص موقع پر کچھ طہر کرنے پینے کی بعض چیزوں پر
دسم کیا ہے۔ اس کے میجھے میں غیر معمولی برکت کا معجزہ ٹھوڑیں
آیا۔ اس سے دم کرنے کا جائز تو بظاہر نہ کہا ہے لیکن یہ ثابت
نہیں ہوتا کہ اس طریق کو بطور سنت محتوں بہابہ ایسا چاہئے جو ہو
کوئی دم جزء عطا کرنے اور ان میں سے پیغمبرؐ بھی حقاً کہ
آپ کے لاعب دہن سے امراض کو شفا ہو گئی اور آپ کے بعض
الفاظ سے کھانے پینے کی چیزوں میں بے انتہا برکت و اضلاع ف
کا ظاہر ہوا۔ یہ اگر حضورؐ ہی کی خصوصیت نہ ہوتی تو ہم
دریکھتے کہ صاحب اہل فہرست بھی عموم وکثرت کے ساتھ دم کو نیک طریق
کو اختیار کیا ہوتا یوں کوئی کوئی دمیا پڑے تو بڑھ کر سنت ہوئی کی پریوی
کرنے والا کون ہو سکتا ہے مگر آثار صحابہ میں دم کرنے کا عمل
عموم کے ساتھ تو کجا خصوص و مشذوذ کے ساتھ بھی نہیں تلاش
قصص کے بعد ہی مل سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہو اگر یہ فعل
طور سنت عمومیت کے ساتھ اختیار کرنے کا نہیں۔ ویسے
یہ دعویٰ بہر حال فلسطینوگا کہ آیات الہیہ پر م��ر دم کرنے سے
کسی نفع و برکت کی امید ہو ہی نہیں سکتی۔ داشتار علم بالہمتوں

امتیازی الفاظ

سوال ۷۔ (دیپنا)

ہندوستان میں خاندان و نسب کے خطابات امتیاز و
برتری کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ بات سمجھ میں
ہیں آتی کہ علاطے کرم بھی اپنے ناموں کے ساتھ ایسے خطابات
استعمال کرتے ہیں جن سے برتری کا اظہار ہوتا ہے۔ اسلامی
مساوات کے سین نظر بعض احباب کو اس طرح کے خطابات سے
ذہنی اچھاؤں ہے شرعی جیشیت سے اس کی کہاں تک اجازت ہے
صراحت کے ساتھ تحریر نہ مائیں۔

کوئی کر کے تمام امتیازات کی اور خاندان کو عطا کرنے کا وہ
فن استعمال کیا گیا ہے کہ صدقہ قریں مخدیکھی رہ گئیں ہیں لیکن
قاریین تکی گواہ ہیں کہ اس بھی طریقے میں بھی ہم ہیں ٹیکے۔
تیسرا بات یہ بھی ملحوظ رکھنے کے قابل ہے کہ

ہمارے والدِ محترم مولانا مطلوب الرحمن رحمۃ الرحمٰن
ایک معروف مرشد تھے۔ ان کے ہزاروں مرید ہندو بپاک میں
یاۓ جلتے ہیں۔ ہمارے ذہن و مزاج کا معمولی سائبھی جو طریقہ
خاندانی عصیت کے ساتھ ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ تجھی کے
صفحات والدِ مرحوم نے اذ کا مسلسل سے خالی رہتے۔ خصوصاً
جب کہ دیوبند کے ایک خاندان اور نبی اور اہم بھی سامنے رکھدا
ہے کہ سعادت ہند بیٹا باب کی زندگی ہی میں باب کی سفر اطاعت
اور طبیب دوداں بنادے سکتا ہے تو ہمارے لئے کیا دشوار
تھا کہ تجھی جیسے مقیول (بغفضلة تعالیٰ و با حسانہ) پرچ کو باب
اور جچا اور دادے فضل الرحمن جو بانی دارالعلوم کی
حیثیت رکھتے تھے کی تصویر کیشی اور شہرت دی ہی کیلئے استعمال
کریں۔ مگر ہم سے بچھتے ہو اگر پرتوںیں الحیثیت خاندانی عصیت
کا سو بخشن پر ملکسہ ہنسنا زندگی کا فور کا مصداق ہے۔ سچا
اعتراف اگر کوئی ہو سکتا ہے تو یہ ہو سکتا ہے.....
کہ ہم خاندانی عصیت کے معاملہ میں باختلاف اور مختلف نہ ہے
ہیں۔

اصل علمائے دیوبند پر نقد و تعریف کو خاندانی حقلیت
سے جوڑنا اتنا ہی مطالبی واقعہ ہے جتنا مولانا میودودی
کو خارجی کہنا یا ان کی طرف اسلامی تغیریات کو ظالمانہ قرار
دینے کا انتساب کرنا یا حضرت عثمانؓ کے بارے میں یہ کہنا
کہ انہوں نے سار اخزانہ پیغمبریز و اقرباً کو بانٹ دیا دنوع
بکلش من شود ساقست۔

کھانے پینے کی چیزوں پر بھوکیں مارنا

سوال ۸۔ از نظام الدین۔ شب پور۔ ہوڑہ۔

تعویذ گھنٹے، پانی تبلیل یا کسی دوسرے کھانی کی چیزوں
پر بھوکنک مارنا براۓ شفایا بی یا برکت کیسا ہے اس کی شرعی

کے ساتھ حسن سلسلہ کی تلقین کی جتی ہے یہ قبیداً پیدا ہوتا ہے کہ پھر تو جانوروں کو ذبح کر کے کھانا نہایت بے رحمانہ فعل ہوا اور قصاص حضرات تو بڑی بھی ستم رائی کے مرتک ہیں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی یہ سلسلہ راجح تھا؟

(سوال غیر ضروری طویل تھا۔ مختصر کرد یا گیا ہے تاہم جواب میں ہم جملہ شبہات کا لاحاظہ رکھیں گے)۔

الجواب :-

معلوم ہوتا ہے آنکھا بند تو دینی طریقہ کا مطالعہ فرماتے ہیں نہ قرآن یہی کو کبھی ترجیح کے ساتھ پڑھا ہے ورنہ سطحی شہر آسکے ذہن میں نہ اُبھرتا۔ خوب سمجھ لجھئے کہ اچھائی اور بُرائی ظلم اور عدل کی حقیقت کو سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اسے جاننا بھی چاہئے کہ وہی تو ہر شے کا خالق واللک ہے۔ کوئی معاملہ اچھا ہے یا بُرا ظلم میزبانی ہے یا الھما پر۔ اس کا فیصلہ ہم اپنے فہم و قیاس کے ذریعہ اس وقت کھوں گے جب اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اس معاملے میں کوئی واضح ہدایت نہ ملی ہو۔ لیکن اگر یہ ہدایت موجود ہے تو پھر ہمارا صرف یہ کام ہے کہ اُسی ہدایت کے آگے اپنی زبان اور سرہی کو نہیں دل و دماغ کو بھی نیازمند جھکا دیں۔

جانوروں کو ذبح کر کے غذا بنا ایسا دلار رسولؐ کی طرح ہدایات کے مطابق عین عدل ہے ظلم ہرگز نہیں۔ آپ کو نہیں علم کہ ہمارے حضورؐ نے حجۃ الوداع میں ایک ہی دن شلو قربانیاں کی تھیں جن میں سے ۶۳ تو خود اپنے دست بہادر سے کی تھیں۔

یہ توجہاب تھا مسلمانوں والا۔ یعنی سمعنا و اطعنا عقلی جواب یہ ہے کہ جن جانوروں کی قربانی اللہ نے جائز رکھی ہے ان کا مقصد پیدائش ہی یہ ہے کہ انسان ان سے فائدہ اٹھاتیں۔ سواری کا فائدہ ہو یا میں جوتنے کا۔ دو دھمکیں کرنے کا ہو یا غذاء بنانے کا۔ یہ عین مقصد پیدائش کے مطابق ہے۔ لہذا ظلم کا سوال ہی پیدا نہیں

الجواب :-
اصل ناموں پر اختلاف کئے ہوئے الفاظ قسم کے ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جن سے تعارف مقصود ہے۔ دوسرا وہ جن سے مرح و ستائش کا ارادہ کیا جائے۔ پہلی قسم کی مثال یہ ہے جیسے مسلمان فارسی، ابوذر غفاری، صہیب رومی، بلاں صیہی میعلیں چشتی، عبد القادر جیلانی، عامر عثمانی، ابوالا علی مودودی وغیرہ اور ناموں میں اصل پر جو اختلاف ہے وہ کسی مقام یا خاندان یا گروہ کی طرف نسبت کی شکل میں ہے جو صرف نیز و تعارف کا فائدہ دیتا ہے خود سنتی، الفوق اپنے ندی اور استکبار سے اسکا کوئی تعلق نہیں اس طرح کے نیز و تعارف کی اجازت خود با ری تقاضی لئے دی ہے۔

یا اَنَّهَا النَّاسُ أَبْشِرُ^۱ اَنَّهَا النَّاسُ أَبْشِرُ^۲ اے لوگوں نے تھہن بتایا ایک د خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ دُرْوَانٍ اَشْ^۳ اور ایک عورت سے اور رکھیں وَجَعَلْنَاكُمْ شَعُوبًا^۴ تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ اپنی قیمت اُنلیٰ لیغا تھا ساری دادا جھڑت کی بیجان ہو۔

متعدد صحابہؓ کے ناموں کا وطن یا خاندان کے ساتھ مشوب ہوتا اور حضورؐ کا اسے ناپسندیدہ قرار نہ دینا بجا تھے خود کافی ثابت دلیل ہے اس بات کی کہ یہ انسابت اعلان پر ترمی کا مظہر نہیں نہ مساوات کا مخالف ہے۔

دوسری قسم کی مثال یہ ہے جیسے علماء، مولانا، حکیم الامم، شیخ الاسلام، محبوب الملکت وغیرہ۔ یہ خطابات عموماً عوام کی طرف سے دیتے جاتے ہیں۔ ان کے استعمال میں دوسرے لوگوں کے لئے تو کوئی گناہ نہیں شرطیہ اکھیں خواہ خواہ نہ گھٹ لیا گیا ہو، اللہ خود صاحب خطاب کو انھیں اپنے نام کے ساتھ استعمال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ صریح اُن خود سنتی ہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم و غلب احکام۔

فتریانی

سوال :- از محمد عبداللہم۔ اوینگ آباد دکن۔
اکست ۲۷ شعبہ کے تھیں "تفہیم الحدیث" کے ذیل میں یہ پڑھ کر کہ اسلام میں انسانوں ہی کے ساتھ نہیں جائز ہوں تک

نفس ذبح کے جواز اور بعض حالتوں میں وجوہ پر کوئی
اثر نہیں پڑتا۔

وسواس فتنہ

سوال ۹:- از۔ محمد ظہور۔ غازی پور

ذیل میں جا بہلوی خوشیدہ حیر صاحب عرف
چھیدی غازی پور شہر کے چندار شادات روشنکے جائیہ
ہیں۔ برآہ نہر بانی اپنے رسائل کی قربی، اشاعت میں نہیں
صحت یا عدم صحت پر مدلل روشنی ڈال کر معمون فرمائیں تاکہ
یہاں کے لوگوں میں جو بھی تبلیغ ہوتی ہے دور ہو سکے۔
(۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں تھے لیکن نبی سے
کم بھی نہیں تھے۔

(۲) حضور کا یقیناً مخصوص خاتم صدیقہؓ کو خوش کرنے کے
لئے تھا کہ حضرت علیؓ کی ساری نیکیاں ابو بکر صدیقؓ کی ایک
نیکی کے برابر ہیں۔

(۳) حضرت عاشر صدیقہؓ پر بہتان کے داقعہ کی حقیقت
ستقبل نبڑوں وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باخبر تھے،
لیکن لوگوں سے اس وقت اس وجہ سے ظاہر نہیں کیا کہ وہ
کادا قعر ہے لوگ باور نہیں کریں گے۔

(لوٹ) چند لوگ مولوی صاحب مذکور کی وزیشن شرعی
معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اہذا اس کے متعلق بھی افاضی سے رفتی
ڈال کر مشکور فرمائیں۔

اجواب :-

یہ جو ادغام درجے کے بزرگوں نے کہا ہے کہ حوماً کو
اممہ و فقہاء کی تقید کرنی چاہتے اور ہمہ شماگی پر وہی نہیں
کرنی چاہتے یہ اسی لئے تو ہے کہ اس میں عقائد کے خلاف اور
دین کی بربادی کا اندازہ ہے۔ یہ تینوں ہی دعوے جن کا اپنے
ذکر کیا گلو باطل ہیں۔ صحیح و معتبر عقائد مختصر ایہ ہیں:-

(۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکرؓ کے بعد تمام انسانوں سے
فضل و فائی ہیں لیکن حضرت ابو بکرؓ کی برابری نہیں کر سکتے
اور ابو بکرؓ اگرچہ انبیاء کے بعد سب انسانوں سے فائی ہیں لیکن

ہوتا۔ آپ نہیں دیکھتے کہ حورت کو بچہ جنے سے قبل شدید درد
زہ سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسے بھی نوز بالشدید اکاظم کہتا
پڑے کہا اگر فیصلہ مطہی مطاع العبر پر رکھا جائے لیکن یہ قبیلہ اظم
نہیں ہے کیونکہ طبعی شے ہے۔ نظام فطرت کا جزو و لازم ہے۔
یہ کیسے ممکن ہے کہ سب سے بڑا انسان د والا ایک ایسی تکلیف
کو لا زمرة حیات بنادے جس پر ظلم کا اطلاق ہو سکے۔

لبس اسی سے بھیجے لیجئے کہ عالم جانوروں کی قسمیاتی
اگرچہ صورۃ ظلم نظر آتی ہے لیکن حقیقتاً وہ قدرت کے نظائر
شکوئی کا ایک جزو اور ان جانوروں کے مقصد تخلیق کا ایک
تفاہناء ہے۔ اسے ظلم تصور کرنے والے ناکر مزا جوں کو پھر
یہ بھی چاہیے کہ عورتوں کے پاس نہ پھٹکیں کیونکہ قربے نقیب
میں وہ اتفاقیں دردزہ کی شدید اذیت میں بنتا کرنے کے جو مرم
بن رہے ہیں۔

بلکہ گھری نظر سے دیکھتے تو دردزہ والی کیفیت بظاہر
ذبح سے زیادہ ظالمانہ ہے کیونکہ ذبح کا کارب تہذیب وہ منظہ کا
ہوتا ہے مگر دردزہ کی کم سمت بھی اس سے کہیں زیادہ
ہوتی ہے۔ علاوہ ازین انسانی احساس و وجدان کرہ و
اذیت کے قبول کرنے میں حیوانات سے زیادہ ذکری اور سریع
الحس ہیں۔ اہذا ایکیفیت و مکیت دلوں اعتبار سے ایک حورت
دردزہ میں اس سے کہیں زیادہ تکلیف اٹھاتی ہے جتنی ایک
جانور صحیح اسلامی طرق پر ذبح کرنے جانے میں اٹھاتا ہے۔
اچھی طرح بھیججئے کہ جانوروں کو جیتے جی غیر ضروری

اذیت دینا اور بات ہے اور ان کو منشاء قدرت کے
مطابق ذبح کر کے کھا جانا بالکل دوسرا بات۔ پہلی بات
کے لئے عقل و منطق اور انسانی اخلاق کے اعتبار سے کوئی وجہ
جو از نہیں جب کہ دوسرا بات کے لئے جواز ہی جواز کے درجہ
موجود ہیں۔

ویسے یہیں اعتراف کرتا چاہتے کہ تصابیوں کی لحاظ
شقاؤں اور مسلم معاشرے کی ابتلاء نے ذبح کے نظائر
میں بعض ایسی خرابیاں پیدا کر دی ہیں جنہیں خدا اسلام بھی
پسندیدہ لگاہ سے نہیں دیکھتا لیکن ان خرابیوں کی وجہ سے

دیوبند کا علمی دینی تبلیغی ترجمان۔ اور فاسد ما جوں کے لئے ہم تون اخراج، نامہ نامہ... (جولائی ۱۹۷۲ء) پیش نظر ہے۔ محترم ابن الایزد سید محمد ازہر شاہ قیصر نے اپنے مضمون مخصوص حلاج "میں منصور کے خالقین کو خاطی، جنم اور نہ کھار ٹھیرا یا ہے منصور کو سن دادا تک بخانے والے الگ عاصی و خط کار ہیں تو شرع متین کے معماری صبا جان امر کون لوگ ہیں منصوری دار دا تقلی و کیفیات باطنی خواہ کچھ ہی ہوں اولوں الامر کے لئے جنت ہمیں اجراء احکام کا تمام تمدار ظاہر ہے اور اسی کو بنیاد میں پر نظام شرع قائم دیر قرار رہ سکتا ہے۔ مقتدر بالشد اور احمد بن الیاس منور و ماجور ہوں گے نہ کہ متحق عذاب۔ مخصوص نہ سہرا ہے سراہی اور یا وہ انا الحق کہتے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کی خشش فرماش کے کو عالم الغیبے دلوں کا حال تخفی ہمیں۔ قیصر صاحبے مخصوص میں جو لہ اکابر دیوبند کے اقوال نے تشویش پیدا کر دی ہے۔ آپ اس مشتملہ پر تجھی میں ضروری وضاحت اور علماء میں متفق میں کی راستے کے ساتھ روشنی ڈالیں تو کشاو قلب ہو اور الجھن دور ہو۔

اچوات:-

ملائے سلف و خلف میں منصور حلاج کے بارے میں دونوں ہی طرح کی آراء پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ بہت برگزیدہ تھے۔ دوسرا یہ کہ وہ گم کر دہ راہ تھے۔ کچھ علماء نے دریافی راہ بھی اختیار کی ہے۔ پھر اپنا بیخیاں سے کہ اس بارے میں بحث دیکھو ہی نہ کی جائے اور علمی و تاریخی اقتدار سے کی جائے تو آخرت کے بارے میں صحیح نہیں کہ جاتے کہ جاتے

بہر حال نامزد اسی ہے۔ پھر وہ کہا جاسکتا ہے اور اس پر تمام تحقیقیں ائمہ متفق ہیں کہسی کیلئے بھی ایسا فخرہ لگانا جائز نہیں جو دعوہ خدا تعالیٰ کے ہم معنوں یا اسکے قریب قریب ہو۔ باطنی نہیں حال کسی کا مجھ پر ملکن قاضی ظاہر ہی پر مصلحت دیگا اور اس فصلے میں میں اسی کا تصور کر رہو گا چاہے حقیقت نفس الامر کے اعتبار سے نعروہ لگایوں اللہ تعالیٰ بڑا صاحب باطن ہو۔ اس زیادہ اس مشتملہ

برتیہ بتوت سے ان کا مرتبہ تجاہے۔ جب وہ نبی سے کم ہیں تو حضرت عمرؓ بد رجہ ادیم کم ہوں گے۔ دھوکا مولوی حب ذکر کو رکھتے ہیں حضورؐ کے اس ارشاد سے لگا ہے کہ "الگیرے بعد کوئی بھی پہ سلتا تو عذر ہوتا۔" — لیکن انھیں سمجھنا چاہیے کہ بتوت کی برتری کا نہ ابشر کی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں پر نہیں ہے بلکہ اس فردی میکاشرت پر ہے کہ اللہ نے اس لشکر کو بتوت سے لئے منتخب فرمایا۔ طبعی و فطری صلاحیتوں کے اعتبار سے تو ہو سکتا ہے حضرت عمرؓ بھی نہیں امتحان کا کوئی افراد بھی کسی بھی کی طبعی و فطری صلاحیتوں سے بڑھا ہوا ہوں گے۔ مشرفت اختاب جو کسی بشر کو "نبی" بناتا ہے وہ اسے کہاں نصیب۔ اس کا متعلق کسب ہے یہ نہیں۔ ذلک فضل اللہ یوں یہ من دشاء۔

قبیلہ تصور کرنا سو اسے گراہی کے اور کیا ہے کہ عمرؓ یا کوئی بھی مجاہدی نبی نہیں تو یہ سے کم بھی نہیں۔ ایسا تصور رکھنے والے کو تو بکرنی چاہیے اور الگرہ اپنے قول کی کوئی مناسب تاویل کرتا ہے تو اسے باد جو دو جنم ہے کیونکہ بنیادی حقائق کے معاملے میں "پہلے تو لو بھر بولو" کا التزم ضروری ہے۔ واللہ الموفق۔

(۱۲) یہ بڑی نارو احصارت پرستی قول ہے۔ اس کا امطلب یہ ہو اک اللہ کے رسولؐ ایک مجاہد کو خوش کرنے کیلئے خلاف واقعیات کہنے گئے ہیں۔ استغفار اللہ۔

(۱۳) یہ دعویٰ قرآن اور حدیث دونوں سے بے جبری یا پھر سے پردازی پرستی ہے۔ اگر اسے درست مان لیا جائے تو متعارض صحیح روایات کی تکذیب کرنی پڑے گی اور تکذیب نہ کرنے کی صورت میں یہ ماننا لازم آئے گا کہ غزوہ بالشد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سندادا کاری کی تھی۔ پناہ بزرگ بار پناہ۔

یہم زیادہ کہنے کی بجائے صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کریں گے کہ خدا ارالیسے لوگوں سے دور رہے جو بیظی طھائے متفقہ عقائد کو جی نزا عی بنادیں اور مفید کاموں کے عرض لوگوں کو لا یعنی امور میں وقت برپا د کرنے کی راہ دکھائیں۔

منصور حلاج

سوال ۱۷۔ از عقیل احمد شیدابی۔ لے۔ امر وہ۔

(هَوْجَعُ)

إِنْ أَمْرِيْدُ إِلَّا لِلْأَوْصَالِحَمَّ فَأَسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِيُّ إِلَّا مَذْلُولَةٌ عَلَيْهِ تَوْكِلْتُ وَإِلَيْهِ أُتَبِعُ

عامر غمانی

قیام میڈلاد

امت کے ارباب علم و فضل میں معروف مسلم ہو۔ ابوحنیفہ، امام شافعی، امام غزالی، ابن تیمیہ، ابن قیم، مجدد الف ثانی یا ان جیسا کوئی اور نام بے شک اس پائے کام پڑ کہ اس سے منسوب ایک غیر مدل قول بھی بطور شہادت پیش کرنے کے قابل سمجھا جاسکے۔ لیکن یہ علاقائی سلطے کے غیر معروف یا نیم معروف مفتیوں کے غیر مدل فتوے علم و تفقہ کی عدالت میں کیا مقام پا سکتے ہیں جب کہ ان کے خلاف روشن دلائل موجود ہوں۔ عموم تو ان سے مرعوب ہو سکتے ہیں لیکن ارباب بصیرت ہرگز انھیں جھٹ اور دلیل تو یہ نہیں مان سکتے۔

تیسری بات یہ دیکھئے کہ شیخ سراج کے فتوے میں خود حافظ صاحب ہی یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ”بوقت ذکر ولادت قیام جائز و مستحب است اگر طرق حجت ہو اور علی اسیل الالتزام نہ ہو۔“ اس سے ظاہر ہو اک اگر علی اسیل الالتزام ہو تو مفتی موصوف بھی اسے جائز و مسحوب نہیں مانتے۔ اب اہل الفتاہ دیکھیں کہ آج کل کے قیامی حضرات کس پایہ پری اور شادرومد سے قیام کرتے ہیں۔ کبھی آپ نہ دیکھا ہو گا کہ جو لوگ سلام میلاد کے وقت قیام کرتے ہیں وہ جو بھی بغیر قیام سے بھی یہ لام پڑھ لیتے ہوں بلکہ یہی دیکھا ہو گا اور نہ دیکھا ہو تو اب بخوبی کر کے دیکھ لیجئے کہ جب بھی میلاد میں سلام پڑھا جائیں یہ لوگ لازماً قیام کریں گے اور جو ساختہ نہ دے گا اسے دیابی اور بیعتیدہ وغیرہ ٹھیرائیں گے۔ یہ التزم و دوام اتنا معمور و مسئلہ ایسا ہے جس کے دس میں حامی شمارہ کرائے جاسکیں۔

محاط اہل علم کا طریقہ ہمیشہ یہ رہا ہے کہ یا تو وہ قرآن و سنت سے استدلال کرتے ہیں یا پھر ایسے شہرۃ آفاق علماء کے اقوال کو شہادت میں لاتے ہیں جن کی فکری و اجتہادی عظمت

اب ہم حافظ رام نگری صاحب کے اس حصہ مضمون پر گفتگو کرتے ہیں جو قیام فی المیلاد کے جواہر احسان پر احسان نے شائع فرمایا ہے۔
اپنے امام اخنوں نے آٹھ مفتیوں سے فتوے ”قیام“ کے احسان میں نقل فرمائے ہیں۔ قارئین ذرا ان مفتیوں کے نام سن لیں:-

- (۱) شیخ عبد اللہ سراج (۲) علامہ جمال (۳) شیخ سراج
- (۴) مولانا محمد سعید باصیل (۵) شیخ خلف بن ابراہیم (۶)
- مولانا حسین ابراہیم (۷) مولانا محمد عمر بن ابی بکر الرئیس،
- (۸) مولانا عثمان حسن دیباٹی۔

پہلی بات تو یہ قابل ملاحظہ ہے کہ جن شیخ عبد اللہ سراج کا اسم گرامی حافظ صاحب نہیں ایک پر لکھا تھا انھی کا فتویٰ پھر نمبر تین پر نقل کرد یا اور اس طرح شاہزادی احمد حسین احمد اپنے بڑھانے کے لئے ایک بھی گواہ کو دوبار میں کی گئی پڑھانے کے لئے ایک بھی گواہ کو دوبار میں کر دیں۔

دوسری بات یہ قابل عجور ہے کہ یہ جتنے نام لئے گئے ہیں کیا ان کی حیثیت ارباب علم کی نگاہ میں الیسی ہے کہ ان کے یہ دلیل فتوے ائمۃ و اکابر کے مقابل حجت بن سعیں۔ کسی موقف کے برحق ہونے کے لئے اگر نقطہ بھی بات کافی ہو کہ متاخرین میں پھر لوگ اس کی تائید کر سکتے ہیں تو پھر کوں مسئلہ ایسا ہے جس کے دس میں حامی شمارہ کرائے جاسکیں۔

جیشیت اس ایک جماعت کے فیصلے کی نہیں رہ جاتی۔ خاص طور پر جب کہ یہ بھی نسواضخ ہو رہا ہو کہ اس مہینہ جماعت کاحدود ارجع کیا ہے۔ دوسرے زائد پر جماعت کا اطلاق ہو جاتا ہے محدودے چند علماء و صوفیار پر لفظ جماعت کا اطلاق کر کے ایک ایسے مسئلے میں جدت پڑتا ہا جو دنیا کی رہتے نیا پاک چیز شرک سےتعلق ہو کر تاہ فکر اور بے احتیاط لوگوں کا کام تو ہو سکتا ہے ذمہ دار اہل علم اور بالغ نظر قیام کا ہے۔ ہمارے پاس حکم لخصوص، مستند ائمہ اور شہرہ آفاق علماء و فقہاء کا سرایہ علم و یقین موجود ہو تو ہم پر کیا آفت ہے کہ خیر القرون کے بعد کی ایک قلیل و منتشر جماعت کے خصوصیات زاج در جان کی پیروی کریں اور دین میں انکل پچھا باتوں کو راہ دیں۔

مولانا محمد سعید با صیل کا فتویٰ یہ ہے:-
”آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے ذکر و لادت کے وقت قیام بعض کے نزدیک مندوستی اور بعض کے نزدیک پرعت حصہ ہے۔“

خود طلب یہ ہے کہ کیا ان محترم مقنی صاحب کو معلوم نہیں تھا کہ بعض مالی شہرت و علمت رکھنے والے علماء و مجتہدین کے نزدیک قیام میلاد نبوم رہا ہے۔ اگر نہیں معلوم تھا تب تو نہیں افتخار ہی کے اہل نہیں کیونکہ مفتی کے لئے موافق و مخالف آراء اور فریقین کے دلائل و مبایحت سے واقع ہونا اور لین شرط ہے۔ اور اگر انھیں معلوم تھا تو فتویٰ اس انداز میں نہیں دیا جائیتے تھا کہ گویا اس دو ہی طرح کے علماء پاتے گئے ہیں۔ ایک وہ جو قیام کو مندوب کہتے ہیں اور دوسرا وہ جو پرعت حصہ قرار دیتے ہیں۔ مجموع وندہم قرار دینے والا کوئی ہے ہی نہیں۔

فتاوے کا یہ انداز صاف بتا رہا ہے کہ مقنی صاحب مسئلہ بیان کرنے میں پوری طرح دیانت دار نہیں ورنہ انھیں کسی نکسی لفظ سے یہ ضرور ظاہر کرنا چاہیے تھا کہ علماء کی ایک قسم قیام کو نبوم و منوع ٹھیرانے والی بھی ہے۔

بچائے خود فتویٰ بھی دلیل سے خالی اور بعض کیجئے فکر کا آئینہ دار ہے۔ آخر یہ کیا طریقہ فکری مسائل میں فیصلہ

مغالطہ ہے۔ دو خوب جانتے ہیں کہ قیامی حضرات کبھی قیام کا ناغزہ نہیں کرتے۔ ناگزہ کیا کریں گے انھیں معلوم ہی نہیں کہ مستحب امور پر اصرار و دام اصحاب کو تباحث میں بدلتا ہے۔ پھر کس جرأت پر مستذکرہ فتویٰ آج کل کے قیام کی جماعت میں نقل کیا گیا۔ لطف یہ ہے کہ یہ فتویٰ ان ہی شیخ مراج کا ہے جن کا نام دو مرتبہ متقل نمبروں کے ساتھ دیا گیا ہے۔ اس طرح آٹھ کی فہرست میں سے دو خارج ہو کر جھرہ کئے گئے۔ یہم بعد میں دیکھیں گے کہ بغیر التزم ہی کے قیام ”یخونکہ جائز و مستحب ہے۔ فی الحال اتنا ہی کافی ہے کہ عدم التزم کی شرط نے شیخ مراج کو حافظہ کی ہرمت گواہان سے خارج کر دیا۔

اب باتی فتاویٰ کو تبھی۔ علم رحیل صاحب کا فتویٰ نقل کیا گیا ہے:-

”ذکر میلاد نبوم کے وقت قیام کو سلف کی ایک جماعت نے تحسن قرار دیا ہے اس لئے وہ بدعت حسنہ ہے۔“

وضیں یہ سے کہ ”سلف“ کا لفظ بڑا سمجھ ہے۔ ہم سے پہلے جو کروڑوں اربون لوگ لگڑ رکھے ہیں سب سلف ہی ہیں لیکن کیھنا یہ ہے کہ کوئی سلف ہیں جن کی پیروی کا ایamar قرآن و سنت سے ملتا ہے۔ تو اہل علم جانتے ہیں کہ خیر القرون ہی کا سلف کا صیہ و عمل میساری سمجھا گیا ہے اور خیر القرون کا اطلاق زیادہ سے زیادہ تن مابعین کے دور تک ہوتا ہے۔ بعد کے علماء و مشیوخ کی یہ جیشیت ہرگز نہیں مانی گئی ہے کہ آپ قرآن و شنت کی تعلیمات اور فکر و تدبیر کے تقاضوں کو نظر انداز کر کے جس کی بھی پیروی کر لیں گے ہر ایسا یا ب ہوں گے میلاد کا وجود ہی اسلام کے ابتدائی یا ابتدائی مسیح سو بر سو میں نہیں پایا جاتا۔ لہذا اس کے بعد آئے علماء و مشیوخ کا اتباع لفڑو نظر کے بعد ہی ہو سکتا ہے آنھیں بن کر کے نہیں۔ پھر جب کہ تمام علماء کا الفاق دا جامع بھی ٹھوڑیں نہ کئے بلکہ علم رحیل صاحب کے اپنے میان کے مطابق ہر فر ایک جماعت سلف نے قیام کی بعثت کو تحسن قرار دیا ہو تو قرآن و سنت کے عطا فرمودہ تصویرات و قواعد اور اد پچ درجے کے علماء و ائمہ کے مقابلہ میں کوئی بھی

مسنون و تحسن ہے۔ سچر کوئی نگیر اس رو برو اور بالموافق قیام کو اس قیام کے لئے نظری و دلیل بنایا جا سکتا ہے جو فائناں کیا جا رہا ہے۔ نظری اس کی پیش کرنی چاہیئے کہ کبھی کسی معموقوں آدمی نے والدیا استاد یا حاکم کے لئے اس کی غیر خاضری میں بھی سچی قیام کیا ہوتی تو یہاں بجا ہو سکتا ہے کہ حضور پیر جہا اول اس نظریہ سے مستحق ہیں لیکن جب کوئی قیام کا مدار ہی سنتی مظہر کے حاضر و موجود ہونے پر ہے اور ایک نظری بھی فائناً نہ قیام کی پیش نہیں کی جاسکتی تو سنتی غائب کیلئے قیام کی بنیاد حفظ اور عرونا اور شرعاً بھی اعتبر سے کیا جاتی رہ جاتی ہے۔

لوگ زبان سے اعتراض نہ کریں، لیکن حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ شیطان نے بعض توحید برستیوں کے داعووں میں یہ باطل و فاسد مگانِ الدالیا ہے کہ سلام پڑھنے وقت حضور مرتضیٰ لیت لے آتے ہیں۔ یہی مگان قیامِ نظریہ کا حکم بتا دوئے ملکوں ہی نہیں ہے کہ جن موسنوں کو پایا جو وقت بیٹھ کر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہو اور متبرآن کی تلاوت بھی بیٹھ کر تجویزی کی ہو ان کے دامغ میں یہ تصور انگڑا ایسے کہ سلام کھڑے ہو کر پڑھو۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ بھیر احوال چلنے والے بہت سے قیامیوں کو آج قیام کرنے ہوتے اس مشترکا نہ تصور کا شعور و احساس نہ رہتا ہو۔ لیکن جری بنیاد قیام کی اس کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔ موجداً اس قیام کا لالا زیارتی مگان باطل ہے۔ دیکھ لجئے متفق صاحبے والدین وغیرہ کے قیام کو تبیش میں پیش کیا ہے۔ گوازاری یا عمرارادی طور پر ذہن ان کا بھی یہی سے کہ سلام پڑھنے وقت حضور تشریف لے آتے ہیں ورنہ تبیش میں ان افراد کو پیش نہ کرتے جو کے لئے قیامِ نظریہ کیا ہی اس وقت جائیں جب وہ سامنے آگئے ہوں۔ اعتراض کرنے پر تاویلات تو بعض قیامی حضرات اس مجبوری کو کرتے ہیں کہ حضور کی تشریف اوری کا صدر ترجیح مشترکا نہ عقیدہ ابھی خود ادھیں ہی نامناسب سالگتہ ہے لیکن بعض قیامی صاف طور پر تشریف آوری کے اختقاد کا انہار و اختراف کرتے ہیں۔ افسوس شیطان کس طرح اہل علم اور اصحاب زہر و درع تک کو بر بادی کی راہ پر کالیجا تا ہے

دنی کا ہے کہ خیر القرون سے بعد ترز ماؤں میں الگ بعض علماء اپنے شخصی مزاج و روحانی کے تحت کسی بدعت کی محیثیں فرمائے تو آپ قرآن و سنت کی کسوٹی پر پر کھے بغیر اس پر اعتماد کر لیں۔ ایسا اعتماد تو صرف اس اجتماع پر ہو سکتا ہے جو خیر القرون میں ہوا ہے۔ یا چیلے بعد ہی کے سی زمانے میں تمام علماء عصر کی شی کی مندو بیت پر ٹھیک ہو گئے ہوں تو آپ اساتفاق کا کل کو بطور دلیل پیش کرتے ہوئے اچھے معلوم ہو سکتے ہیں لیکن یہ جمارت تو طریقی تارو ایسے کہ فتح و جیل علماء کے سخت اختلاف کے باوجود کچھ علماء کی بے دلیل رائے کو جدت کا درجہ دیے یا جلتے۔

شیخ خلف بن ابراهیم کا فتویٰ یہ نقل کیا گیا ہے:-

”ذکر ولادت نبویؐ کے وقت کا قیام علماء و فضلاء کا

طریقہ رہا ہے کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے مرتبے کی نظم ظاہر ہوئی ہے اور قیام والدین،

اہل علم اور سردار قوم کے لئے مسنون ہے۔“

یہ پورا کو ادھی بھول گئے کہ بہت سے جلیل القدر علماء قیام کی مانعات بھی کرتے رہے ہیں۔ فتویٰ اس طرح دیا گویا تمام ہی علماء و فضلاء قیام کرنے والوں میں شامل ہیں۔ خیر غنیمت ہے کہ اس فتوے میں کچھ دلیل تو بیان کی گئی ہے۔

ہر ہوشمند ریجک سکتا ہے کہ یہ دلیل اس دعوے سے کوئی جو نہیں رکھتی ہیں پر گفتگو ہے مسئلہ اگر یہ زیر بحث ہوتا کسی بزرگ کستی کے درود و تقطیماً قیام کرنا اچھا ہے یا مراتب تو یہ دلیل کام دے سکتی تھی بلکہ مسئلہ زیر بحث ہے ہی نہیں۔ مسئلہ تو یہ زیر بحث ہے کہ جو غیر ارجمندیاں بقدیر حیات نہیں ہے بلکہ صدیاں ہوئیں رحلت فراچکا اس کے لئے تنظیماً قیام کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ والدین ہوں یا اہل علم یا اس سردار قوم ان میں سے کسی کے لئے قیامِ نظریہ کو مسنون تشریف ادا ناظماً ہر ہے یہ مقوم تو رکھتا ہے کہ جب وہ سامنے موجود ہوں اس وقت بطور قائم ہوئے ہو جاؤ۔ یعنی تو نہیں رکھتا کہ وہ مر چکے ہوں یا ناظروں سے دور ہوں تب بھی کسی وقت میں ان کے تذکرے پر کھڑا ہوں۔

تو حافظ صاحب نے کیوں اسے نہ مانا گیوں اس پر شد و نہ سے
تفقیدیں لکیں کیوں آج بھی وہ جماعت اسلامی کو ضال و ضل
نہیں سمجھتے۔ ثابت ہوا کہ خود حافظ صاحب کے نزدیک بھی کثیر
علماء کا فیصلہ بجائے خود دلیل شرعی نہیں جب تک بے لام
نقودگی ترازوں میں وہ پورا نہ اُترے۔ تب اس کے سوائیا
کہیں گے کہ اپنے دعویے کی تصدیق میں وہ ایسی کسوٹی طیش کر
رہے ہیں جسے وہ خود بھی کسوٹی نہیں مانتے۔

حق یہ ہے کہ ہم مقلدین کے لئے ائمہ مذاہب کے اقوال تو
بجائے خود شہادت بنیتی کی صلاحیت رکھتے ہیں، لیکن جو بحث
پانچوں صدی کے بعد نکالی گئی ہوا اس کے لئے بھلاں ائمہ
مذاہب کی گواہی کہاں ضعیب ہو سکتی ہے جو بہت پہلے وہیں
بے حق ہو چکے۔

مولانا محمد عمر کا فتویٰ یہ ہے:-

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و لادت کی قربت
کے قیام کو علماء نے تحسن تراویدیا ہے اور وہ اچھا ہے
اس لئے کہ حضور کی تعظیم ہم پر واجب ہے۔“

یعنی دہی عقیدہ فاسد کہ سلام پڑھتے وقت گویا حضورؐ سخن
آئے۔ بے شک حضورؐ کی تعظیم واجھتے، لیکن یہ طریقہ تعظیم کس
نے بتایا ہے کہ امنا ہو یا نہ ہو ابتنے لئے کھڑتے ہو جاؤ۔
اور سوال یہ ہے کہ آخر سلام میلاد کے علاوہ کسی اور موقع پر یہ
مدعا ان قیام کیوں حضورؐ کے نام پر کھڑتے ہونے کا التزم انہیں
کرتے۔ ماہ و سال میں اور بھی تو ہزاروں اوقات حضورؐ کے
ذکر مبارکے آتے ہیں الگ مفروضہ یہی ہے کہ ذکر ہونے پر آپؐ
تشریف لے آتے ہیں تو پھر یہ شریفہ دا جب قیام عمل میں لانا چاہیے
اس نتیجے کا داعی تضاد بھی ملاحتڑ ہو۔ ایک طرف

قیام تحسن اور اچھا ہے۔ دوسرا طرف وہ واجب بھی ہے۔ اے
لئے کو جس چیز کوچاہے آپ فرض بھی و تراویدیں تو زیاد کوں
پکار سکتا ہے لیکن قردوں اولیٰ میں تو کسی صحابی، تابعی، امام، شیخ
و غیرہ کو آپ دکھا نہیں سکتے کہ ذکر حضورؐ آتے ہی وہ کھڑا ہو جائے
ہو۔ یہ بعدی کی اُپچ ہے اور اس اُپچ کے تباہی وہی فاسدگان

وہ بھتے ہیں تم جنت کمار ہیں مگر بارگاہ قدس میں ان کے
تمام اعمال حسنہ اور طاعت و ذرہ پر مشرک کی سیاہی پھرینے
کا حکم دیا جاتا ہے۔ آخر خدا کو غصہ کیوں نہ آتے جب کہ وہ
تمام مکن پیراویں میں حضورؐ کی عبادت و بشریت کی گھوول گھوول
کر بار بار میان کر چکا ہے۔ قرآن کو ماننے کا بھی دعویٰ، مگر اسکے
صریح و حکم و ضمیحات و تنبیہات سے لاپرواٹی بھی۔ نہ صرف
لاپرواٹی بلکہ اس کے خلاف جسارت اور دھانی۔ توحید
کے نام پر توحید کا شیخ، مجتہد سویں کے نام پر خدا کی تہیں و
تکلیف اور دین سے ملعوب۔

مولانا حسین بن ابراہیم کا فتویٰ یہ ہے:-

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و لادت کے
وقت فیما کوئی تحسن تراویدیا ہے۔“

دیا ہے گا۔ کثیر علماء نے تقبوں پر چادر اور چھوٹوں
چھٹھانے اور فرع بہ نوع بعین کرنے کو بھی تحسن
تراویدیا ہے۔ تیرہ سو سویں میں لاکھوں علماء مگذرے ہیں۔
ایک شخص ان میں سے سو بیجاس کو ”کثیر“ قرار دے تو یہ
محادرة درست ہونے کے باوجود صورت واقعہ کی غلط
تصویر کرتی ہے۔ کثیر سے بھی کثیر علماء ایسے لگزد رے ہیں جنہوں
نے قیام میلاد کی منور قرار دیا ہے اور ان میں سے بعض ایسی
بلند شہرت و مقبولیت کے مالک ہیں جن کا مقابلہ حریف علماء
میں کوئی نہیں کر سکتا۔

پھر ہم کہتے ہیں دینی عقائد کا معاملہ کیا رائے شماری
سے طے ہوا کرتا ہے؟ کیا یہ بھی الیکشن کا قضیہ ہے کہ جدھر
کثرت ہو گئی وہی قیام لیا گیا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ متعدد
مسائل میں الہی فیضہ اکیلے ہیں اور ان سے اختلاف رکھنے
واسے کثیر۔ لیکن کوئی شخص مجدد اس دلیل سے الہی فیضہ کی رائے
کو رد نہیں کر سکتا کہ وہ اکیلے ہیں اور فریق ثالی عدوی کثرت
رکھتا ہے۔

ذریسوں جاتیے جماعت اسلامی یہی کو ضال و ضل
کہنے والے علماء کثیر ہیں۔ کثیر علماء کا قول الگ رحمت ہو سکتا ہے

کار فرمائے کہ ادھر میلاد کا سلام متروع ہوا اور ادھر حضور تشریف
لے آئے۔

مولانا غوث حسن دمیاطی کا ارشاد نیقتوں کیا گیا ہے:-

"میلاد خوانی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر
ولادت کے وقت حضورؐ کی عظم کے لئے جو قیام کیا جاتا
ہے اس کے احسان، طلب، استحباب اور اس کے
مندوب ہونے میں کوئی شک نہیں اور قیام کرنے والے
کو بہت ثواب اور طریقہ حمل ہوتا ہے"۔

بندہ عاجز عرض کرتا ہے کہ فیصلہ دستی وقت مولانا
دمیاطی ثواب و عذاب کی حقیقت نظر انداز کر گئے۔ ثواب مرتب
ہوتا ہے اللہ اور رسولؐ کی فرمان برداری پر اور عذاب کا منع
ہے اخراج و رکشی۔ اعمال کا فقط صورت حسن اگر تو ایک ضمانت
ہوتا تو پھر اس طرح کی بیعتیں تو لازماً مستحسن کہلاتیں کہ مثلاً جسے
لوگ جمعت ہو کر مساجد میں قصر آن پڑھا کریں یا اوضاع کے لئے
اجتماع فی المسجد کی رسم نکالیں۔ مگر علمائے حق جانتے ہیں کہ یہ
امور قیصر ہیں جن کے موجودین قابل ملامت ہوں گے نہ کہ صحیح
تھیں۔

ٹھیک اسی طرح قیام میلاد کا صحیح حسن افضل کے موجب
ثواب ہونے کی ضمانت نہیں ہو سکتا اس کے تجھے اللہ اور رسولؐ^{صلی اللہ علیہ وسلم}
کی اطاعت کا جذبہ نہیں۔ احادیث فی الدین اور اہتداء و
ایجاد کی ذہنیت کار فرمائے۔ شان رسولؐ میں غیر جائز غسلو
اس کا مبنی ہے اور جو شخص شوری طور پر حضورؐ کی تشریف آوری
کا اعقاذه بھی رکھ دو۔ مکی سحق ثواب نہیں ہو سکتا لیکن لذت کے
افضل کی فکری بنیاد پھر کچھ نہیں حسن جھوپیت اور کوئا نہ تقليد کے
تحت وہ ایسا کر رہا ہے۔ اعمال کی فکری تو یعنی اور لذت پناہی
جب تک شریعت سے نہ ہو رہی ہو اور افعال کا مناطق و میتنا
جب تک مستند و معتبر نہ ہو اجر و ثواب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
ثواب و عذاب میکائی کی چیزیں نہیں ہیں کجب بھی پانی کو آجخ
دکھاتی جاتے تو بھاپ حزور اڑن لے۔ ان کا ترتیب اُس روح
پر محض ہوتا ہے جو اعمال کی فکری بنیادوں میں کار فرمائے ہوئی ہے

اُس حذبے اور شور پر ہوتا ہے جس کے تانے باقی اعمال کا ہمیلی
تیار کرتے ہیں۔ خطیم رسولؐ بے شک امرواح جسے لیکن لاحدہ
طور پر نہیں۔ جس طرح یہود نصاریٰ کی حدیث گذری ہوئی تنظیم پر
کفر کہلانی اس طرح مسلمانوں کی بھی تنظیم پر بیرونی کہلاتے گی اگر وہ
مشرکات تصویرات سے وابستہ ہو۔

یہی مولانا دمیاطی آگے لکھتے ہیں:-

"علامہ بن حجرؓ "جوہر" میں فرمایا ہے کہ حضرت نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام طرح کی تعظیم حسن میں اللہ تعالیٰ
کی اُلوهیت میں شرکت نہیں جاتے ان لوگوں کے نزدیک
ستھن ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے لور بصارت عطا کیا ہے۔
بصیری پر اللہ کی رحمت ہو جیسا کہ انہوں نے کہا ہے
اس پھر کو چھوڑ دے جس کا ادعا نصاریٰ نے اپنے نبی کے
لئے کیا ہے اور جو چاہے اپنے نبی کی مجھ میں کہے۔"

بندہ ضعیف عرض کرتا ہے کہ اللہ کے یکتا اوصاف بیہت
ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ الْمَكِيدُ وَ الْمُمْوَلِدُ پر برات ختم پڑ گئی۔
اس کے کسی بھی وصف میں آپؐ کسی کو برایہ کا شرکیں کریں گے
شرک لازم آئے گا۔ تمام ماکان و مایکون کا عالم صرف اور صرف
اللہ ہے۔ ہر جگہ حاضر و ناظر بھی تہادی ہی ہے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی بشیری عظمت خواہ کتنی ہی بلند ہو لیکن یہ وصف
ان کے لئے ثابت کرنا کہ جہاں کہیں میلاد کا سلام پڑھا جائے گا
وہ تشریف لے آئیں گے شرک میں ہے۔ اُلوهیت رسول کا
دعویٰ ہے میں گھر طرت ہے۔ اس فاسد و بے بنیان خیال پر
عمل کی جو بھی عبارت اٹھے گی باطل ہو گی۔ ملادر ان حجر کی کوئی
کی جو بھی حیثیت کے اور اس میں تسامح ہو ہے۔ وہ جدت رسول
کی فراوانی میں احساس نہیں فرمائے کہ قیام میلاد بھی رسول کو
مرتبۃ الوہیت تک پہنچانے ہی کی شوری یا تحت الشوری کو شش
کا منہر ہے۔ ہو سکتا ہے وہ کوئی خیر نہیں قسم کی تو بھیہ اپنے ذہن
میں رکھتے ہوں، لیکن دین کا معلمہ ہر شخص کی توجیہ و تاویل پر
مسئل نہیں۔ اعمال و حکما دشروعت کے پیمانے سے نالپے جائیں گے۔
اور جن افعال کا ہیوں یہی شرک از ذہنیت سے تیار ہوتا ہو ان کے
بارے میں کسی کی خوبصورت تاویل اور اپنی نیت مشرعیت ہرگز

قبوں نہیں کرے گی۔

آگئے طرف ہنے سے قبل ہمیں عبد اللہ ابن مسعودؓ کے اُس قول پر کچھ گفتگو اور کرنی ہے جسے مفتی شیخ سراج صاحب نے بطور استدلال پیش فرمایا ہے ابھی تک اس قول کا ذکر نہیں آیا کیونکہ حافظ صاحب نے دیتے ہوئے نسبت کے تحت شیخ سراج نے قیام کو تحسین اُس صورت میں قرار دیا تھا کہ اس پر التزام و دوام نہ ہو۔ اس شرط و قید کی بناء پر یہم نے بطور پریمہر کی تحدیت قیام کے حامیوں کی فہرست سے انھیں خارج کر دیا تھا۔ لیکن ان کا ایک اقتباس تبرٹ کے تحت بھی دیا گیا ہے اور اسی میں عبد اللہ ابن مسعود کا وہ قول بطور دلیل موجود ہے جسے اہل عیت سننے عبد اللہ ابن مسعود کا قول یہ ہے:-

مأراء المسلمين | پوچھا مسلمانوں کے نزدیک تحسن ہے
حسناً فهو عند الله حسن | وَهُوَ اللَّهُ الْمَنِيرُ كَمَا يَعْلَمُ كَيْا
اس قول کی اڑتے کہیت سے کہم تو عرب اور هزارات کی دیگر رسوم کو بھی تحسن قرار دینے کی جبارت سے نہیں پوچھتے اُن کا عمل ان کے ساتھ ہے۔ ہم کہا دراں اسلام کو اس قول کا مفہوم و متشابہ سمجھاتے ہیں۔

صحیح بات بھئنے کے لئے ضروری ہے کہ اس قول کو اسکی محل جگہ دیکھ لیا جائے۔ احمد اور البزار اور الطبرانی وغیرہم کی تصریح کے مطابق پوری بات یوں ہے:-

إِنَّ اللَّهَ أَعْلَمُ بِالظَّرَفِ | اللَّهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَلَدٌ
قُلُوبُ الْعِبَادِ فَأَحَدُهُمْ | كَمَا جَاءَهُهُ لِيَا پِسْ مُنْتَهِ فَرِما يَحْمُدُ
كُوافِرَ بَعْدَ مُؤْمِنٍ | كَمَا جَاءَهُهُ لِيَا حَمْدُ كَوْفَرٍ بَعْدَ مُؤْمِنٍ
مُحَمَّدٌ أَنْبَعَتْهُ بِرِسَالَتِهِ | كَمَا جَاءَهُهُ لِيَا رَسَالَتُهُ
شَمَّ لَنَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ | رَسَالَتُهُ كَمَا جَاءَهُهُ لِيَا
فَأَحَدَهُمْ لَهُ أَحَدٌ حَمَدٌ | قُلُوبُ الْعِبَادِ كَمَا جَاءَهُهُ لِيَا
كُوافِرَ بَعْدَ مُؤْمِنٍ | كَمَا جَاءَهُهُ لِيَا حَمْدُ كَوْفَرٍ بَعْدَ مُؤْمِنٍ
أَوْ زَرِيرٍ لِيَا جَمَشَ | كَمَا جَاءَهُهُ لِيَا حَمْدُ كَوْفَرٍ بَعْدَ مُؤْمِنٍ
أَچَاحَمِينَ وَهُوَ اللَّهُ كَمَا يَعْلَمُ | كَمَا جَاءَهُهُ لِيَا حَمْدُ كَوْفَرٍ بَعْدَ مُؤْمِنٍ
بَحْرِي احْمَحِينَ | كَمَا جَاءَهُهُ لِيَا حَمْدُ كَوْفَرٍ بَعْدَ مُؤْمِنٍ
الْمُسْلِمُونَ قَيْمَحًا فَسَهُو | كَمَا جَاءَهُهُ لِيَا حَمْدُ كَوْفَرٍ بَعْدَ مُؤْمِنٍ

یہ تھے وہ فتاویٰ خمام فاظ صاحب نے نقل کئے اور یہ مگان فرمایا کہ ان سے ان کا موقف و مسلک وقت پا گیا۔ لیکن حق یہ ہے کہ اسیے ہزار فتوے بھی نصوص قطیعہ کے ناسخ اور ادلهٗ محکمہ کے حرفیت نہیں ہو سکتے۔ جو مفتی محل طور پر کثیر علماء کا حوالہ دیتے ہیں ان کے بارے میں ہم وہیں کیسے گے جو امام ابو یوسفؓ نے امام افراطی کے جواب میں جب امام اوزاعیؓ نے ابو یوسفؓ کی راستے کے بخلاف ایسی راستے کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ:-

اس پر اہل علم کا اتفاق ہے اور ائمہ اس کے پابند ہیں۔

تو امام ابو یوسفؓ نے چاہا کہا تھا کہ:-

”اواعی کا یہ عوی کہ اہل علم اس پرتفق ہیں اور ائمہ اسی پر عمل کیا ہے جو انہیں اس قول سے ملتا جاتا ہے کہ ”سنن بھی ہے۔“ محل دعویٰ قابل تجویل نہیں ہو سکتا۔ وہ دعا تو کرو کون کو نسا وہ عالم اور امام ہے جس نے اس پر عمل اور اس سے اتفاق کیا ہے پھر تم دعویٰ کے کو کیا داد اس لائق بھی ہے کہ اس سے اخذ و احتجاج کیا جائے اور اس سے عمل دراثت کو وزن دیا جائے۔“

یہ بات قاضی ابو یوسفؓ سے ۔ جو انہر احتجاف میں سے چوپی کے امام اور ابو حنینؓ کے شاگردوں میں سے مخصوص ترین ہو ہیں۔ اُس صورت میں کہی بھی جب کہ ایک بڑا امام۔ اوزاعیؓ اپنے سلک پر تمام علماء و ائمہ کے اتفاق کا دعویٰ کر رہا تھا۔

تب تو ہم حافظ صاحب کے منتخب فرمودہ مفتیوں سے یہی بات کہنے کے لئے یاد ہوتی ہے کیونکہ احفذوں نے تمام علماء کا ہمیں بس کثیر علماء کے عمل دراثتے کا تذکرہ کیا ہے۔ مصادر شریعت اور مولیٰ احکام سے بخبر ہے وہ شخص جو یہ تصویر کرتا ہے کہ قرون ثلثاتہ مشہود لہما باخیر کے بعد بھی کسی دور کے دس میں علماء کی تعداد تے اور عمل شریعت میں مناطق و مہماں کا کام دے سکتے ہیں۔ سجنانہ و تعالیٰ۔ اللہ کا دین اس سلطیحت سے بہت بلند، اس کمزوری سے بہت بالا اور اس کو رانہ عقیدت سے لکھر برتر و نظرہ ہے ذلک الدین القیم۔ ذلک تقدیر العزیز الحکیم۔

عَمَّدَ اللَّهُ قَبْرِيَّ -

بھی بُریٰ ہے۔

دَاحْمَدَ الْبَزَارِ وَالْطَّبَرَانِيَّ
وَغَيْرُهُمْ)

+ + +
+ + +

یہ ایک الگ بحث ہے کہ فرماساہ المسلمون الحنفی رسمی ہے یا قول ابن سعود۔ بعض علماء مثل امام رازیؒ نے تفسیر کیہیں اور علماء عینیؒ نے شرح بدایہ میں اسے قول ہمیں مانائے گئے تھے اور این تفسیم کی الاشباہ والظاءور سے تتفق ہوتا ہے کہ اس کا قول رسولؐ ہونا ثابت نہیں۔ ہر آئینہ یہاں اس تفسیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ مفتی شیخ سراج صاحب اسے اثر (قول ابن سعود) میں کہی پیش کر رہے ہیں تو ہمارا کام صرف یہ سمجھنا اور سمجھنا رہ جاتا ہے کہ اس قول کا مقہوم دلنشاہ کیا ہے۔ المسلمون سے کیا مراد ہے اور اہل بدعت کے لئے اپنی راجح کردہ بدعتوں میں اس قول سے فائدہ اٹھانا کہاں تک دین و دنیش کے مطابق ہے۔

خداجانے حافظ صاحب کو تفصیلیہ علم ہے کہ نہیں کہ عربی میں کسی لفظ پر الف لام کیوں آتا ہے۔ اس تفصیل کو جاننے بغیر یہ سمجھا ہی نہیں جاسکتا کہ اس قول میں المسلمون سے کون لوگ مراد ہیں۔ نفس بحث کا تقاضا تھا کہ ہم الف لام کے بارے میں مکتبی نوع کی گفتگو کرتے اور جس، عہد استغراق جیسے اصطلاحی الفاظ استعمال کر کے بتاتے کہ المسلمون کا الف لام کیا معنی رکھتا ہے لیکن متنی اندراز قارئین کیلئے ادق بھی ہو گا اور اکنہ دینے والا بھی۔ اہم انس طالب کو اصطلاح سے ہٹ کر مصروف کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے تاکہ بات عموم کے لئے بھی گواہ رہے۔

ایک بارز یز بحث فقرے کو بھر دہر لیجئے:-
”جیسے مسلمان اچھا بھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔“

اب دیکھنا یہ ہے کہ ”مسلمان“ سے کیا مراد ہے۔ آیا ہر شخص جس پر ”مسلمان“ کا اطلاق ہو سکے اس پوزشن میں ہے کہ جس شے کو وہ اچھا سمجھ لے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی قرار

پا جائے؟ یا کچھ خاص ہی قسم کے مسلمان اس پوزشن میں پہنچتے ہیں؟

9-

جواب بالکل صاف ہے۔ ایک طرف ہنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی کہ میری امت مختلف فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور سوائے اُس فرقے کو جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقوں پر چلے گا باقی سب فرقے جو ہم کا مرا جھکھیں گے۔ تو معולם ہوا کہ ہمیشی فرقوں نے جو عقائد و اعمال کو اچھا سمجھ کر اختیار کیا ہو گا وہ فی الواقع عند اللہ اچھے نہ ہوں گے ورنہ سزاۓ نار کا گیا مطلب۔ دوسرا طرف ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ مسلمانوں کے مختلف گروہ اور انہا دستعداد دینی مسائل میں ایک دوسرے سے مختلف رائے رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی تفہیق و تفسیں تک بھی نوبت ہنچ جاتی ہے تو کھلی بات ہے کہ اللہ کے نزدیک دو مختلف و مخالف رائیں تھیں نہیں پہنچتیں۔ ایک تھیں ہو گی اور ایک تھیں، لہذا القینی طور پر واضح ہو گا کہ یہاں ”مسلمان“ سے ہر مسلمان مراد نہیں ہے وہ نہ خروجی و مشرکی تمیز اٹھ جائے گی اور دنیا میں کوئی بدست بدتر عقیدہ و عمل بھی عند اللہ تعالیٰ نہ رہے گا۔

پھر یہ کیسے معالم ہو کہ کس قسم کے مسلمان مراد ہیں؟ تو اس کا سراج اسی طرح ہاتھا سکتا ہے کہ منقول بالامتن پر غور کر کے دیکھا جائے کہ ابن سعود کا اپناروئے سخن کس قسم کے مسلمانوں کی سمت ہے۔ ہم نے بتانا خور کیا اسی تجھ پر ہنچ کہ مسلمون پر الف لام عہد کا داخل کیا گیا ہے۔ عہد کا الف لام وہ ہوتا ہے جو کسی دفعی الاطلاق لفظ پر داخل ہو کر صرف اُس فرد یا انسداد کو خاص کر دیتا ہے جو حقائق کے ذہن میں ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَطْبُحُوا اللَّهَ وَأَطْبُحُوا الرَّسُولَ (اطاعت کر و اللہ کی اور رسولؐ کی) تو رسولؐ ایک تبعیع الاطلاق لفظ ہے جو حضرت عیسیے اور موسیٰ اور ہر اُس نبی پر صادق آسکتا ہے جسے اللہ نے رسالت عطا کی ہے۔ یہاں تک کہ مناسب موقع پر یہ قام کر معنی میں فرشتوں تک پر صادق آسکتا ہے، لیکن اس آیت میں یہ صرف اور صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے کیونکہ اپر الف لام عہد کا داخل کیا گیا ہے اور ہمود ذہنی کی حیثیت سے

انکار نہیں۔ ایک یہ کہ المسلمون سے افراد کامل مراد لئے جائیں جو طرح ہم پولتے ہیں کہ انسان وہ ہے جو دوسروں کے کام آئے۔ تو انسان سے مراد افراد کامل نہیں ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ خود غرض اور مفاد پرست لوگ بھی نوع انسانی سے تخارج نہیں ہیں۔ اسی طرح المسلمون سے مراد وہ ائمہ مجتہدین اور فقہاء کاملین ہیں جائیں جو اپنے معروف نہ ہو و تقویٰ فہم و اور ک علم و تفقہ اور ملکات چلیلہ کے باعث امت کی زندگی میں اس منصب کے مستحق ہٹھیرے کر دین میں اجتہاد کریں اور اصول سے فروعات کا استنباط کر کے قانون شریعت کو زندگی کے ہر شعبے پر حادی کریں۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ المسلمون سے تمام قابل ذکر مسلمانوں کا اجماع واتفاق مراد لیا جاتے۔ یعنی امت کے تمام قابل لحاظ افراد جس شے کے تحسن ہونے پر مجمع ہو جائیں وہ اللہ کے نزدیک بھی تحسن ہو گی۔

ان دونوں توجیہوں میں سے کوئی بھی اختیار کر لیجئے وہ مقصد بہر حال حال نہیں ہے تا جس کی خاطر مفتری سراج حبب نے مذکور کردہ قول پیش کیا ہے۔ پہلی توجیہ غیر مفید ہے کہ امت کے تسلیم کردہ ائمہ مجتہدین کا دور تو اس زمانے سے بہت پہلے ختم ہو لیا جب میلان و قیام کی بعد ایجاد کی گئی بعد کے علماء کا منصب ائمہ مذا اھب کا نہیں بلکہ یہ مقلدین ہیں اور جوان میں کے کچھ اور پچھے کے ان کی جیشیت بھی ہرگز نہیں ہے کہ جسے وہ تحسن سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی تحسن ہی مانا جائے

دوسری یوں غیر مفید ہے کہ میلان و قیام کے اتسخان پر اجماع واتفاق تو کیا معنی ہے۔ بڑے بڑے جیتوں علماء اسکو نپسندید و قرار دیتے رہے ہیں۔ الگ یہ مسلمانوں کا اتفاق ہی عنده اللہ حسن ہوتے کی خلاف ہو تو ان حیثیت علماء کا میلان و قیام کے ناپسندیدہ ہونے پر اتفاق کیوں عنده اللہ حسن نہ ہوگا۔ پھر تو بڑے طفیل کی بات ہو جائے گی کہ ایک ہی شے اللہ کے نزدیک اچھی بھی ہٹھیرے گی اور بُری بھی۔ فہا الکمر کیف تحکمون۔

واعتراف ہے کہ این مسعود کے قول کا تعلق صرف ازمنہ خیر ہے۔ یعنی پہلے تین دو رجن کے بعد پہنچنے کی خواہ اللہ کے

خامنہ ایمین ہی اللہ کے پیش نظر ہیں۔ کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس آیت کے تحت حضور کے سوا کسی اور بھی رسولؐ کی اطاعت کو مسلمانوں کے لئے مامور پختہ ارادے۔ اسی طرح یا ایضاً التسبی کا الف لام تہبا حضور کی ذات کو معین کر دیتا ہے ورنہ نبی کا فقط قویٰ اوسع الاطلاق ہے اور اسی طرح الائین حجا و ایال و عکی میں صرف وہی لوگ مراد ہیں جنہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشۃ پر تہمت دھری تھی ورنہ افلاک تو بغیر الف لام کے ہر تہمت و اہم کو کہتے ہیں۔

غرض عربی زبان میں الف لام عہد بہت مستعمل ہے۔ یہ محققین کے تبیخ میں المسلمون کے الف لام کو بھی عہد ہی کا سمجھتے ہیں اور جو بھی فہم و زیر ک شخص ذاتی رحمات سے بلند ہو کر غور کر کے گا وہ انشام اللہ ایسا ہی سمجھتے گا۔ ہمارے نقل کردہ پہنچے متن پر غور کر کے دیکھئے کہ عہد اللہ بن مسعود کا معہود ذہنی کیا ہو سکتا ہے۔ ہماری سمجھ میں تو یہ معہود ذہنی بالکل صاف ہے یعنی حمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کرام ہی کے لئے المسلمون کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ قرآن و سنت کے فصوص سے بھی اسکی توثیق ہوتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہدایت یا ب دہی لوگ ہیں جو حیرے اور شیرے اصحاب کے طریقوں پر حلیں۔ نیز فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی ماننے میں ان میں سے جس کی بھی پرسوی کو لے گے ہدایت یا ب پر گے۔ اللہ تعالیٰ نے اصحاب پر یہی کی شان میں یہ شاندار تسبیح الفاظ فرمائے کہ سخن اللہ عنہم و رضوانہ نہ دال اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی)

آپ اردو نوشیں متذکرہ بالامتن کی شریعت کر کے دیکھئے تو بات یوں بننے کی گی کہ:-

”اللہ نے اپنی رسالت کے لئے حضورؐ کو چنا اور دین کے معاونین دوزراہ کی جیشیت اصحابِ رسولؐ کو دی لہذا علیل القدر اربابِ اسلام جس شے کو حسن سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی صرو جس ہوگی اور جس پیزیر کو صحیح سمجھیں وہ اللہ کے بہاں بھی تسبیح یہی ہٹھیرے گی۔“

یہ المسلمون کی وفیقیہ ہے جسے اور پچھے درج کے محققین نے پڑت فرمایا ہے۔ تاہم دو تو جہیں اور بھی ہیں جن سے ہمیں

رسول نے دی ہے۔ اس کے بعد تو کوئی بھی زمانہ ایسا نہیں جس میں مأسا کا المسلاہون والاقول حل سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور سینیٹ - حافظ صاحب میں لکھتے ہیں:-

"اُردو کی ایک شکستہ اور نامکمل کتاب ہے جس کے ابتدائی اور اسی خاطر ہو چکے ہیں۔ کتاب کسی اچھے عالم کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ آخر میں میلان اور قیام کے متعلق عربی میں علمائے کم معتبر کا ایک نکمل و مدرس فتویٰ ہے جو اس قابل تھا کہ پورا انقل کیا جاتا ہیں لیکن اس کے جتنی جستہ اقتداءات دینے پر اتفاقاً کرنے پڑتے ہیں۔"

دیکھ لیا آپنے۔ وہ حافظ صاحب جو جگہ اسلامی کی حالت کرتے ہوئے قرآن و سنت کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے اب اپنے عقائد و نیتیہ کے لئے کیسے کیسے شاندار مصادر و آخذ پرچان ش چھڑک رہے ہیں۔ یعنی ایک اُردو کتاب وہ بھی خراب و شکستہ کیا ہا دکھ ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ بدعت پندی کے زہرے ایک خوش نکرو خوش خیرہ انسان کو کس سطحیت تک پہنچادیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ شیعہ دیسیر کتاب کسی بریلوی کا شاہراہ کار ہوئی۔ بریلوی حضرات تو یوں بھی تحریف و تلبیس کے استاد ہیں۔ محض منور اور خروارے کے طور پر جس کا جی چاہے الہمند علی المفتدا اُٹھا کر دیکھ لے یا ان پوستروں اور سالوں کو ملا حظ فرمائے جن ہیں یہ لوگ پوری ڈھنڈائی کے ساتھ غلط عقائد و درسوں کی طرف مسوب کرتے ہیں اور کہیں کی عبارت کہیں جوڑ کر من میں مفایم بنکاتے ہیں۔

مگر شیرتے ہم اس کتاب کے نقل کردہ مطالب کو نقل مطابق اصل مان کر ہی گفتگو کریں گے۔ فرمایا گیا:-

"علام ابن حجرؓ "مولاناۃ الکبیرؓ میں لکھا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلادت پاک کے ذکر کے وقت قیام کرنے کے لئے یہ بات نظری ہے کہ امت محمدیہ میں اہل سنت والجماعت قیام نہ کرو کے مستحق ہوئے پرتفق ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت

گمراہی پر مجتمع نہ ہو گی۔"

ابن حجر عسکری کافی بڑے عالم اور شیخ تھے۔ ہمارا خیال ہے کہ ایسی کچی باتیں کسی کاریگر گئے ان کی کتاب میں داخل کر دی ہیں۔ لیکن اس خیال کو آپ نہ مانتیں تو پھر یہم بہ طلاق کہیں گے کہ اس عبارت میں کیا ہوا جویں سرا سر مہوائی ہے اور حدیث لدیجتمم امتی علی الصدقة دیمری امت مگر ای پر مجتمع نہ ہوئی، کو قطعی بے محل طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص اہل سنت والجماعت کی مظلوم اسی غیر ذمہ داری کے ساتھ استعمال کر کے جس کا مشاہدہ پر بلوی حضرات کی طرف سے ہر شخص کو ہورا ہے تو تب تو کوئی گھٹکو ہی نہیں۔ بریلویوں کے یہاں تو سوائے اُن کے کوئی اہل سنت والجماعت تو کیا ہوتا مسلمان بھی شکل ہی سے ہے۔ لیکن اگر واقعی ذمہ دارانہ اور عالمانہ روشن اعتمیدار گرفتار ہے تو جھوٹ کی بھی یہ صریح غلط بیانی نہیں کی جاسکتی کہ تمام اہل سنت والجماعت قیام میلان کے استحسان پرتفق ہیں۔ ابھی چھپلے ہی تجھی میں "میلان الدینی" کے تحت آپ کچھ علماء اہل سنت کے فرمودات دیکھ چکے ہو وہ میلان و قیام کو بدعت یہی کے سووا بچھ نہیں قرار دیتے۔ اگر طوالت کا اندر لیشہ نہ ہو تو ہم اور بہت سے علماء اہل سنت گتو اسکتے ہیں جھوٹوں نے میلان و قیام کو ناپسندیدہ ٹھیک رکایا ہے۔

لیکن چند ہی علماء کا شدید اختلاف جب دعوہ اجتماع کو ختم کر دیتا ہے تو مزیدہ موسری سے کیا حال۔

رباحدیث لدیجتمم امتی علی الصدقة کا معاملہ تو معلوم ہوتا ہے حافظ صاحب کے خیال میں وہ سب علماء حضور کی امت ہی میں نہیں ہیں جو قیام کو نہ موم کہتے ہیں!۔ حافظ صاحب کہہ سکتے ہیں کہ یہ میں حکومتی کہہ رہا ہوں یہ تو علماء ابن حجر کہہ گئے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں آخر حافظ صاحب کی اپنی سوچ پوچھ کہاں چلی گئی جو یہ سلسلے کی بات محسوس نہ فرمائی کہ میلان و قیام کے استحسان پر اجتماع امت کا دعویٰ تو ایسا ہی صریح البطلان، خلاف واقعہ اور بے حقیقت ہے جیسے ایک شخص آنکھوں پر بھی باندھ لے اور کہنے لے کہ اب میں

نہیں تو پھر نظروں کے سامنے آجائے وائے بزرگوں کیلئے جو قیام مطلوب ہو سکتا ہے وہ اُسی سنتی کے لئے برجھا اولیٰ گینوں کا مطلاع ہو گا جو سامنے نہیں ہے ۔

تاولیں کوئی کتنی بھی کرنے حقیقت یہی ہے کہ قیام کے حادی اصلًا یہی تصور رکھتے ہیں کہ قفل میلاد کا سلام شروع ہو ہی بھی مرتبہ صلی اللہ علیہ وسلم حضیر بیت تشریف لے آئے ہیں مگر کو استدال کے بعد مزید استدال دیکھتے۔ بقول حافظ صاحب علماء ابن حجر:-

”میلاد بن سعد بن معاذ کے قیام سے تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پیش کیا ہے اور اسی حدیث کی بناء پر امام نوویؒ کے حوالے سے بغیر اور خطابی کا قول نقل کیا ہے کہ سردار، حاکم عادل اور معلم گئے ملک اپر ہت قیام مستحب ہے اس کے بعد حضرت کعب بن مالک النماری کے قبول توبہ کے واقعے سے حضرت کعب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ“

ٹھیر جائیتے۔ عام لوگ تو امام نوویؒ اور امام بغیری اور امام خطابیؒ جیسے نام دیکھ کر بچارے مرجوب ہو ہی جاتیں گے لیکن جیرتؒ این جھر مکی پر ہے۔ بشرطیہ منقول عبارات کی نسبت ان کی طرف درست ہو۔ اور حافظ صاحب پر ہے جو فہیم آدمی ہیں کہ امام نوویؒ، بغیریؒ اور خطابیؒ دیگر نے جو استدال سی حاضر موجود ہستی کے قیام تعظیمی کے لئے پیش کیا تھا اسے وہ اُس قیام کی بحث میں پیش کر رہے ہیں جس کا تعلق تکا ہوں سے اچھل ہستی سے ہے۔ سردار، حاکم عادل اور معلم کے لئے قیام کا استحباب رو در رو یعنی آمنے سامنے ہونے کی صورت میں تو ہے یا انکو رہ ائمہ کا مشاہدہ کے نزدیک یہ ہے کہ سامنا ہوئے بغیر ہی ان کے لئے قیام تعظیمی مستحب ہے؟

آگے این جھر نے حضرت کعبؓ کا جو بیان نقل کیا ہے یا مزید جو روایتیں پیش کی ہیں وہ بھی سب کی سب صرف اور صرف یہی ثابت کہ سنتی ہیں کہ سامنے آجائے پرنسی بزرگ، سردار، والدیا استاد وغیرہ کے لئے کھڑا ہو جانا مستحب ہے لیکن اس دعویے سے ان کا کوئی ادنیٰ تعلق بھی نہیں ہے کہ جو

آسمان، چاند سوچ سب معدوم ہو گے۔ اجتماع امرت تو پڑی بات ہے اسلام کے پونے چند سو برسوں میں کوئی ایک صدقہ بھی البتہ نہیں دکھائی جا سکتی جس کے نام علماء میلاد قیام کی بدعت پرتفق ہو گئے ہوں۔ خوب ہے یہ تفقة اور سوچ جو بھسہ کے حافظ صاحب محض دعووں کے رعایتیں آکر حقائقی تطبیعیہ اور واقعاتِ ثابتہ کو بھی نظر انداز کئے جا رہے ہیں۔ حدیث مذکور پر شارجین حدیث کے حوالوں سے بھی بحث بھی کی جاسکتی ہے، لیکن اس کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی جب کہ میلاد قیام کے معروف نزاعی مسئلہ پر اس حدیث کا جس پان کرنا بھی بھی طور پر غلط ہے۔

آگے انھی این جھر کا فرمودہ نھیں کیا گیا:-

”قیام کا مطلوب ہے ثابت ہے نو خود حضورؐ کے لئے بیدار ہے اولیٰ مطلوب ہو گا۔“

دیکھ لیا آپنے۔ قیام کا رہ جامی کس شدت سے تصور کئے بیٹھا ہے کہ سلام کے وقت حضورؐ نفس نفس تشریف لے آتے ہیں۔ یہ بات نہ ہوتی تو آخر اس استدال کا کیا موقعہ تھا۔ یہ استدال تو صریح طور پر ہی بتا رہا ہے کہ استدال کر نیواں کی لگاہ میں حضور سامنے آئے ہیں اور دوسرے بزرگوں کے بال مقابلہ وہ اس کے زیادہ ستحی ہیں کہ ان کی تعظیم میں گھستا ہوا جائے۔

علامہ این جھر تو اس کے سردھارے گئے، ہم حافظ صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ تعظیمی قیام آخر ان ہی بزرگوں کے لئے تو مطلوب ہو سکتا ہے جو نظروں کے سامنے تشریف لے آتے ہوں مگر بحث تو اسی غیر معمولی کھڑے ہونے کی ہے جو دنیا سے رحلت فراچکا ہے۔ حد سے حد کوئی یہ کہنا کہ حضورؐ اینی قبر شریفین میں زندہ ہیں۔ اس مسلم کی تائی و تردیدی سے قطع نظر ہم کہتے ہیں کہ اچھا یہ نہیں بلکہ قیام تعظیم کے لئے فقط حیات قبر سو کافی نہیں۔ قیام ایک جسمانی طرز تعظیم ہے اور اس کو اختیار اسی وقت کیا جاتے گا جب عظم سنتی جسمانی طور پر ملنے آجائے۔ کیا کوئی اپنے شیخ یا والد یا استاد وغیرہ کی تعظیم میں اس وقت بھی کھڑا ہوتا ہے جب وہ نظروں سے اوچھل ہوں۔ الگ ہمیں اور یقیناً

حرام ٹھپریں گے اور یہ عذر مقبول نہ ہو گا کہ یہ میری ذوقی حیری
ہیں عقائد کے اختیار سے میں مسلمان ہی ہوں ۔

السان نے فرقہ مراثی کے لئے جو طور طرف و ضعف کہے ہیں

قیام بھی انھی میں سے ایک ہے رسول اللہ اس طریق کو پسند فرائی
تھے یا نہیں یہ جدا گانہ بحث ہے ۔ ان یجھے پسند ہی فرماتے تھے
تب بھی اس سے صرف انسان ثابت ہو سکتا ہے کہ تم سے معظم ہستی
کی تشریف آوری کے وقت ہڪڑے ہو جائیں ۔ یہ نہیں ثابت
ہو سکتا کہ فاتحہ بھی قام کوئی چیز ہے ۔ ازل سے اچ گا

کہیں، کبھی، کسی قوم و ملکے غائب ہستیوں کے لئے قام تنظیمی
کا تصور تک نہیں کیا ۔ جس طرح دھوپ کو دیکھ کر بلا اسلام فصلہ
یکجا جاستا ہے کہ سورج نکلا ہوا ہے اسی طرح کسی شخص کو تعظیماً قام

کرتے دیکھ کر بر مل کیا جا سکتا ہے کہ کوئی ہستی معظم نہ فرض تشریف
لے آئی ہے ۔ پہنچنیں اس لئے کہ قیام ایک جسمانی طریق تعظیم
ہے اور اس کو اختیار کیا ہی اس وقت جانتے ہے جب کوئی شمعظم
ہستی جسمانی طور پر سامنے موجود ہو ۔ لہذا قیام کے ساتھ کسی ہستی
معظم کی روپ و موجودگی کا تصور اتنا ہی ناگزیر یہ قطعی اور یہ ہے
کہ عقیدہ رکھنے یا نہ رکھنے اور دلوں کو ایک دوسرے سے جدا
نہیں کیا جاسکتا ۔ کوئی شخص مصیبت میں ہنس جاتا ہے اور

چیختا ہے کہ یا علی مدد ۔ یا غوث عظم اختنی ۔ یا شتن
اجیری فریاد ۔ تو چاہے وہ کتنا ہی عذر پشیں کرے کہ میری
ذوقی چیزیں ہیں عقیدہ میں ان لوگوں کو حاضر واظن اپنے اس
لیکن عذر مقبول نہ ہو گا اور اس استعداد کو شرک ہی سے بغیر کیا
جائے گا ۔

ہم کہتے ہیں ان لیا کسی خاص عقیدے کی عدم موجودگی
میں قیام میلانہ شرک نہیں ہے مگر کیا اس سے بھی انکار کیا جاسکتا
ہے کہ صورۃ یہ شرک ہی کی طرف تشریف ہے اور عوام جب عالمہ و
ریش والے حضرات کو قیام کرتے دیکھیں گے تو نیت اور عقیدے
کی تقییش کے بغیر ہی وہ آپ سے آپ یہ گمان کریں گے کہ مسلم
پڑھتے ہی حضور تشریف لے آئے اس لئے کسی غیر حاضر ہستی کے
لئے قیام تنظیمی کا کوئی تصور ہی کہیں نہیں پایا جاتا تو سوچنا چاہئے
کہ حافظ صاحب یا کوئی اور نیز گواہ حضور کی تشریف آوری کا

سینیٹر صدیاں گزری وصال فرما چکا اس کی ولادت کا ذکر
کرتے اور اس پر سلام و درود ٹھیک ہوتے ہوئے ھٹرا ہو جانا چاہئے
اپنے جو جیسا فیض و با خرضخuss الگرمتذ کرہ ردا یات نے بطور
دلیل پیش کرتا ہے تو صریح بات ہے کہ وہ محقق میلانہ میں
حضور کی جسم اطمینانی تشریف آوری کا عقیدہ رکھتا ہے
چاہے اس عقیدے کو وہ صاف طور پر بیان نہ کرے اور
چاہے اس کا کوئی واضح تصویر بھی اس کے دائرة اور اس میں
 موجود نہ ہو ۔ ایسا نہ ہوتا تو دعوے اور دلیل کی اتنی واضح
بے تعلقی اس کی نظر سچپی نہ رہتی ۔

قابل صدر غور

الحمد للہ کہ حافظ صاحب نے دلیل و شہادت کی قسم سے
جو کچھ پیش کیا تھا اس کا جائزہ ہو رہا ۔ ایں ہم دیکھ سکتے ہیں
کہ ایک مستقیم غائب کے لئے نظری قیام کا استحسان تو کیا چاہر
تک حافظ صاحب کے پیش فرمودہ مواد سے متشرع ہیں ہوتا ۔
اپنے حضور کی نہنچیں تشریف آوری کا لیقین کر لیا جاتے تب یہ
مواد مخفی دہو سکتا ہے مگر اس لیقین کا اعتراف وہ نہیں کرتے
بلکہ فرماتے ہیں :-

”ہم کسی خاص عقیدے کے تحت قیام نہیں کرتے
یہ ہمارے لئے ایک ذوقی چیز ہے ۔“

بے شک انھوں نے درست کیا ہے ۔ ہمیں بھی لیکر
ہے کہ وہ مشرکانہ تصورات نہیں رکھ سکتے لیکن یہاں تو وہ بھی
جلستے ہیں کہ کسی کا ذاتی رحجان اور ذوق ایسے اعمال کے لئے
وہ جو اجاز نہیں بن سکتا جن کی وضع ہی میں شرک ہو، جو طبعاً
ہی شرک سے جڑے ہوتے ہوں ۔ جن کا حیری ہی شرک سے اٹھا ہو
کیا اپنیں معلوم نہیں کہ من تشبیہ بقوم فھومنہم (حضور)
نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشاہدہ اختیار کرتا ہے وہ
اسی میں سے ہے) مثا بہت اختیار کرنے کا تعلق ظاہر ہی
ہے نیت سے نہیں مسلمان شرک کے لفڑی نیت کے بغیر ہی چوڑی
رکھ لے، دھوئی پہن لے، قشقر لگا لے، زنار ڈال لے،
بٹ کی تعظیم کر گزارے تو عوام کفر و شرک کے بغیر بھی یہ افعال

ریہ اللہ کے حدود ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ) ایک اور آیت دیکھئے۔ اس میں کس طرح شرک و معصیت کے کناروں پر ڈیرہ ڈالنے والوں کا حال بیان فرمایا ہے:-

﴿فَمَنِ اسْتَسْعَى بِنِيَّاتِهِ
عَلَى تَقْوَىٰ وَمَنِ اللَّهُ
وَسِّعَ خَوَابَنَ حَبْرَ أَهْنَ
أَسَسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَاعَةِ
جُرُوفٍ هَامِرٍ فَإِنَّهَا سَرِيبَةٌ
فَوْنَىٰ رَاجِحَهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَدَ
يَعْدِي الْقَوْمَ الظَّلِيمِينَ
﴾ (التوبہ ۱۳۶)

+ + + + +

دیکھا آپ نے کس کمال بلافت سے اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ شاخ نازک پر آشیانہ بنتائے ہیں ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ العظمۃ اللہ جو شخص فی الواقع یہ صحیح ہے کہ شرک کس قدر خوناک غار ہے وہ اس غار کے پاس پھٹکنا بھی پسند نہ کرے گا۔ مگر جو لوگ اپنے ذوق و مذاق کی پیروی میں ہر دوسری شے کو نظر انداز کر سکتے ہیں ان کے ذہن و قلب میں خدا کا خوف اور شرک کی دہشت کوں اُستارے اور کیسے اٹالے۔

ایک بات اور سمجھئیے۔ قیام کو حامیاں قیام بھی زیادہ سے زیادہ تحسین و تحب قرار دیتے ہیں فرض وہ اجب ہیں۔ اس کے خلاف مانعین قیام اسے مبنی بر شرک کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے اکر قیام الگ نہ بھی کیا جائے تو حامیاں قیام ہی کے نقطہ نظر سے یہ گناہ کا ارتکاب نہ ہو گا کیونکہ تحسین و تحب کی تعریف ہی یہ ہے کہ اس کے کرنے میں تواب ہو مگر ترک میں عذاب ہو۔ اس کے بر عکس مانعین کے نقطہ نظر سے قیام کرنے میں شرک جیسی بدترین نایا کی سے ملوث ہونا پڑتا ہے۔ اب اس بحث کو ایک طرف رکھ دیجیے کہ کون درست کہتا ہے اور کون غلط۔ یہ تصور کر لیجئے کہ دونوں ہی فریق کے دعوے امکان غلط اور صحیح ہوئیں کہ

عقیدہ رکھنے کے باعث شرک حقیقی سنج ہی جاتیں تو کیا یہ صحت کچھ کم ہے کہ وہ قیام کے عوام کے ناقابلہ ذہنوں میں شرک کا نہ تصورات کی تحریر نہیں کر رہے ہیں۔ مشراب خانے میں بیٹھ کر کوئی شخص شرب روح افراد کا جام بھی پینے گا تو دیکھنے والے قدر یہی بھیں گے کہ وہ شراب پی رہا ہے۔

نیز یوں بھی سوچیے کہ جو چیز جتنی زیادہ خطرناک ضرر رسا اور ہولناک ہوتی ہے آدمی اتنا ہی زیادہ اس سے بچنے کی سعی کرتا ہے۔ کسی بھی میں ہلکا و یا بھیلی ہوئی ہو تو مختلط لوگ اس کے مضادات تک سے گزرنا پسند نہیں کرتے۔ آپ کا بچھہ کنوں کی من پر جڑھا بیٹھا ہو تو آپ ڈانت کر اسے اُستارے مگے کیونکہ اس کا کنوں میں گرا آپ کو پسند نہیں۔ نہ ہر بڑا میں کی شیشی کوئی بال پکوں والا اپنے ٹھوپیں نہیں رکھتا۔ طوائفوں کے محلے سے مددگر زناہی سیم الطبع حضرات کو ناگوار پہنچاتے ہے۔ یہ نظری بات ہے کہ ضرر تک پہنچنے والے ذراائع اور مبتکرنے والے مواقع سے بھی آدمی جتنی الوسع دُور بھاگتا ہے اور اسی نظرت کے مطابق مشرعت نے بھی سڑیاں ذریعہ کو اس حد تک اہمیت دی ہے کہ ایک فعل حرام سے دور رکھنے کی خاطر متعدد ان امور کو بھی حرام قرار دیا جو بھائے خود حرام نہیں کے باوجود فعل حرام تک پہنچانے کا قوی ذریعہ بننے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

اب کیا یہ بتانے کی بھی ضرورت ہے کہ شرک کفر سے زارہ ہولناک ضرر رساں اور ملعون چیزوں میں کے نئے کوئی نہیں انشاء اللہ عزوجل جل جلالہ عزوجل حرام اللہ علیہ الرحمۃ الرحمۃ دمما وله المتأمر وجو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے اسپر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ملکا نادوزخ ہے۔ تو حافظ صاحب یا کوئی اور شخص اگر قیام کرتے ہوئے مشرکا نہ عقائد سے بچا ہوا بھی ہے تو ہر حال اس میں کوئی شرہ نہیں ہے کہ وہ شرک کی بالکل سرحد پر کھڑا ہے اور شرک کی بجائست وجاہت کا اسے کوئی جاندار احساس نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعین فرمودہ حودود کو توڑنے ہی بسچنے نہیں کیا، بلکہ ان کے پاس پھٹکنے کوئی منع کیا ہے۔ تلک حُدُود اللہ لا تقریب و حُدُود اللہ

تھا قاب کئے جاتے ہیں تو وہ صرف اس لئے کہ جو لوگ ابھی پوری طرح گرفتار بلائیں ہوئے ہیں وہ اُلٹے پروں لوٹ آئیں ورنہ جو لوگ بذعت و معصیت کو بطور سرمایہ اختیار کر چکے ہیں ان کی اصلاح اور پورے معاشرے کی تحریر تو صرف اُسی دعوت کی کامیابی پر خصہ ہے جسے دعوت اقامت دین کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ قیم پر چلنے کی توفیق دے اور نفس امارہ کی دار و گیرے بجاتے۔

سَرِّيْتَ أَمْنًا فَلَبَّيْنَا مَسَمَ
الشَّعْدَيْنَ وَمَالَنَادَتْهُ وَهُوَ
يَا لَنْتَرْ وَمَأْحَاجَأَ نَاهِنَ الْحَنْ
وَنَظَمَمَ أَنْ يَدْخُلَنَا شَبَّيْنَا
مَمَ الْقُوَّرِ الصَّلَحَيْنَ۔
(المائدة ع ۱۱)

+ + + + +

رکھتے ہیں۔ دونوں ہی طرف اہل علم ہیں اور دونوں ہی کے پاس دلائل ہیں۔

تو اس صورت حال میں انصاف کیجئے کہ ایک محتاط اور خدا ترس آدمی کا کیا فیصلہ پوناچا ہے۔ آیا قام کی کے شرک کا خطرہ مولے یا قائم چھپڑ کی حضن ترک تسبب کا نقصان اٹھائے ہے یہ سوال ایک مشین سے خوب واضح ہوگا۔ فرض کیجئے ایک کنوں کے پانی کے باسے میں اطباء کے مابین دو راتیں پائی جاتی ہیں کچھ اطباء یہ کہتے ہیں کہ یہ پانی اعصاب کی تقویت دیتا ہے اور بچھ اطباء یہ کہتے ہیں کہ اس پانی سے گورھ اور دلق جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اب ایمانداری سے فیصلہ کر جئے کہ سمجھداروں کے لئے اس پانی کا دینا اچھا ہے یا نہ دینا۔ ہمارا تو پختہ خیال ہی ہے کہ ایسے پانی کو ہرگز استعمال شکرنا چاہیے کیونکہ اگر تو خدا الذکر اطباء کا خیال درست ہوا تو نہیں کیسر بسیار بد جائے گی اور اگر اول الذکر اطباء کی راستے درست ہوئی تو ہم کوئی نقصان نہ پہنچے کا کیونکہ اعصاب کی تقویت کے لئے اور سیکڑوں غذا تین اور دو راتیں استعمال کی جاسکتی ہیں۔ یا نہ بھی کی جائیں تو بغیر اس کے بھی زندگی کی راحتیوں میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ الحص ادنی سے فاترے کی موہوم امید میں بہت بڑے اخطرہ مول لینا کسی ہوشمند کے خردیک درست نہیں ہاں بہت بڑے نقصان کے ڈر سے ادنی فاترے کو نظر انداز کر دینا ہمیشہ معقول سمجھا گیا ہے۔ حق یہ ہے کہ میلاد اور قیام جیسے امور ہرگز ہرگز کوئی شرعی حصل نہیں رکھتے مگر شیطان تی و سیسا کاری سے وہ رواج و رسم کا درجہ حاصل کر گئے ہیں۔ رواج و رسم کا معاملہ یہ ہے کہ مضبوط سے مضبوط دلیلیں بھی ان سے ٹکر کر کاغذ اش المبتوث ہو جاتی ہیں۔ کہاں کا قرآن، کیسی حدیث ایک جمل نہ لٹکے تو پھر کوئی استدلال اسے نیچا نہیں دکھا سکتا۔

حافظ امام نگری صاحب کو جب کوئی نوع کے دلائل میلاد و قیام پر فرام ہوتے ہیں اسی نوع کے بے شمار دلائل اُن تمام افعال و عقائد کے لئے بھی موجود ہیں جن کے ممنوع و حرام ہونے میں خود حافظ صاحب کو کبھی شک نہیں لیکن کس کی مجال ہے جو علمی دلائل سے بذعت و معصیت کے اہرام ڈھا سکے۔ ہم جو برابر باطل کا

مقالات شیخ الحنفی دھی کی حقیقت اور ایمان و دیانت کے باہمی ربط پر ایمان افراد و حفظ شور مفسر قرآن مولانا محمود الحسن شیخ الحنفی کے فلم سے۔ ایک روپیہ۔
عقبات اخلاقی موضوعات اور علمی تصورات پر مشتمل اسلامی علیین شیخین کی مشہور کتاب۔ ترجمہ از مولانا ناظر احسن گیلانی۔ سارٹھی دش رونے پر۔

حیات اولم ذخیر الحدیثین مولانا اوز شاہ صاحبیت کا مفصل ذکر تذکرہ۔ آپ کے علمی کمالات کا نقشہ جیل۔ چار روپے
محاسن اسلام اسلام کی خوبیوں پر مولانا اشرف علیؒ کی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ کتاب علماء میں ذکر کرہ علماء ہند کے ذکر و میان پر مشتمل ہے۔ جامع، ضمیم و فکر انگریز۔ مجلد پندرہ روپے۔

مکتبہ تحریکی دیوبند (لیپی)

موسم سرما کا طاقت فرناشتہ

بیوں جب پیدا

یہ وقت بخش میوں اور معموقی مفردات کا خوش فنا نظر طاقت و مرکب ہے۔ گردہ۔ مثانہ۔ دل۔ دماغ۔ جگہ۔ معده اور اعصاب کے قوت پہنچاتا ہے۔ کمر کے درد اور گردوں کی کمزوری رفع کرتا ہے۔ بین میں شیطانی طاقت۔ نیا بوش اور ولہ پیدا کرتا ہے۔ یہ قسم کی کمزوری اس کے استعمال سے درہ بوجاتی ہے۔ جائزوں کے موسم کا اعلیٰ درجہ کا ناشتہ ہے۔ اس کا استعمال دوسری معموقی دواوں سے لے نیا کمر دیتا ہے۔ صرف مردوں کے استعمال کے لئے ہے۔ عورتوں اور بچوں کو نہیں دیا جاتا۔ بیٹن توہ کا پینگ سائٹ روپے پھرپتہ نئے پیسے۔ دش توہ کا پینگ چار روپے پچاس نئے پیسے۔ حصول ڈاک اسی میں شامل ہے۔

هر انہا امراض سے چھٹا راپا نے اور بگر بھی صحبت سنوارنے کے لئے محافظت باب اور نسوانی امراض و بچوں کی صحبت کے متعلق کتاب اُمیں خواتین مفت منگا کر بڑھیے

غذا ایمت بخش جنیل ٹائک تووانی

دور حاضر کا ایک ایسا ٹائک ہے جو بیک وقت امراض کو رفع کرنے کے لئے دوا کا کام بھی کرتا ہے اور جسم کو غذا ایمت بخشتال ہے۔ اس کے اجزاء معده، جگہ، دل، دماغ اور اعصاب کو قوت پہنچاتے ہیں۔ اور ان کے فعل کو درست رکھتے ہیں۔ اس کے استعمال سے جسم کو مناسب غذا ایمت ملتی ہے۔ احبابت (شمی) اکھل کر بوجاتی ہے۔ آنتی صاف رہتی ہیں۔ تنفس و سوٹ اور سستی دور ہو کر جھپٹی اور توانی پیدا ہو جاتی ہے۔ صحت تذبذبی کی بُنیادی باتیں دو ہیں۔

(۱) غذا ایمت بخش اجزاء کا، ہضم ہو جانا۔

(۲) فاضل مادہ کا اسانی سے اخراج۔

بیٹن توہ کا پینگ مع حصول تین روپے پچاس نئے پیسے سائٹ توہ کا پینگ مع حصول دش روپے

معده، جگہ اور آنتوں کی خرابیوں کیلئے

مقبر دوا

جو ارش سبنال الطیب و مکر

جو ارش سبنال الطیب معدہ، جگہ اور آنتوں کو قوت پہنچا کر ان کی خرابیوں کو دور کرنی اور ان کے افعال درست کرنے ہے۔ اعصاب کو قوت پہنچاتی ہے۔ پیشاپ کی زیادتی۔ دامنی نزلہ کمر، پست ٹلیوں اور جوڑوں کے درد۔ ریاح با سوری اور بگر بھی امراض میں نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے ہر عمر میں یکساں مفید ہے۔

بیٹن توہ کا پینگ چروپے پچیس نئے پیسے

دش توہ کا پینگ تین روپے ستاسی نئے پیسے

محصول ڈاک ان ہی قیمتوں میں شامل ہے۔

زبر کیری یونانی داخانہ، امر وہیہ ضمیم مراد آباد (یوپی)

مستقل عنوان

لائين العرب مکي

مسجد مسناز تک

کہاں کی چوٹ کہاں جا کے رنگ لائی ہے

”الحمد لله ربہ وجہ خیرت سے ہوں اور آنحضرت کی خیرت خداوندو
عالم سے نیک مطلوب“

میرا خفہ دلان تک پورا ہوا تھا مگر یہاں پہنچ کر میں کچھ چکرا سا
گیا۔ بات یہ سمجھی کہ جس تخت پر وہ اٹھ کر آئی تھیں اسی پر سینے
پر دنے کا باکھڑا بمالک نہیں تھا بلکہ کسی کتابیں بے ترتیب پڑی تھیں
ادان کے ارد گرد کاغذ کی کترنوں اور تراشون کا غیر معمولی سا بکھراو
نفر آرہا تھا۔ پاس ہی گونبد داتی اور قصیٰ عجمی موجود سمجھی۔ میں نے
یہ تاویل کرنے کی کوشش کی کہ میں میں نے لگے اور دامن وغیرہ کے
لئے نئے ڈران کے کاغذی فرے بنائے جا رہے ہوں گے یا
پھر ہسائیں کی عزیزیا کی پاکی بتانے کا پلان ہو گا مگر دفعہ مسیری
آنکھوں کے ۲ گے تارے نامع گئے آنکھوں کے آگے تارے جامروکی
نادلوں میں تو اس وقت ناچلتے ہیں جب تک کہیں گدری پر پستول
کا دستہ رسید کرتا ہے لیکن مجھ پر حملہ سامنے سے ہوا تھا اور جھاؤ
تھے وہ کاغذ کے تراشے جو تخت پر پھیلے نظر آ رہے تھے۔

خیرت، طیش اور صدے کے ناگہانی جھوپچال میں کئی شانیہ
تو ہیں آنکھیں اور سخندوں پھیلائے دم بخود کھڑا رہا پھر دل کو یہ
تاویل کر کے تسلی دی کہ ہونہ پوری میں جو کوئی آنکھ میں گرا تھا
اس نے بیانیں میں کوئی شکنیکیں خلی ذالدیا ہے ورنہ یہ کیسے مکن
ہے کہ جو کچھ سامنے نفر آرہا ہے وہ ہی پوجی الحیثیت وہ انفل
آرہا ہے۔

نهایت چیزی سے ہتمیلیاں آنکھیں رگڑتے کے لئے بلند
کیں اور یہ بھی سخنرہ رہا کہ وہاں تو چشمہ پڑھا ہوا ہے۔ مژہ
اس پوکھلا ہٹ کا اس کے سوا کیا نکلتا کہ چشمہ تو در جاگرا

درگاہ گھوڑے شاہ کا عوں اس سال بڑا کامیاب رہا۔ گرو
اور پونڈ کے علاوہ اب کی اجری شریعت کی طرف سمجھی وجہ دو زنان غافل
اویسا، آئی تھیں کہ درگاہ کے سارے بوڑھے جوان ہو گئے۔ جو ہے
کہ اس درگاہ کے ریشاڑ سجادے صاحبِ صحن کی عرض کا نوے
سے کم نہیں رہی ہوگی بارہ میں سے پانچیں ہیں چل کر آئے تھے۔ پیری
اور شباب کا ایسا ایسا شاندار تضاد ہے اس شیر و شکر لفڑیا کہ فدوی تو دل
و جان سے اجتماع صدین کا قائل ہو گیا۔

خیریقدور تو نیق کب فیض کر کے میں پانچوں روز گھر و نما تو
کیا دیکھتا ہوں کہ ملائیں دلان دا لے تخت پر تشریف فرمائیں اور
قصیٰ سے کچھ کاٹ چھانٹ رہی ہیں۔ اچھیں میں اتنا ہی معلوم تھا کہ
میں کچھ دلوں سے امر و دا اور پیچتے کا پونڈ رکھا کر سبب پیدا کرنے کی
نکارشنا ہوں اور اسی مسلمان میں نکنیکل معلومات حاصل کرنے
گور کھپور گیا ہوں ابتداء وہ بہت بیکاری تھیں کہ یہ کیا مرافق تم پر
سوار ہے مگر میں نے انھیں لیقین دلایا تھا کہ اگر میں کامیاب ہو گیا تو
ساری دنیا میں دھوم مجع جائے گی اور پھر انھیں تو سے جیٹے سے
اور مجھے نکم گھستے سے بخات مل جائے گی۔

چلتے وقت انھوں نے کہا تھا۔ مجھے لیقین ہی آپسے گور کھپور
نہیں جلد ہے۔ خیر کھی بھی جائیں زیادہ دن نہ رکا یہے گا۔
”تو یہ کرو۔ کل یا پرسوں یہیں دیکھ لینا۔“

اب پانچوں روز گھر میں داخل ہوتے ہوئے میرے قدم پر جعل
ہو رہے تھے مجھے داخل ہونا دیکھ کر وہ اپنی داعی عادت کے مقابل
سکراتی بولی اٹھیں اور میرے ہاتھ سے سوٹ کیں لیتے ہوئے خیرو
عافیت پوچھی۔

کافی نہ تھا اور اس کی خاص تاریخی ایمیت یہ تھی کہ صوفی صاحب جن دن اسے کچھ احمد کتابوں کے ساتھ روزہ دی میں فروخت کرنے کے لئے اپنے صاحبزادے کے ہاتھ موبہن حلوا نی کی دکان پر بیٹھ گوار ہے تھے ٹھیک اسی دن چین نے تبت پر قبضہ کر لیا تھا اور ٹھیک اسی دن دلگنی یہ کی درگاہ کے بڑے سجادے صاحب نے سیدھوں محسن لو ہے دلگنی کو خلافت عطا کی تھی۔

۶۰۔ مجھے پتاً وہ ہب کیا ہے، میں نے ملائیں کو جھنجھڑا۔

”پائے اللہ عز و جل نو تھوکیئے۔ آپ تو کہا کرتے ہیں جب تک کسی
معاملہ کی تہمکن پہنچ جاؤ را نے ہرگز مت قائم کر دے
”رائے اور معاملہ سب سمجھے جہنم میں میں پا گھل ہو جاؤں گا
نہیں تو جلدی سے بتاؤ یہ یہ یہ یہ میرے خدا اس
حکمت کو کتن لفظوں سے تعمیر کروں یہ۔“

”اپ خوا نخوا پریشان ہوتے ہیں ذرا فیش کم کیجئے میں شاری بات
تباوں کی تو اپ خوش ہو جاویں گے یہ

میں چکر گایا۔ — کہیں سچ بھج تو اندھ کی بندی کا دماغ

خراب ہیں پوچھا۔ اندرازہ کیجئے تھے بچوں کی طرح
میری قیمتی کتابیں کاٹ چھانٹ رہی ہے اور ہمیں سے کہتم خوش
ہو جاؤ گے۔ میں نے بڑی تشویش کے ساتھ بدترنیعیب کی زانگوں میں
دیوانگی کی علامات دھونڈنے کی سی بلجنگ کی توپر امان کیہے ارشاد ہے
”آب اول ٹھوکھو محمر کا دنگوں سے میرے“

”آپ یوں گھوڑوں مجھے کیا دیکھ رہے ہیں۔“
”پھر کیا کروں۔ تمہیں پاگل خانے پیچھے سے پہنچ کیا جی بھر کر
دیکھ جی شہ نوں یا۔“

” خدا سچے آپ مردہ سے۔ دو تین دن کہک پا چویں دن تشریف
لائے ہیں اور بجا نے نادم ہونے کے اثناء سچے پاگی عذر ہے ہیں یا ”
” اف فہ تاخیر کے جرم میں میری کھوپڑی پر چنکنی ہار دو گریب
..... یہ“ میں نے ہشتر پائی انداز میں سخت کی طرف اسلئے کیا۔

”سماستیا کچھ نہیں غصہ کرنے میں پیش پیش ہیں؟“

”اب کیا درہ ہے سننے کو۔ اتنی قیمتی کتابیں تم نے بر باد کر دیں۔
سناؤ کیا سنا تھا اتنی بوجے“

۱۰ آپ ہی تے تو کہا تھا کہ مولانا اشرف علی صاحب کا یہستی زیور

پڑھا کر دادراں میں جو کچھ لکھا ہے اسے پختگی کیسے سمجھو۔

اہدوہ کافی ہاتھ میں آگئی جسے پچھلے ہفتہ آل بن سے انکایا تھا۔ آل بن کی نوک الگ مزادے گئی۔

ملائک نے بڑی سعادت مندی سے جھپٹ کر چشمہ انٹھایا
اور مشقا نہ ترم کے ساتھ کہنے لگیں۔

”میں تو آپ سے اُسی روز کہہ رہی تھی کہ اسے بازار میں درست کرایتے ہیں آپن سے بھی کہانیاں جڑاتی ہیں۔“

میرے بھیجے سے ان کے انفاظ مکارا نے مگر مفہوم گرفت
میں نہ آ سکا۔ مفہوم کو گرفت میں لینے والا پر زہ تو اس وقت
بہتر تن اس گفتگی کو سلیجا تے میں معروف تھا کہ تخت پر جو کچھ
نظر آ رہا ہے کیا بچھ جو دی ہی ہے جو نظر آ رہا ہے اگر دی ہی ہے
ذ میں کیا وہ سے بھی پہلے خود کشی کر کے مانن کو طلاق دینی چاہئے
یا پہلے طلاق دیکر اپنے سرمیں اینٹ مار لینی چاہئے۔

” یہ یہ کیا ہے؟ ” میں سعدے اور پھیپھڑے کی مشترک قوت سے ہلگا میری شہادت کی انگلی تخت کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔

”کیا کسی سے لڑ کر آئے ہیں“ ملائیں کی مکنا کے دارا فان
بڑی طاقتیت سے بلند ہوئی ”ذرادم“ مجھے میں چائے بنانے کے
لوقت ہوں؟“

چاہئے گی، جنم میں ت تم نے شراب پینی تو ہمیں شروع کر دیا۔
اپنی کی لائی ہوئی سسکاراپی رہی ہوں اگر اس میں شراب ملی
ہوئی ہوتی ہے تو اس کی ذمہ داری آپ پر ہو گی یا پھر بدالوں پر
میں نے کافی انگلیوں سے تخت پر سے ایک درق اٹھا
جس نیں جوڑوں پر مشتعل تھا میرے خلایہ سچ مجھ اصلاح التیر ہی کا درق
تھا ————— دو صبح اس تیر جس کے پہلے ایڈیشن کا انسنی
میں اس بجا نئے کئی مشکلوں سے آزاد لا تیر کری سے چاکرا لایا تھا
بہترین کاغذ، لاجاب چھپائی۔

فردا ہی انکار ایک اور در حق پر گھنی جو سیرت النبیؐ سے تراش کیا گیا تھا یہ بھی سامنے نہیں مٹا بلکہ دو مختلف در قوں کو کاٹ کر یا ہم دگر جوڑ لئے گئے تھے۔ یہ سیرت النبی علامہ شبیل والی عینی جسے میں لے جو فی بندال الامیؒ سے نوازتے میں خرید احتراں نواز لوں کی کوئی حیثیت نہ سمجھ سکیں یہ شخص سے پہلے پیدائش دن الافتسم اعلیٰ

میرے چھے کا حشر تو آپ دیکھ ہی چکے بغیر چھے کے میں نے خدمت کو "خدمت" کہا۔ ملائی نے تو کہا۔

"مولانا مودودی کی خدمت میں ہمیں خدمت میں"

"کیا ذرق پڑتا ہے" میں نے ڈھنائی سے کہا "مجھے یقین ہے اس میں مولانا مودودی کی تعریف نہیں کی گئی ہو گئی۔ لاؤ ایک پن انکا کمر چشمہ مجھے دیدو۔"

پن تو فوری طور پر ہمیں ملا۔ انھوں نے کلام توارے کے تارے کے چشم کر رہیں تھی کردی۔ آپ میں نے بہت طور سے ان خالم سطروں کا مطالعہ کیا جن کی جھونک میں میری یقینی کتابوں پر دیا آیا تھا۔ مولانا دریا بادی نے پہلے تو مولانا مودودی کی تقریر کا مندرجہ ذیل لکھا۔

"اگر اسلام کے ساتھ منافقت اور جمہوریت کے ساتھ

ذائق کا طرز عمل ختم نہ کیا گیا۔ تو پاکستان کا وجود یا تو ہمیں رہے گا۔ ار انور بر شہر میں مارشل لاکی کوئی وجہ جواز موجود نہ تھی۔ اس مارشل لانے ساری قوم میں بزرگی پست تھی۔ مایوسی۔ خوشاب پسندی اور ملک کے معاملات سے بے پرواہی کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ ساری دنیا میں چار کا آبر و ختم ہو چکی ہے جمہوری ملک کے اندر ہمارا اثر نہ فراز پاکل ختم ہو گیا ہے.... دس کروڑ مسلمانوں نے حصوں پاکستان کے لئے جدوجہد اس غرض سے ہمیں کی تھی۔ کہ یہ ملک چند آدمیوں کی جاگیریں جائے یا چند خاندان اس ملک کے ٹھیکیں اور اسی ملک کے معاملات سے توم کو بے دخل کر دیا جائے اور ایک آدمی اس پر تابیض ہو جائے۔"

پھر اس پر یہ رائے زندی فرمائی گئی تھی۔

"تقریریں معاملات و مسائل پر جو رائے زندی کی گئی ہے۔ اس کی محنت یا غلطی سے یہاں مطلقاً بحث نہیں۔ سوال صرف اتنا ہے کہ یہ ساری تقریر اور اس قسم کی دوسری تقریریں اور بیانات جو مولانا کے تکمیل اور زیان سے آج کل ہر روز شائع ہو رہے ہیں

"پھر؟" میں بہوت پوکر بڑھا یا۔

"اوہ یہ بھی آپ ہی نے کہا تھا کہ مولانا عبدالماجد دریا بادی دیے تو بہت بڑے عالم ہیں ہی۔ مگر جب سے وہ مولانا اشرف علی صاحب سے بیویت ہو گئے ہیں ان کا درجہ بھی ہم مقلدین کے حق میں امام کر کم نہیں رہا۔"

"یاں ہاں کہا ہو گا..... اس وقت ان یہ تکی باتوں کا کیا موقع ہے؟"

"یہ تکی کیوں۔ بات تو ساری اسی میں ہے۔"

"یعنی؟" میں جھلایا

"جھلائیے مت۔ یاد کیجئے ایک دفعہ میں صدق جدید کی ایک تحریر پر کچھ اختلاف ظاہر کر رہی تھی تو آپ نے کتنے شدید سے کہا تھا کہ جذردار مولانا دریا بادی کی رائے میں بھی شک خدا کرنے ورنہ کافر ہو کر مردگی۔"

"استغفار الشتر" کہا تھا پاپا سب کچھ کہا تھا۔ میں تو صح سے شام تک جانے کیا کیا کہنا ہوں مگر..... مگر....."

"مگر مگر کچھ نہیں۔ آپ تو تاذکھار ہے ہیں۔ تاؤ میں عجلہ کیا بات کچھ میں آتی ہے۔"

"رحم..... یا نو، بیگم، رافی رحم..... اس میں اپنالگا اپنے پانہ سے گونٹ کر جنگلوں چڑھ جاؤں گا۔"

"نوج چڑھے جنگلوں،" انھوں نے نہایت اھمیت اھمیت سے کہا "میٹھری میں چائے لاتی ہوں۔"

"چلو چائے بھی لاؤ..... اور ہاں انڈا انڈا بھی کچھ ہو تو۔۔۔ طے ہے کہ دوہارو ہے کہا تھا ہے۔ چائے اور انڈے کی مشترک کے گردی نے بیری آتش غصب کو خاص حد تک فرو کیا۔ پھر ملائیں الماری میں سے ایک خبار اٹھا کر لائیں جو صدق جدید کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہ کہنے لگیں۔"

"پوری بات آپ تب بھیں گے جب اسے پڑھ لیں۔"

یہ ہر نومبر ۱۹۷۲ کا صدق جدید تھا اس کا صفحہ ۳ کھول کر انھوں نے میرے ۲ گے رکھا۔ مولانا دریا بادی مولانا ایک بیغلی عنوان دیکر کوئی بڑھن کرتے ہیں پھر اس پر چھوٹی ہوئی رائے زندی درمانتے ہیں اس صفحے کے جس عنوان پر ملائی نے انگلی رکھی تھی دوہرے تھا۔

مولانا مودودی کی خدمت میں

”پتا نہیں..... بھیسا اور خود آپ بھی کبھی کبھی یہ کیوں کہتے رہے ہیں کہ دین اور سیاست الگ الگ نہیں ہیں“

”ہم دوں یوں بھک مارتے ہیں یعنی میرا مطلب یہ ہے کہ پڑے دین و سیاست الگ الگ شہروں مکر عالم اور سیاست داں کی کُرسی الگ الگ ہونی چاہئے حاکموں کا کوئی اقام قوم میں یزد لی پیدا کرتا ہے یا پسٹ ہتھی اور جہوریت کو فروغ ملتا ہے یا آمریت کو ان سیاسی مکامات سے علیاء و مصلحین کا کام اسطورہ“

”واقتی نہ ہوگا“ ملائیں سے انتہائی سعادت مندی سے کہا۔ اچھا یہ تو پتا ہے سیاست کہتے کسے ہیں؟

”ہائیں سیاست..... یعنی کوئی سیاست..... اور یہ بھی سیاست
کے تو یہ ایک ہی معنی ہے یعنی کوئی سیاست..... استغفار اللہ تیرتھاری
جمالت نے توحد کر دی“

” خیر یہ بتائیے مختلف قوموں کے صلح اور جگہ کرنا، معاہدگاری، فوجیں لڑانا
یہ سارے کام علماء دین کے ہیں یا سیاست دانوں کے؟ ”
” بڑی بے خبر ہو۔ نیک سخت علماء و مصلحاء کا ان مکروہ بات دنیا دی
سے کیا تعلق یہ سب کام حکام و قوت کی صوابدید سے ہوتے ہیں
اور حکام و قوت ظاہر ہے سیاست ہی کی روشنی میں کام کرتے ہیں
وہ سیاست نہ چانیں تو قوم دیلک کا سلفہ اٹھائے ۴۶

”بن ٹھیک ہے“ ملائیں نے اٹھیاں کا طویل سانس لے کر
کہا۔ اب آپ کو یہ سمجھتے میں دشواری نہ ہونی چاہئے کہ میں کتابوں
میں تراش خراش کیوں کر رہی ہوں ۴

بھی پر دفعتہ بھلی سی گئی۔ بیس تو بھول ہی گئی تھا کہ لفٹنگ کیوں اور کہاں سے شروع ہوئی تھی۔ ان کے انفاظ تیرشیم کش بنکر کھوپڑی میں پڑھ گئے۔

”تُو..... یعنی۔ کیا مطلب ہے تھا را؟“
”سب سے پہلے میں سیرت کی کتابوں کو درست کر دیں گی اس

بے پریسیاں یہ رکھتے رہیں ویراستیں اپنے کو مل دیں۔ میری پیشوں نے ذہیر کے ذہیر ایسے احوال د کو انکت اور واتفاقات و حادث بھر دئیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے رسولؐ یعنی خدا خواستہ بہت بڑے سیاست داں تھے۔ کہیں سیاسی معاہدہ دی کا ذکر ہے۔ کہیں فوجی نقل و حرکت ہو رہی ہے کہیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ حضورؐ نے

مرتا سر سیاسی ہے یاد ہی ۲ اور اگر یہ تقریبیں سیاسی نہیں تو آخر پھر کون سی تقریبیں سیاسی ہوتی ہیں؟ مولانا اپنا موضع سخت گرفت ان قوانین تک محدود رکھتے جو بارہ راست احکام دین میں مدد خلقت کرتے ہیں دن خلاج دید عالمی قوانین) جب تو یہ بات ایک عالم دین کے بالکل شایان شان رہتی۔ یکن جب تقریبیں بارش لاجهوریت اور اس کے تقاضے اور ایک عالم دین کے درمیان سیاسی لیڈر اور ایک محترم عالم دین کے درمیان فرق ہی کیا رہ جاتا ہے دا اور اخبار دا لوں نے ہمی شاید یہی بھائپ کرنالا اور فلاں سیاسی لیڈر کے طرح مولانا کی بھی تسویریں ہر روز بھاپنا شروع کر دیا ہیں اور بھراں کی ذات اس گندگی سے کیسے محفوظ رہ سکتی ہے جو ساری سیاسی پارٹیاں ایک دوسرے پر اچھاتی ہی رہتی ہیں اسے مشورہ دان کے کسی مخالف نکتہ چین کی طرف سے نہیں، ایک ہمدرد و ہو اخواہ کی طرف سے پیش ہو رہا ہے۔ کیا اچھا ہو کہ اس رہنمی میں دا اپنی روشن پر نظر شانی گو ادا فرمائیں۔

کتنا چاہلا ریا کر کے اپنے بھوکو بھول ہی گیا
کہ اس وقت مطالعہ کا مقصد مولانا دریا بادی کو داد دینا نہیں بلکہ
معمر غیر فلاح کا چلیا ای اشارہ حل کرنا مقصود ہے۔

”دیکھا تھا نے بیگم سنتے چجے تھے خیالات ہیں“ میں نے لہک کر
عرض کیا ”ایک دیپی قائد اور سیاست میں بھلا کیا جوڑ۔ مولانا احمد دی^ب
شاید سُخینا گئے ہیں“

”ام سے تربیت ہوتا ہے“
 ”ہوتا ہے نا“ میں خوش ہو کر چہکا یہ تو مسلمانات میں سے
 ہے کہ علامائے دین کو صرف فقہی سائل اور احکام دین کی سروکار
 رکھنا چاہیے۔ سیاست میں مانگ نہیں اڑانی چاہیے“

سچی ہوں۔ جگ کا سر اپ نے خود ہی بتا رہا ہے کہ سیاست دافع
کے ہاتھ میں ہوا کرتا ہے۔“
”میں کرو خدا کے لئے.... میں اب پاگل کتنے کی طرح بھونکنا
شروع کر دوں گا....“

”غصے کی کیا بات ہے۔ سیاست کے چکر میں تو کیا ہمارے
شیخ الہند اور کیا ہمارے مولانا اسماعیل شہید اور کیا مولانا محمد علی
جوہر اور کیا خلافت بیٹی اے علماء بھی تھے اور خدا جانتے
کن سرچہروں نے پاک گھر یا یہ کہ اللہ کے رسول کی سیاست
و فن کرنے سے پہلے ہی حضرت ابو یکبر اور حضرت عفر قیام خلافت
کی خاطر سقیفہ بنی ساعدة دوڑے چلے گئے تھے۔ نوج ایسا ہوا ہو
یہ اتنے بڑے بڑے صحاہیوں کو سیاست داں باور کرنے والے
و اقتات ضرور ان عجی سازش بازوں نے گھرے ہیں جن کا سراغ
خدا خدا کر کے اب سکیکوں برس بعد مولانا غلام احمد پوریز نے لگایا
ہے۔“

”اپ میرے خدا تم خودت ہو یا..... یا.....“

”چڑیں۔ کہیے تاچپ کیوں ہو گئے۔ آپ کی توانادت ہے کہ جب
جواب ہمیں بنتا تو طراہ و کھانے لگتے ہیں۔“

”گھوٹ د میرا گلا۔ چا جاؤ میری ٹھیاں۔“ تم بات کو سمجھتی ہو
ہمیں زبان چلانے جاتی ہو۔ دکھاؤ سیرت النبی یا صدیقہ سارے
حضور نے مارشل لا اور جہوریت اور امریکہ و چین کا ذکر کیا ہے۔“
”ارے وَا— آپ دکھائیے قرآن و حدیث۔ اللہ رسول نے
روزے سے اور نماز کا ذکر کیا ہے۔“

”پاگل ہو گئی ہو۔ یہ جگہ جگہ صوم و صلوٰۃ کا ذکر ہمیں نظر نہیں آتا۔“
”گفتگو المذاہک میں ہے۔ روزے سے اور نماز کے انفاظ دکھلائیے۔“
”یہ بھی کوئی بات ہوئی۔“

”پھر مارشل لا اور جہوریت وغیرہ الفاظ کا مطالبہ آپ نے کیوں
کیا۔ یہ تو فقط انفاظ ہیں جو اتفاقی کے اعتبار سے کیا سیاسی اور کری
او عربی و اجتماعی معاملات و مسائل کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں
ہوتا۔ امریکہ اور چین وغیرہ کی جگہ دن و ناس اور جہوریت کی جگہ
شاورہ ہم فی الا هر اور مارشل کی جگہ والله لا يحب الظالمین
سے منزی کیا نیت میں کیا فرق پڑتا ہے کیا قرآن اور حدیث میں

فلان شادی اس مصلحت سے کی۔ کہیں سیاسی منفاذات کی بیاناد
پر صلحنا میں ترتیب، یعنیے جا رہے ہیں کہیں مال فضیلت کی تقسیم
نک میں سیاسی نژادتوں کا لحاظ رکھا جا رہا ہے گویا ستر پرے
دور اللہ کا رسول ایک سیاسی لیڈر بھی تھا۔“

”کا فرد اکفر زبان بند کر دے“ میں حلق کے بیل دہارا۔ واقعہ یہ ہے
کہ ان کی لفڑی میرے پیشے پر گھونے بن کر بر سی تھی ”تم اللہ
کے رسول کی توہین کو رہی ہو۔“

”ہیئت کھانے توہین کرنے والوں کو“ وہ تنک کر لوئیں“ یہ
خوب رہی نیکی بریاد گناہ لازم۔ آپ ابھی تو زرشور سے یہ فیاض ہے
تھے کہ عالم دین اور سیاست کے درمیان کوئی ربط نہیں۔ تو قابو
ہے کہ دو میں سے ایک بات مانند پڑ گئی یا تو یہ مانیے کہ پیارے
بنی عالم دین نہیں تھے یا یہ مانیے کہ ان کے اسوہ حسنہ میں سیاسی
اور عسکری قوی کے معاملات و مشاغل کسی دشمن اسلام نے
گھوڑا کر شامل کر دئے ہیں۔“

”اے اسطو کی خالہ..... تم اتنا بھی نہیں سمجھتیں کہ عالم دین
اصطلاح سے کہتے ہیں جس سے کسی مدرسے سے باقاعدہ سند
حاجصل کی ہو۔“

”سند تو مولانا مودودی نے بھی حاصل نہیں کی۔.... مگر اف.....
کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ چونکہ اللہ کے رسول نے کسی مدرسے سے
سند.....“

”اخ..... بند کرو زبان۔“ میں مرد دمہاری چھر پر بیٹھ جانے
کیا بیک گیا۔.... کون کا فرزبے جو کہتا ہے کہ حضور عالم دین نہیں تھا۔“
”خیلاب توہین یہی کا دخیرا خامدے، ہی ہوں کہ سیاست کے اجراء
کو کتاب سے تراشوں اور بالکل اصلی سیرت ترتیب دوں۔“
”تم بھی پاگل بنا دو گی۔.... تم کسی دن میرا گلا کاٹ کر پاؤں
کے انگوٹھے میں جڑو دو گی۔ یا معبود اس طرح تو تمیری ساری
کتابیں بر باد کر دو گی۔“

”خود کروں گی“ انھوں نے تو کی بہتر کی جواب دیا۔“ کوئی صحابی ہو
یا تائبی، مجدد ہو یا امام ہیں ہر ایک کے ذذکر سے سیاست کا
نہر الگ کر دیں گی۔“ میں تو بخاری اور مسلم کو بھی کاٹوں گی۔“
آئے بھئے عربی مگر کتاب المغاشری جیسے عنوان تو بھجھے ہی

کی حرمت دکھلائیے۔“

”قرآن انگریزی میں ہیں ہیں ہے۔“

”تمارشل لا اور پارلیمنٹ بھی عربی الفاظ نہیں ہیں۔“

”تم پیری بلوکر شوہر کے کان کا طیب جنم میں جاؤ گی۔“

”میں آپ کے بغیر کہیں بھی نہیں جا سکتی۔“

”باقر سے توں سنن استغفار اللہ تعالیٰ من کل ذنب“

”چلتے ہیں۔ پانچ دن میں تو آتے ہیں اور ابھی تک یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ امر و ادرا پسند کے پیوندر سے سیب اگاتے کے سلسلہ میں کوئی کام کی بات ہاتھ لگی یا نہیں۔“

”بکواس بند کرو۔ میں سیب اور انگور سب پر لعنت بھیختا ہوں۔“
”ختم کیوں نہیں تقلیل اور صدقہ جدید کے پیوندر سے کذب جدید نام کا ایک اخبار تکالفا شروع کر دیتیں۔ بہت پکے گا۔ اس پر لکھنا سلانہ چندہ صرف ایک روپیہ۔ سالانہ خریداری قبول نہیں کی جائے گی ہر شمارہ وی۔ پی سے بھیجا جائیگا۔ جس کی قیمت صرف دو روپے ہو گی۔ ہاں نہیں تو“ (ملازمہ صحبت باقی)

حکام کے ذریف نہیں بنائے گئے۔ کیا منفی اور مشتبہ طرح کے حصول، اقدار پر اشدار رسول کی ہدایات موجود نہیں۔ اور پھر صلحابہ نے حکومت قائم کر کے بیاعلا اور قوانین نہیں ثابت کیا کہ قوم و ملت کے مجموعی عروج و تواں کی سادی کہاںی سیاست ہی کے ارادہ گرد ہوئی ہے اصل طائفی آج کچھ بنائی جائیں تکین معنی حقائق تو الفاظ اصطلاحات میں مختصر نہیں ہوا کرتے۔“

”قیضی کی طرح چلتی ہے تمہاری زبان۔ کتنی مرتبہ سمجھایا ہے کہ مردانہ محاکمات میں اپنی چڑیا جسی عقلی مت رٹایا کرو۔ تم کیا مولا نادر یا لادی سے زیادہ سمجھدار ہوئے۔“

”میں کب کہتی ہوں۔ اُبھی کی سمجھ پر مجہود سر کر کے توبیں نے کتابوں کی درستگی شروع کی ہے۔ یہی تو ان کا فرمانا ہے کہ علم دین اور سیاست میں تضاد ہے جو سیاست سے ناطر جوڑے گا وہ عالم اور مصلح اور متلقی نہیں ہو سکتا۔ تو رسول اور صاحب ارشاد صاحبین کے علم و تقویٰ کا انکار کرنے سے بہتر تو یہی ہے کہ ان کی سیاسی سرگرمیوں سے صاف انکار کر دیا جائے۔“

”چھوٹ قرآن میں بھی کتر بیوت کرو گی“ میں ہم کر بولا۔

”بے شک کروں گی۔ اگر صلحیت و سیاست میں منافات ہے تو قرآن میں بھی رو و بد کئے بغیر چارہ نہیں۔ کیا حضرت یوسف اور کیا داؤ و سیمان بڑے بڑے پیغمبروں کا دامن بھی سیاست سے آؤ وہ نظر آتا ہے۔“

”آسمان بیچت پڑیگا ملائیں۔ کیا ہو گیا ہے آج تھیں۔“

”مجبہ صدق جدید ہو گیا ہے۔ مظہریے میں وضو کر کے قرآن لاتی ہوں۔ شیخ الحنفی کے ترجیح میں دسیوں جگہ میں تعریجات میں نے دیکھی ہیں جن کا معنی جوڑ سیاست ہی سے ہے۔“

”جڑوار.....۔ قرآن صرف اس شرط پر لا سکتی ہو کہ اس میں مارشل لا اور پارلیمنٹ اور امریکہ، غیرہ کے الفاظ دکھلاؤ۔“

”چلنے منظور ہے۔ مگر چلنے آپ کو یہ دکھلانا ہو گا کہ قرآن میں شراب اور سور اور سود کو حرام لکھا ہے۔“

”یہ تو تھیں بھی معلوم ہے کہ لکھا ہے۔ خر، خنزیر اور ربوائیں چڑیوں کے نام ہیں؟“

”مطالبہ لفظوں کا ہے۔ وصیکی، برانڈی، بیران الفاظ میں شراب

ستن ابن ماجہ | ماح صہی کی مشہور کتاب۔ احادیث کا بہترین مجموعہ ترجمہ مستند اور مکمل۔ ہدیہ مکمل صرف بدے سے روپیہ امیر المؤمن فی الحدیث حضرت امام جباری
الارب المفرد | ای بیش بہا تاب۔ جس میں ہر در اور ہر شخص کے کام آتے والی ہدایات پر مشتمل احادیث متع کی گئی ہیں۔ اور دفعہ عربی۔ کتابت طباعت علمیہ۔ کاغذ مگنیز محلہ بارہ روپے۔

زبدۃ المناک | آج اہل احکام آج پر معقل مدلل کتاب مفتخرہ:- استاد الاستاذہ مولانا

رشید احمد گنگوہی۔ یہ یہ محلہ آٹھ روپے۔

تقدير کیا ہے | تقدير کے مسئلہ پر حکیم الامت مولانا اشر فعیج کے ارشادات۔ ڈھانی روپے

تقاریر امام غزالی | علم و معرفت اہل حکمت و بصیرت کے

مکتبہ تخلی دیوبند۔ یوپی

درست

ایک تولہ پا چڑھیے - چھ ماشتے تین روپے
 ڈاک خرچ ایک روپیہ آٹھ آنے
 تین شیشیاں ایک ساتھ طلب کریوا تو نکو حصولہ ڈاک معاف

(۱) مرضہ ارباب

بے شمار خطوط میں سے دو خطوں کے اقتباس

محترم سلام سنون!

واضح ہو کہ مجھے ایک شیشی سرمہ ڈسٹرنجفت کی ضرورت ہے جیس آپکے یہاں سے پہلے ایک مرتبہ ایک شیشی منگا چکا ہوں اس سے ناخمنہ میں بہت زیادہ فائدہ ہے۔ تاکید جان کر ایک شیشی اور پتہ ذیل پر روانہ کرنے کی مہربانی کریں گے۔ مخدوم۔ موضع بازار میلوہ۔ ڈاکخانہ ساتھی۔ صلح چپارن (بہار)

(۲) بھوپال - ۱۵ اگسٹ سلسلہ

..... میں نے برادر میں عاصم محمد خاں صاحب کو بھی خاص طور پر ڈسٹرنجفت کی حتی الوسع کثرت کیسا نہ اشاعت کرنے کو خوب کہ دیا ہے اور چونکہ ان کا ناخونہ سخت قسم کا اور بہت دریزہ اس ڈسٹرنجفت کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ تقریباً اچھا ہو چکا ہے اس لئے وہ بذاتِ خود اس کے بہت مذاح ہیں اور ہر وقت اس کی شیشی اپنی جیب ہی میں لکھتی ہیں۔ ملشی بہاری لال برمکان محمد ایوب خاں۔ نزد طال والی مسجد۔ بھوپال۔

دار الفیض رحمانی - دیلوینڈ (لیوپولی)

معلومات پیغمبریوں اور ملکیتیوں کا سیاستی قرعہ

سالانہ مہر ۱۹۴۸ء



شائع ہو گیا ہے

• ملکیتیوں کی تحریکیں				
• ملکیتیوں کی تحریکیں				
• ملکیتیوں کی تحریکیں				
• ملکیتیوں کی تحریکیں				
• ملکیتیوں کی تحریکیں				

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دو مکتوب

مجال انکار نہ پائی تو لاچار ہو کر تفضیل شیخین کے قائل ہو گئے اور کہا کہ "جب حضرت علیؑ (خدو) شیخینؒ کو اپنے خادم فضیلت دے رہے ہیں تو یہ بھی حضرت علیؑ کے قول کے مطابق شیخینؒ کو حضرت علیؑ پر فضیلت دیتا ہوں۔ اگر حضرت علیؑ فضیلت نہ دیتے تو یہ بھی فضیلت نہ دیتا، یہ گناہ کی بات ہے کہ میں ایک طرف حضرت علیؑ کی محبت کا دعویٰ کر دوں اور دوسری طرف ان کے قول کی مخالفت کروں" ۔ اور چونکہ حضرت عثمانؓ و حضرت علیؑ کے زمانہ خلافت میں فتوں کا ظہور ہوا اور لوگوں کے احوال و معاملات میں بہت سا اختلال واقع ہوا اس نتیجا پر کچھ لوگوں کے دلوں میں راس و قتنہ بہت کچھ کودورت پیدا ہو گئی اور عداوت و کیش نے غلبہ پالیا۔ اس وجہ سے محبت ختنیں، بھی از جملہ اشراف سنت و جماعت شمار ہوئی تاکہ کوئی نادائق اس راہ سے اصحاب خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدگامی نہ کرے اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں کے ساتھ بغض و عداوت نہ پیدا کرے ۔ پس محبت حضرت علیؑ شرط اہل سنت واقع ہوئی ۔ جوان سے محبت نہ کرے وہ اہل سنت و جماعت سے خداح ہے اس کا نام خارجی ہے ۔ اور جس نے محبت حضرت علیؑ میں فلدو اور اڑاکہ کی سمت اختیار کی اور بعد مناسب سے تجاوز کر گیا اور اصحاب خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گوئی اور آن کی شان میں گستاخی کے ساتھ زبان کشانی کی اس کا نام شیعہ ہوا۔ پس اہل سنت محبت علیؑ کی افراط و تفریط کے درمیان اعتدال پر ہیں افراط و تفریط کو روشن افغان

مکتوب ۲۔ خواجہ محمد تقیؒ کے نام

(جستہ جستہ)

جماعت آثار اہل سنت و جماعت کی علامات میں سے تفضیل شیخینؒ (ابو بکرؓ و عمرؓ) کو افضل امت (سچھنا) اور محبۃ الحشینؒ (علیؑ و عثمانؓ) سے محبت رکھنا تھے۔ تفضیل شیخینؒ جب محبۃ ختنیں کے ساتھ حج ہو تو یہ حسانیں اہل سنت و جماعت میں سے ہے۔ تفضیل شیخینؒ، صحابہ و تابعینؒ کے اجماع سے ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ اکابر ائمہ نے اس اجماع کو نقش کیا ہے۔ ان اکابر ائمہ میں امام شافعیؓ بھی ہیں۔ اور شیخ ابو الحسن اشوعیؓ فرماتے ہیں کہ ساری امت میں ابو بکرؓ و عمرؓ کی افضلیت قاطعی ہے۔ اور خود حضرت علیؑ کرم اللہ و جہہ سے بتواتر ثابت ہے کہ کوہ اپنی خلافت کے زمانے میں گروہ کیڑ کے رہ یروخ را یا کرتے تھے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ اس امت میں سب سے بہتر ہیں۔ چنانچہ امام ذہبیؓ نے کہا ہے اہم سجدی نے روایت کیا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ "بہترین مردم بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایوب کرشمی پھر عمرؓ ہیں، پھر ایک اور" حضرت علیؑ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہؓ نے دریافت کیا، پھر ایسی؟ دریا کا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔ بالجملہ، تفضیل شیخینؒ راویوں کی کثرت کی بنا پر شهرت و تو اذکی حد تک پہنچ گئی ہے اس کا انکار کرنا یا جماعت کی وجہ سے ہے یا ازرا و تقصیب عین الرزاق جو اکابر شیعوں میں سے ہیں جب انہوں نے

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تکریم ہی کی بنا پر ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اُن سے (صحابہؓ سے) محبت رکھی اُسی نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی۔ ایسے ہی جو شخص ان حضرات کا دشمن ہے وہ بھی اپنے اندر دشمنی پیغمبر رکھنے کی وجہ سے اُن کا دشمن ہے جیسا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے۔ ”جس نے ان سے بعض رکھا اُس نے مجھ سے بعض رکھنے کی وجہ سے اُن سے بعض رکھا۔“ مطلب یہ ہے کہ جو محبت میرے اصحاب سے متعلق ہے وہ دی محبت ہے جو مجھ سے متعلق ہے۔ ایسے ہی اُن سے جو بعض متعلق ہے وہ دی بخش ہے جو مجھ سے متعلق ہے۔ اے عماطِ ابہت زیادہ پیریز کر، اکابر دین پر طعن کرنے سے اور مقتدا یا ان اسلام کی مرانی کرنے سے۔ وہ اکابر دین جنہوں نے اپنی پوری طاقت کو صرف کیا ہے کلمہ اسلام کو بلند کرنے اور سید الاتما صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی نصرت و حمایت میں، اور جنہوں نے اپنے مالوں کو خرچ کیا ہے تاہید دین میں رات دن، رخیب اور علائیہ اور جنہوں نے حب رسولؐ کی خاطر اپنے لئے بزرگ اور ادراکی کو چھڑا، اپنی اولاد و ازواج کو چھڑا۔ جنہوں نے اپنے گھر، اپنے بہتھے چھتے اپنی کمیتیاں اپنے باغات اور پتھریں یہ سب چیزیں چھوڑ دیں۔ جنہوں نے ذات رسول علیہ وسلم القصولة، اسلام کو اپنی ذاتوں پر ترجیح دی، جنہوں نے محبت رسولؐ کو اپنی ذات کی محبت اور اپنے اموال داد داد کی محبت کے مقابلے میں۔ اخیتار کیا۔ یہ دہیں جو شرف صحبت سے مشرف ہیں اور صحبت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں رہ کر برکات بتوت سے پہنچنے ہوئے۔ وہی ان کے سامنے آئی، جب تیلؓ کی حاضری ان کی موجودگی میں چوتھی اک اکھوں نے اپنی آنکھوں سے خوارق و مجزات رسولؐ کو دیکھا کر یہاں تک کہ ان کا غیب شہادت اور ان کا علم عینی ہو گیا۔ اور ان کو یقین کی وہ دولت عطا ہوئی جو ان کے بعد کسی کو نہیں ملی، یہاں تک کہ دوسروں کا کوہ احمد کے برابر سو ناجیات کرتا آن کے ایک مڈیا نصف مددجو کے اجر کے برابر بھی نہیں ہے۔

دخارج نے اختیار کیا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ حق و سلط میں ہے اور افراط و تغیریت دونوں مذموم ہیں۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؓ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سے فرمایا ”اے علیؓ تم کو عینی علیہ السلام سے مشابہت ہے۔ کہ یہ وہ نہ ان سے دشمنی کی، حتیٰ کہ ان کی والدہ مریمؓ صدیقہ پر بھی بہتان باندھا اور نصاریٰ نے ان کی محبت و تقدیمت میں اتنا غلوکیا کہ ان کو اس مرتبے پہاڑتا جس کے وہ ہر گز مسخر کر دے یعنی اللہ کا بیٹا ہے۔“ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرے معاشر میں بھی دو گروہ ہلاک ہو گئے ایک وہ جو میری محبت میں حد سے زیادہ آگے پڑھ گیا اور جو صفت میرے اندر نہیں ہے اس کو ثابت کرتا ہو اور دوسرا وہ جو میرے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور دشمنی اور عداوت کی وجہ سے بھج پر بہتان تراشی کرتا ہے۔“

”قرآن و احادیث اصحاب کرامؓ ہی کی تبلیغ سے ہم تک پہنچے ہیں۔ اگر اصحاب کرامؓ بخروف و مطعون ہوئے تو وہ دینِ ہیچ جوان کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے بخروف و مطعون ہو جائے گا لتوذ باللہ من ذلک مخف اپنے گمان سے نسی بزرگ دین کو رخوا مخواہ دشمن علیؓ بخ لینا اور پھر اس کے حق میں طعن کو جائز رکھنا انصاف سے دور ہے، یہ امراضِ محبت کے شکوہی ہیں۔“

”اگر کوئی محبت علیؓ کو مستقلًا اختیار کرتا ہے اور جو پیغمبر کو اس محبت میں کوئی دخل نہیں ہے تو ایسا شخصِ محبت سے خارج ہے، اور قابلِ مذاہب نہیں ہے ایسے شخص کی غرض تو دین کو باطل کرنا اور شریعت کو دیران کرنا ہے وہ تو یہ چاہتا ہے کہ بغیر توسطِ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستہ اختیار کرے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تعلق ہو کہ حضرت علیؓ کی طرف مائل و متوجہ ہو۔..... حضرت علیؓ (فریقِ ایسا) یہ سے شخص سے بیزاریں اور اس کے اس کو دے سے ایسا کو روحانی) صدمہ ہے۔“ (در اصل) اصحاب پیغمبر اور حسران و دامادین پیغمبر سے دوستی و محبت رکھنا دوستی و محبت پیغمبر ہی کی وجہ سے ہے اور ان کی تعلیم و تکریم ہے حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور پیروی ہوتی رہے۔ سُنْتَ سَيِّدَ كَوَادِ الْيَاجَةَ۔ بِدَعْتِ غَيْرِ ضَيْبِهِ سَيِّدَ بِهِزِيرِ بُوْ أَكْرَجَ بَدْعَتَ كَيْ رُوْشَنِي صَحَّ كَيْ طَرَحَ كِبُونَ نَدَّ حَلَانِي دِتَّیْ ہُوْ۔ اس لئے کہ بَدْعَتَ بِیْنَ درِ حَقِيقَتِ کوئی بھی نور نہیں ہے۔ نَبِيْرَ کَيْ لَئَے اُس کے اندر کوئی شفاف ہے۔ نَمَرَضَ كَيْ وَاسْطَے اس میں کوئی دوا ہے۔ بَدْعَتَ بِیْنَ کیسے کوئی نور ہو جب کروه (و حال سے خالی نہیں ہے) یا تو وہ سُنْتَ کو اُخْتَادِینے اور دُور کرنے والی ہے یا اُس سے ساکت ہے اگر ساکت ہے تو اس کے لئے بھی خروجی ہے کہ وہ سُنْتَ سے زاند ایک چیز ہو۔ جب زاند ہوئی تو وہ درِ حَقِيقَتِ سُنْتَ کی ناسخ ہوئی۔ لہذا بَدْعَتَ کسی قسم کی بھی ہو سُنْتَ کو اُخْتَادِینے والی اور سُنْتَ کی تفییض ہی ہو گی۔ پس بَدْعَتَ بِیْنَ کوئی بھلائی اور حسن نہیں ہے۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ دین کامل اور اسلام پسندیدہ کے اندر پیدا کی ہوئی بَدْعَتَ میں حسن کا حکم کہاں سے لگا دیا جب کہ نعمت دین مکمل ہو چکی۔ — ان لوگوں نے یہ نجات اکد دین کے کام، مکمل اور پسندیدہ ہونے کے بعد بَدْعَتَ کو تراشنا، حسن و خوبی سے کو سول وحدہ ہے۔ حق کے بعد ضلالت و مگرایی کے علاوہ اور کون شے ہو سکتی ہے؟ اگر اہل بَدْعَتَ یہ سمجھ لیں کہ دین کامل میں کوئی بَدْعَتَ نکال کر اُس بَدْعَتَ کو حسدہ بنانا، عدم کمال دین اور عدم اکامِ نعمت کی اطلاع دیتا ہے۔ تو وہ ہرگز بَدْعَتَ کو حسنہ قرار دینے کی جگات نہ کریں! سَرِّيْتَا لَا تُؤْخِذْنِي دَيْرَانِ سَيِّنَةَ وَ أَخْطَانَهَا وَ الشَّلَامَ عَيْنَكُمْ وَ عَلَىٰ من لَدِيْكُمْ۔
(پہلا خط القرآن (نکھتو) اور دوسرا خط فارسی (کراچی سے نقل کیا)

ضیوط و لادت [خاندانی منصوبہ بندی کے نام سے جو ستر یک مہرہ پاک میں جاری گئی ہے اس کے نواب اور نفہاتا پر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کا عالمانہ تصریح
یقینت دیا گیا۔ وہ پیغمبر

مکتبہ تخلی دیوبند (ریوپی)

یہ وہ ہیں جن کے متقلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں نشر رکایا ہے۔
تَرَضَّى اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ اللَّهُ أَنْ رَاضِيَ ہے اور وہ اللہ سے خوش۔

دوسری جگہ انجیل کے حوالے سے فرمایا گیا ہے۔
وَمَثَلُهُمْ فِي الْأَنْجِيلِ كَرَدْعَ (اوہ بھلیں میں ان اصحابِ مُحَمَّدٍ)
آخْرَجَ شَطَّئَةً فَأَرَدَهَا فَنَأَ شَغَلَظَفَاسْتُوْيَ عَلَى سُوقِهِ
لِيُجْبِيْ الزَّرَاعَ لِيَنْهَيْهُ عَمَّ
کی مثالیوں بیان ہوئی ہے کہ ایک حکیم کی طرح حی کا دکرور اور زم (نازک) اکھواز میں سو اُنْكَفَارُ۔ ہ ہ ہ ہ ہ ہ
بر آندھو، پھر اسکو طاقت و قوت ملی پھر وہ اپنی ساقی رینی
ڈند ہوں) پر سیدھی قائم ہو گئی
پھر وہ مفبوط ہو گئی۔ کاشکا۔
اسے دیکھ دیکھ کے خوش ہوئے
ہیں۔ تاکہ جلیں اُن سے دل کا قزوں کے۔

اللہ تعالیٰ نے صَحَابَةَ سے جَلَّنِي وَالوْلُوْنَ کو "الْكُفَّارَ"
فرما یا ہے، پس صَحَابَةَ سے جَلَّنِي اور کیفیت اور غصہ سے اسی طرح پر ہرگز کتنا ضروری ہے جس طرح کفر سے پر ہرگز کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی توثیق دینے والا ہے۔

مکتوب ۱۹ میر محب اللہ کے نام

بعد الحمد لله الصلاوة و تبليغ الدعوات — سیاست پناہ
برادر میر محب اللہ کو نکھنا ہوں کہ اس طرف کے فقراء کے احوال لائیں جاؤ۔ میں اللہ تعالیٰ سے نہ تباہی ساختی اور ثابت تدبی کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اس عرصے میں تم نے پاچی طرف کے احوال سے مطلع نہیں کیا، مسافت کی وری ہی کچھ مانع ہے۔ ہماری نصیحت بس بھی ہے کہ احکام دین کی پابندی ا پسے اور پر لازم فرما دے لی جائے اور سید المرسلین

ستقل عنوان

شمس نوری عثمانی

کیا ہم مسلمان ہیں؟

دن بندے سر جوڑ کر لیغوار کر رہے تھے۔ جب ایک ساتھدا اور ایک ہی سمجھت میں تطری تپتی، چکتی ہوئی تلواریں انہوں کو خیرہ کئے دیتی تھیں۔ جب تیروں کے پرے کے پرے ایک عقابی آندھی بن گئے تھے۔ جب نفرت اور انمقام کی بدترین وحشت ناکیاں ہیں جبڑے کھوئے ہوئے ایک حصہ واحد پر جھوکی بلاوں کی طرح ٹوٹی پڑتی تھیں۔ طلوعِ صبح حضور کے آگے تیچھے دائیں باسیں خدا نی چنان بننے ہوئے کھڑے تھے۔

جسم و جان کی تمام ترجیحت ایمان کی محبت میں سرتاسر گم پڑ چکی تھی۔ وہ رسول خدا کے چاروں طوف پر و انوار نثار ہوا چاہتے تھے۔ نہیں نہیں! طلوعِ صبح کا جذب و جنوں ایک پرداۓ کے جذبہ شوق کو گرد کر جھکتا تھا۔ پر و انہیں جلنے کے بعد اپنا طواف شوق جاری نہیں رکھ سکتا۔ نیک خدا کا یہ بنادہ۔ محمد کا یہ دیوانہ۔ اسلام کا یہ فدائی تو زخم پر زخم کھارا تھا، لیکن جوں جوں ھماں ہورا تھا اس کے جوش و خودش پر جوانی آرہی تھی۔ اس کے جو صلے پچھا اوترازہ ہو رہے تھے۔ اس کے قدموں کی صلاحت کچھ اور بڑھتی جارہی تھی اور اس کا جزوں کچھ اور وارفہ و بے پناہ ہوتا جانا تھا۔ زہرناک تیروں کی باڑھ کو وہ اپنی تھیلیوں میں تھی کہا تھا مگر یہ تھیلیاں چھپنی ہو جانے کے باوجود تیروں کی باڑھ کو لکھا رہی تھیں۔ تلواروں کی گرفت، کرٹکی بجلیوں کے لئے اس نے اپنا چوڑا اچٹلا سینہ کھوں دیا تھا۔ یہ سینہ خون میں نہ پچھا تھا اگر جاں نثاری کی بڑھتی ہوئی پیاس کسی طرح کم نہ ہوتی تھی۔ ہبڑی طرحی کے صاریع مقارس کو بچانے کیلئے اس نے

بہت آسان ہے یہ بات کہ حسن زبان ہلاکر ایمان جسی غلطی شے کا دھوئی کر دیا جاتے ہے۔ لیکن جہاں ایمان موت اور زندگی کا نازک سوال بنتا ہے وہاں اس حصہ کے سوا کوئی نہیں ٹھہر سکتا جو ایمان کے لئے اپنی جان ہی پر کھیل جاتے اور جس کے ہونٹوں سے نکلے ہوئے الفاظ اس کا دل جیز کر دکھا رہے ہوں۔ جنگِ احمد کے دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اسی نازک مقام سے جان شارانہ گذرنا پڑا تھا جاہاں میدان کشت دخون کی گرم بازاری میں کائنات کے سب سے پڑے انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑا ایک فیصلہ کون دار گرد رہا تھا۔

حق وحدت کے آخری سویج اور ظلم و کذب کی بیونا نفلذت کے ماہین اس وقت طلحہ رضی عنہ تھا کھڑے ہوئے تھے جنگ اس حاذ معرفو شی پر دوسرا فدائل کا رہنچیں اس وقت تک اس ایکلے مجاہد کو اس آتشیں طوفان کے غصباک چھپڑوں میں رسالت کے مقدس سفینت کو ہر قیمت پر بچانا تھا۔ ان کو فرسے نہیں اپنی موت سے جنگ کرنی تھی۔ ان کا فرض ایمان ان کو پکار پکار کر بتا رہا تھا کہ جب تک ان کی جان میں جان باقی ہے ان کو محمد رسول اللہ علیہ حفاظت میں سیدہ سپرہ نہیں اور جب تک اس حفاظت کی ضرورت باقی ہے ان کو زخموں سے چور چور ہو کر بھی گر جانے کی اجازت نہیں۔ مر جائیکی اجازت نہیں۔ اور سخدا کی شان ہے کہ اس مشت خاک نے ٹھیک یہی تکرے دکھلا بھی دیا۔

جب ایک انسان کو مٹا دینے کے جوں میں صدر انسان

رشک و عقیدت کی شدت سے تھرھرایا اور بے ساختہ پکار اٹھا۔

”لے طلوعِ رضا! لے احمد والے لے حسین: جنگ

اُحد!“ اور خود طلوعِ رضا کو بجا طور پر نماز تھا اپنی زندگی کے ان ملحوظ پر جو ان کے نزدیک ان کی پوری عمر کا حامل تھے۔ جب اُحد کی اس پُر خطر گھاٹی کا خیال کر کے یہ دیکھنے کے اللہ کے رسولؐ ان کے سامنے جلوہ افزود ہیں تران کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہتا۔ وہ بیٹھے بیٹھے بے ساختہ مسکراتے اسکرائے مسکراتے ان کی آنکھوں میں شکر و سر و میں ڈوبے ہوتے آنسو تیر جاتے۔ ان کو انسانی ضعف و بیماری پر نظر کر کے یہ جاں فواز یقین فرط کیف و نشاط سے لرزہ براند ام کر دیتا کہ اُحد کے دن وہ خدا کی طاقت میں داخل گئے تھے۔ یقیناً وہ بندگی اور فتنی اللہ کے اس مقامِ عظیم سے گزرے تھے جہاں خدا بندے کا ہاتھ اور آنکھ اور کان بن جاتا ہے۔

— ہائے وہ زندگی کے فردوس بداراں لمحے جب ایک ہومن کے ستر کاری زخموں سے پیکتا ہوا ہو۔ خون چیات کا خوارہ خدا کے رسولؐ کے قدموں پر پیکا پیکا کر خدا کی عطا فرمودہ زندگی کا حق تھکر کر رہا تھا۔ خون کے لقطوں سے داستان و نالکھی جا رہی تھی جس کو انسان اور خدا دونوں پڑھنے رہے تھے۔ اور بہ داستان اُجھی تاریخ اپنے دیدہ و دل پر اٹھائے ہوئے صدیوں سے صدیوں کا بیکار فاصلہ طے کر رہی ہے۔

حق یہ ہے کہ اسلام الگ خود پرستی کی جنیں کاٹ کر خود کو تھتر اپنے خدا کے قدموں پر ڈال دیتے کا دسمرا نہ ہے۔ اگر باز کا منہوم ہی یہ ہے کہ پوری زندگی ایک کھنکھنے والے سیقد شوق میں داخل جائے، اگر بیان اسی افل طاقت کا ہم ہے جس کے نشے میں سرشار ہوں جاں کنی کے جاں گداز عالم میں بھی موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہی کہتا ہے کہ ”ہاں وہ اپنے خدا کا ہے!— ہاں خدا“ خدا کے سوا کوئی نہیں۔ کوئی بھی نہیں۔ اور محمد اس کے بندے بھی ہیں اور رسولؐ بھی۔ تو ایک طلحہ ہی کو زیب دیتا ہے کہ وہ سینے پر باہر کر کر قسمِ کھائیں“ میں مسلمان ہوں۔ میں ہوں خدا شے واحد کا پیاری!

اپنے پورے جسم کو قیمہ کر لینے کا وہ ایمان فیصلہ کر لیا تھا۔ زخموں کی وجہ پر اس کے لئے پھلوں کی بارش تھی۔ تلاواروں کے پھوکے اس کے حق میں راحت بخش خواہوں کا بکریت مل س تھے وہ تو ہر ٹھاد کو ایک حسین یادگار سمجھ کر سینے میں حفاظت کر رہا تھا۔ اس لئے کہ یہ زخم اس کو اس حقیقی گھاؤ اس آخری زخم سے بچائے ہوئے تھے جو رسول اللہؐ کو ملکی سے ملکی گزند پیچ جاتی تو شیخ مجھ اس کے قلب و روح کے ٹکڑے کیڑا تنا۔ اسی مقابلہ بہداشت صدھے سے بچنے کے لئے وہ بھی رسولؐ خدا کے پہلو میں ھٹرا ہو کر گھاٹ ہوتا تو بھی طوفان بلا کو سرسے اونچا ہوتا ہوا دیکھ کر کفر و شرک کے آتشیں اڑدھوں کو لپٹ جاتا اور مرگ کی ہلاکت کے طوفان کو تکھے دھکیل کر چکر حضیرہ کے رامنہ سینہ پر ہو جاتا۔ کفر حیرت سے ٹنگ تھا کہ جس انسان کے جسم کو خون ریز تلاواروں نے زخموں سے پاٹ دیا ہے وہ کس طرح زندہ ہو چکرا ہوا ہے۔ جس کے ہوئے اس کا جسم ہی نہیں زمین بھی لاہلہ زار بن چکی ہے کوئی طاقت ہے جو پھر بھی اس کو مشعلہ جوala بنائے ہوئے ہے!

اور۔ اسی مقامِ حیرت پر جب ایک کافر کی تلوار شعلہ جوala کی طرح جھکتی ہوئی تھیں افتاب رسالت پر گرا جا ہتھی تھی تو کوئی اور چارہ کارنے پا کر اس نے بے قرار ہاتھوں گرفتہ ہوئی آبدار تلوار کو پکڑ لیا اور یہ تیغ آبدار اس کے ہاتھ کی انگلیاں تراشی ہوئی ابھری تو اس کے ہاتھوں سے ”آہ“ کے بجا تھے۔ الحمد للہ کا نعرہ مستانہ بلذہ ہوا اور خون پیکاتی ہوئی تلوار کا عاقب کرتا چلا گا۔

اللہ اکبر!

کیا شے تھا وہ جذبہ بے پناہ جس نے زخم کو مر جنم۔ درد کو لذت اور کراہ کو وہ بنا چھوڑا تھا! طلوعِ رضا کے جذبہ بندگی۔ جنون ایثار اور کیف سپردی گی کا آخر کیا عالم تھا احمد دن!

خدا کے رسولؐ بھی پکار اُٹھے“ یہ طلحہ نہیں۔ خیر ہے!

ابو بکر صدیق رضی جیسے عظیم مون نے کہا۔

”اُحد کا دن احمد کا دن نہ تھا۔ سچ پوچھو تو طلحہ کا دن تھا!“ — عمر فاروق جیسا کم گو اور متین و سنجیدہ انسان بھی

رہی تھی۔ سچ ہے ایمان ایک اختک جان نثاری کا نام ہے جہاں
نے رائض کو موت سے پہلے بھی نیند نہیں آئی۔
اور —

کیسا ایمان افروز— کیسا جان نواز ہو گا وہ نظر بھی!
جب مقام صدیقہ پر خدا کا رسول خدا کے بنزوں سے
کہہ رہا تھا کہ آدم اور سبندھی کا عہد و فاتحہ کرو۔ جب مصطفیٰ
کے ہاتھوں میں ہاتھ دیکھ رہا کے پرستار جذب وجہوں کے
عالم میں شخچ رہے تھے کہ وہ جہاد زندگی کو اس وقت تک خاری
رکھیں گے جب تک جسم میں خون کی ایک بوندھی باقی ہے۔ اور
ایسے ڈرامائی موڑ پر خدا کے رسول کے ہاتھوں میں ایک شخص
نے ہاتھ دیکھ رہی بات دہراتی تو دنیا نے دیکھا کہ اس ہاتھ
کی انگلیاں کٹی ہوئی ہیں! — پائے وہ انگشت بپریدہ دست
شووق جس کی انگلیاں خود محمد عربی پر احصار کے دن نثار ہو چکی
تھیں! — کون جانتے کیا حال ہوا ہو گا رسول خدا کا! کیسا درجہ
ہے! اور کتنا استوار ہو گا وہ عہد و فاجوں ہاٹھوں سے
کیا جارہا تھا جو خدا اپنے ہم کا ثبوت تھے!

خدا کے رسول پر مسوز شفقت کے ساتھ طلب خود کو دیکھ
رہے تھے۔ اور طلب خدمت کی بے قرار و بے تاب نظریں اس جان نواز
مہشی کی بلا میں لے رہی تھیں جو احمد کی ہولناکیوں سے سلامت
نکل کر پھر اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ سامنے موجود تھی۔
یہ سبیٹی طلب خدمت کی آٹھوں کا لور بھی۔ یک بھج کی ٹھنڈک
اور دل کا قرار بھی۔ جب تک یہ سبیٹی نظر آتی رہی یہ خدا کا
پرستار زخم کھاتا اور سکرا تارہا، لیکن جس دن یہ سبیٹی موت کے
پر دوں ہیں اس کی نظریوں سے اوچھل ہوتی اس کے تمام
زمخوں کی ٹیکس ایک جان ستائیں میں سمرٹ آئی اور وہ بیم
ہو کر کمزور ہو گیا۔

جس وقت سبقیہ بنی ساعدہ میں خلافت کا مستالہ طے
ہو رہا تھا طلحہ ایک کونے میں ٹڑے ہوتے کسی مقصوم بچے کی
طرح پھوٹ پھوٹ کر رہا ہے تھے۔ آنسو تھے کہ کسی طرح نہ رکھتے
تھے۔ پہلکیاں تھیں کسی طرح بندہ ہوتی تھیں۔ درد تھا کہ کسی
طرح نہ رکھتا تھا۔

ایسے ہی تھے وہ انسان جن کو خدا نے جنتی جی امتحان
و فاما میں کامیاب قرار دے کہ ”عشرہ بشرہ“ کی آسمانی فہرست
میں جگہ عطا کی۔ یہاں تو زندگی کے چند لمحوں ہی نے پوری زندگی
کے امتحان کا طویل فاصلہ طے کر لیا تھا۔ یہاں تو در دینگی
سے بن رہا اس طرح ترتیب اکثر عظیم کا مالک پکارا تھا:-
”بس کر! — لے میرے پرستار۔“ بس کر ایسیں
دیکھ لیا ہے کہ تو میرا اور صرف میرا ہے۔ تو زمین پر ہے مگر جنت
اچھی سے تیرا انتظام کر رہی ہے۔ مس لے! کہ تیرا امتحان زندگی
ضم ہونے سے پہلے ختم کر دیا گیا۔ قیامت کی عدالت میں خفت
کا جو نیصلہ دوسروں کو سنا یا جانتے گا وہ تھا ابھی اور اسی وقت
سُنا یا جاتا ہے۔“

غزوہ احمد میں جان کی فتر بانی کا حوصلہ دھا کر طلوع فتنہ
نے غزوہ حنین میں جان و مال دلوں کی قربانی کا ولد دھایا۔
سامان جنگ کی تیاری کے لئے دولت کو یا نی کی طرح یوں ہمارا یا کہ
بھیسوہ رضائے الہی کے مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی اور
اس کے سطہ میں بارگاہِ رسالت سے ”فیاض“ کا خطاب پا کر
لوٹے تو خین کے معاذر اس وقت بھی ثابت قدم نظر آئے جب
تیروں کی ہولناک ترین پہلی بارٹھ میں مجاہدوں کے پاؤں اڑھڑا
گئے تھے۔ جن بے پناہ طوفان کے تھبڑوں میں خدا کا رسول ہی
ثابت قدم رہ سکا۔ طلوعِ ان چند جان نثاروں میں شامل تھے جو
اس وقت بھی حضور کے دوش بدوش گھٹے ہوئے اپنی موت
کی طرف پر شوق بازو پھیلائے ہوئے تھے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر جب اسلام دنیا کی عظیم ترین سلطنت
کے تاجدار تھیرستے طکرانے جا رہا تھا تو یہی وہ مجاہد تھا جس نے
ایک ساتھ دو جہاد کئے! — خدا کے رسول نے ان کو مارا تھیں
منافقوں کی سرکوبی پر مامور کیا جو صوبیم کی منزل میں تھے ہوتے
قاتلانہ سازش کر رہے تھے۔ اسلام پر جان چھوٹکے والا جاہر
بے خوف و خطر آج کے طرحا اور ان عجیز دشمنوں کے سر پر قضا
بن کر گرا۔ سویلم کے ”بہم کدے“ کوندر آتش کر کے سازش اور
سازشیوں کو جنتی جی بہم ہی کامز اچھا دیا، لیکن ایک لمحے کو دم
لئے بغیر پھر بلپٹا تو ایمان ولقین کی بیکھلی تبوک کے معاذر پر چمک

اس جہاد اکبر پر طہت دھائی دیتے تو وہ بھی ترتیب کئے کر ان سے ساختہ ہو چاہیں لیکن ہوش و حواس نے ساختہ چھوڑ دیا۔ تاب و تو ان جواب دے گئی۔ محمد صطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم کی حدایتی کا داعی پھیلا اور پورے وجود پر چھاگیا۔ جہاد کس ساختہ چھوڑ یاد آئے اور چھوڑ کی یاد کے ساختہ یہ سوچ کر دل امتند آیا کہ یہ وہ جہاد ہے جہاں جماہدوں کے درمیان رسالت کا ناتم خالی اور دیران ہے اسے خدا نے ذا جلال! آج وہ جان فائز آنکھیں کہاں ہیں جو اپنے گھاؤں کی طرف اٹھتی تھیں تو ہر زخم من رمل ہو جاتا تھا۔ ہر در خود اپنا مردم اور ہر مرض خود اپنا مداراں جاتا تھا۔

لیکن غم داندہ کی یہ ہولناک گرفت بہت دیر تک اس مجماہد کے جذبہ جہاد کو پا چکولاں نہ رکھ سکی۔ جیسے ہی اس کو ذرا ہوش آیا اس نے آنسوؤں اور خون جلکر کے درمیان سے جست کی اور پھر جہاد زندگی کی قربانگاہ پر جوں کا توں سینہ سپر ہو گیا۔

عمر صدیقی میں اس نے پھر اسی بے عمدگی سے آگ اور خون کے ہفت خواں سر کئے۔ خود فاروقی نے پھر اس کو ذوق شہادت میں سرکفت مایا۔ جان رسالت کی جدائی سے اس کا دل توڑ چکا تھا مگر فرض کے شعلہ جو الہ نے دل کی جگہ سنبھال کر ان دھڑکتوں کو مافت نہیں ہوتے یا جن کے آہنگیں مفت تقطیر الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ كَانَ فَغَرْغَرَ خُرَجَ رہا تھا۔

پھر عمر فاروقی کی آخری ثہام کو دینا نے ان کو یہ زدیں موعد دیا کہ وہ چاہیں تو "عامِ جماہد" کے درجے سے گزر کر "امیر المؤمنین" بننے کا عظیم شرف حاصل کریں۔ حضرت عمر فاروق رضی اپنے تکھیہ انجام خلانت کے حق چند صحابہ کی فہرست چھوڑ گئے تھے ان میں طوسیہ کا نام بھی شامل تھا۔ لکھا ہوا راستہ تھا کہ وہ اپنی خدماتِ جلیلہ کا تاریخی پڑھا کر اس تاریخ خلافت کو اپنے سر پر رکھ لیں جو اسلام کی سیاسی دنیا کا سب سے بڑا عناز تھا اور سب سے بڑی ذمہ داری بھی۔ لیکن ہوا یہ کہ احساس ذمہ داری اور احساس ختن

کوئی بتاؤ کیا یہ دہی تھا جو احمد حنفی میں فلاں سے زیاد فولادی تھا؟ جس کو تیروں کے پچ کے اور تلواروں کی کاٹ نے بھی بھی روٹے اور کراہتے نہ کیا تھا؟ پھر آج اسے کیا ہوا تھا کہ وہ بیٹھا بیٹھا دل تھا جسے ہوتے بلکہ رہا تھا! بھری دنیا سے ایک انسان کے اٹھ جانے سے وہ رو رکھا جان دیتے دیتا تھا۔ اس کو تو السالگت تھا کہ دنیا سے محمد تھیں گئے یہ پوری دنیا اچھے کی کھنڈ پرین تھی۔ تمام ہماروں نے دم توڑ دیا۔ تمام کاروں این رنگ والے گرد غبار کے عقب میں کم ہو گیا۔ تمام رعنایاں کفتادی گئیں دنادی گئیں۔ ہاں یہ سب کچھ اسلئے تھا کہ وہ دنیا کو نہیں انسانیت کو پار کرنا تھا اور آج دنیا اس دنیا کے سب سے بڑے انسان سے خانی ہو گئی تھی۔

یہی تو وہ آخری اور پہلا رحم تھا جس کے تصور سے اسکی روح فنا ہوتی تھی اور آج یہی ٹھاوا پوری قوت سے لگا تو اس کے ہونٹوں سے ستر بھرگی ٹھی ہوئی چھین ایک دلخواش پنجن کر ابیل ٹیزیں۔ آج یہی بارہہ رحم کھا کر گرا تھا جو شتر تلواروں کی بیاس بھاکر بھی تھا کہا رانہ تھا نہ طش سے مس ہوا تھا۔

اور اس خون چکاں ٹھاوا کی گودیں گرتے کرتے تھے اس کو یہ خمر ہوئی کہ ایک جہاد ابھی اور باقی ہے تو اس کی جذباتی بیتا بیان اپنی بے لبی سے سرٹکر لئے لیں۔ پھر اس نے دیکھا کہ اس سب سے بڑے جہاد پر بھی ایک جاہد چلا رہا ہے۔ اس جانے والے کے دل پر بھی وفات رسول ملکا گھاؤ خون پر کارہا ہے مگر خود بھی اس کے قدموں میں کوئی لرزش نہیں۔ ہاں یہ جہاد رسول خدا کے بعد رسول خدا کی جسمی امت کو خود کشی اور قتل عام سے سچانے کا جہاد تھا۔ خانہ جنگی کے چوالا مکھی کو پھینے سے پہلے چھنڈ اکرنے کا جہاد۔ یہ اس چمن کی حفاظت کا سر کمیز و شد تھا جس کو چھٹنے ۲۳ سال تک تھا۔ تجھے اپنے خون سے سینچا تھا اور یہ آخری جاہد دہی تھا جو پہلے مسلمان۔۔۔ سے پہلا مسلمان بن کر اسلام کے اقتے ابھرا تھا۔ دل دھکنکر خون کتھے ہوتے۔ اور خون کے انسوں ہی دل میں رو کے ہوتے جب طلحہ رضی کو الیک صدیق

زروں مال بڑھتا ہی جاتا ہے میں اتنی دولت کا حساب اپنے رب کو کیسے دوں گا! پھر جب تک اسی دن چار لاکھ کی رقم صد فرنگوی ان کے دل کا بوجھ بہلانے ہوا۔ قبیلے کے قبیلے ان کے اتفاق پر بول رہے تھے۔ بنی یحیم کے ھڑاؤں میں طلحہ کی کفالت سے چوتھے جلتے اور چوتھے روشن ہوتے۔ اطکیوں اور بیواؤں کے ڈوے اٹھتے اور چوتھے تیار ہوتے۔ تینیں ہزار کا مقدار صبح ہی سانچے آیا تو طلحہ نے قرض کے پوچھتے اس کی گردان چھڑانے میں پس پیشیں نہ کیا۔ یہ بھی ہوا کہ کوئی بہت بڑی رقم انکے ہاتھوں میں آئی مگر فی بسیل اللہ علیہ کے دھنی نے یہ دولت گھٹک آئے کی نوبت نہ آئے دی۔ حضرت عثمانؓ کے ہاتھوں انہوں نے ایک بڑی جاگیر کا سودا کیا۔ سات لاکھ ہاتھ آئے۔ مگر بیت المال سے ھڑنک کے راستے میں یہ رقم اس تیزی اور فیضی سے لٹاٹی گئی کہ ایک دھیلابھی ھڑنک نہ پہنچ سکا! اور یہ تو ہنگامی اتفاق کی مثالیں تھیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ بنی یحیم کے ھڑاؤں کی طرح کتنا درجیلے اور ھڑانے محسن ان کی درپر دہ دست گیریوں پر چل رہے تھے۔ کتنا معزز ناداروں کی آبرو ان کے دم سے قائم تھی۔ اس لئے کہ یہ تھا وہ قیاض جملکی فیاضی دریادی کو یہ بات بھی شاق تھی کہ سائل کے سوال کا انتظار کرے غیرت کے ماروں کو وہ منہ کھولنے اور پرداہ اٹھانے کی نوبت ن آئے دیتے۔ واقعی وہ ایک ہاتھ سے دیتے تو دوسرا ہاتھ کو خبر تک نہ ہوتی۔ اس دور کے ایک شریف انسان قیس بن حازم نے برملا اعلان کیا کہ میری زندگی کا بخیر یہ گواہ ہے کہ میں نے بے طلب دینے میں طلحہ سے اُگے کسی کو نہ دیکھا!

ابدادی رقومیں کے ساتھ ساٹھ اعزازی پرستی ملادہ تھے اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علم و تقویٰ سے بہت متاثر تھا اور دس ہزار درجہ سالانہ خراج عقیدت کے طور پر پیش کرتے تھے۔ لیکن خدا کی راہ میں جو دولت لُٹ رہی تھی وہ دولت کبھی نزلٹ سکی! بھی نکم ہوتی بلکہ اور زیادہ ہوتی رہی۔ بندے کی غیرت بندگی کا جواب غیرت خداوندی کی طرف سے مل رہا تھا۔ خدا کی بھی وہ عظیم ترین غیرت پذیری اُی ہے جس کے پیش نظر اللہ کے رسولؐ نے اس ایک بات کو

کہ ان کو پوری وقت میں اپنی طرف کھینچ لیا اور اغز ازو بشرفت کے دنیوی پہلو دیکھنے کے دیکھنے رہ گئے ان کی نظر میں عثمانؓ بن عفان اس ہجرے کے لئے احتیٰ ہے۔ خطرہ احتساب سے بچنے اور حق خداوند کو پہنچانے کے دُر و شُن پہلو بیکار یا کوئی خوشی خوشی اپنے حق سے حضرت عثمانؓ کے لئے دست بردار ہو گئے دنیا جس دولت و اعزاز کے ھڑاؤں کی تکمیل ان کے دامن میں طالب رہی تھی وہ ان تمام ھڑاؤں سے دامن چھاڑ کر اسی "راہ فرض" پر چل سکھ جہاں ادائے حق کے امکان زیادہ سے زیادہ اور موافقہ کے خطے کم سے کم ہیں۔ وہ خود ہی ایک نعمت تھی ہے اور شکر نعمت تھی!

لیکن وہ دنیا سے ذہنی اور روحانی طور پر بقیہ دُور تھے دنیا اتنی ہی ان کے پاؤں پڑتی چلتی تھی۔ راہ خدا میں — ذات رسولؐ پر انگلیاں کھوانے والے کو قدرت خالی ہاتھ کیسے چھوڑ دیتی! خدا کے اس انعام میں آزمائش کا جو لطیف پہلو تھا جاہد اس میں سو فیصدی کھرا اور پورا اُتر۔ دولت دنیا انہار در انبار ہو کر ان کے ہاتھوں ہاتھوں سے یہ دولت اسی خدا کی راہ کا مالک انسان دنوں ہاتھوں سے یہ دولت اسی خدا کی راہ میں دن رات لٹا تارہ جو خدا اس کا حقیقی عطا کرنے والا تھا۔ ہر نعمت۔ نئی نعمت اس کی زندگی میں خوف اعتماد کی ایک نئی یاد لیکر آتی تھی۔ آخرت کی اس کڑی منزل کی یاد جب ہر نعمت ختم ہو جکی ہو گی مگر ہر نعمت کا حساب دنیا باقی ہو گا جب خدا کے ذوالجلال فرمائے گا لارکا لارکا باقی سیمسک ایوہ علیک حسینیا۔ حب بھائی بھائی سے اولاد والدین سے اولاد والدین اولاد سے آئیں چڑائیں گے اور حب نہیں و آسان اکھمر بیو مَعِذَ اللہِ کی تھیں، بازگشت سے گونج رہے ہوں گے۔ یہ احسان یہ فکر ہوا خدا یہ اندیشہ جواب دیں فقط دل کی دنیا ہی میں پہلی ڈالنے ہوئے ذہنا بلکہ اکثر ویثیران کے چہرے۔ ان کی آنکھوں اور ان کے سر پا سے بچوٹنے لگتا تھا۔ ان کی بیوی نے ایک بار انکو سخت پریشان سے ہر اسماں اور سر درگر بیان حالت میں دیکھا تو سمجھیں کہ کوئی بہت بڑی مصیبت آئی تھی۔ دریافت کیا تو جواب ملا کہ "اے نیک بخت! میں اس لئے پریشان ہوں کہ

تینی بار کہا:-

مرٹ ڈو

گر خدا کے راستے میں خرچ کرنے سے

نادر امداد گاہے گے ۔

مرٹ ڈو!

مرٹ ڈو!

طلخہ اس یقین دہائی کا جتنا جاتا ثبوت تھے۔ دوں

ہاتھوں سے دولت کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے والا جب نیا سے سدھارا تو با تیئں لامکھ کی خطیر قسم پھر بھی آل اولاد کے لئے چھوڑ گیا۔

ہائے تیں قدر دل کش تھا وہ انسان جس نے "فرض" کو زندگی اور زندگی کو "فرض" بنا چھوڑا تھا! وہ جدھر گز زندگی مسکرا آٹھتی۔ وہ جہاں نظرِ ذات اذور تقاضیں کے چراغِ جمل اُٹھتے۔ وہ بولتا تو مٹھے سے پھول جھوڑتے۔ وہ چلتا تو زیر قدم ذرتوں کی پیشانیاں چلک اٹھتیں۔ حلقوں احباب کی روح روان وہ تھا۔ خاندان کا محبوب اور مرکزِ نظر وہ تھا۔ اپنیوں کا سہارا۔ بیگانوں کی آمید۔ بازار کی رونق۔ گھرسرکی زینت۔ امن کا چراغ اور جنگ کی للاکار!۔ سراپا زندگی سراپا چہاد!۔

عینہ بن ربیعہ کی خوبرو اور خوش خصال صاحبزادی حضرت امام ابیان کے نکاح کے لئے پیام پر پیام آرہے تھے۔ ان میں معززین بھی تھے۔ زہن بھی۔ سرمایہ دار بھی تھے اور خوش جمال بھی۔ لیکن ان کی نظرِ انتخاب جس ہستی پر کئی وہ طلخہ تھے جب اس انتخاب کے عملی تجربے کا کافی زمانہ گز ریگا مٹھا لائیں سوال کیا تھا:-

"لے آم ابیان اے۔ اتنے طرے طرے شاندار پیغاموں کو طلخہ کر طلخہ کر گردیدہ کیوں ہو گئیں ہیں تم؟۔ بات سمجھیں نہیں آئی؟"

ام ابیان نے سید صاحبزادا احباب دیا تھا۔ سمجھے گا

"تم نہیں سمجھ سکتے یہ بات مگر مجھ سے زیادہ کوئی سمجھے گا میں جانتی ہوں کہ کیا کیا خوبیاں ہیں ان میں۔ گھر آتے ہیں تو خندہ بہلے۔ جاتے ہیں تو اپنی مسکراہٹ ہمارے درمیان

چھوڑ کر اکسی مانگ کو رہنیں کرتے۔ بھل رہنیں کرتے۔
تکی رہنیں کرتے۔ وہ تو خاموش سوال کو شنیدتے ہیں۔ مانگنے کا انتظار رہنیں کرتے۔ اور ہاں کوئی بھلاکی کے تو کسے کیسے شکور ہوتے ہیں اور اگر کسی سے خطا ہو جاتے تو خطا کو عفو و درگذر کے دامن میں چھپا لتے ہیں۔۔۔"

جوزندگی میں آنا حسین ھاک ساری دنیا اس کو پیار کرتی تھی۔ خدا بھی اس کو چاہتا تھا اور خدا کی بھی۔ ہاں وہ ہوت کے بعد بھی آنا ہی جسیں۔ اس سے بھی زیادہ حسیر جھوٹ نکر قریں اُستارا گیا تو مٹی۔ قبر کی بھوکی بھی اس کو نہ کھا سکتی اور قبر سے کیڑے اس کے جہاڑ زندگی کا سنگھار نہ چھین سکے۔ وہ جس مدد ان جنگ میں شہید ہوتے تھے وہیں دفن آتیے گئے تھے۔ تیس نے خواب میں دیکھا۔ شاید بار بار دیکھا کہ اپنی لاش کو ہیاں سے منتقل کرنے کو فرار ہے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس صنے ایک مکان خریدا اور میت کو منتقل کرنے کے لئے قبر سے نکالا تو لوگوں نے خشم سر سے دیکھا کہ اتنے عرصے کے بعد بھی لاش بالکل جوں کی توں لکھتی۔ یہاں تک کہ آنکھوں میں لگا یا گیا کافوری کا جل بستور برقرار رہتا!

ایسے ہوتے ہیں مسلمان جو مرکب بھی رہنیں مرستے۔ وہ جو گھر گز رہتے ہیں حتی و صداقت کے نور سے ما جوں کو زندہ رکھتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ قبر بھی ان کی لاش سے مس ہوتی ہے تو جی اٹھتی ہے۔ اور ہم؟۔ ہاتے ہم!۔ جو عینے جی مرستے تھدیر کا شکوہ اور زمانے کا گلہ کرتے کرتے ہمارا منہ سیکھا جاتا ہے، مگر بھی یہ خیال رہنیں آتا کہ ہمارے سینے میں الگ ایمان ہے تو اس کی حیات انگریزیاں کیا ہوئیں؟ کاش، کم از کم اتنے تو مسلمان ہو سکیں کہ باہر کی دنیا کو دیکھ کر کھڑھ کے بجا تے اپنے اندر جھانک کر یہ طھوڑ جگائیں:-

"کیا سچ تھج ہم مسلمان ہیں؟"

تحقیق مزید

بسیله خلافت معاویہ و زید

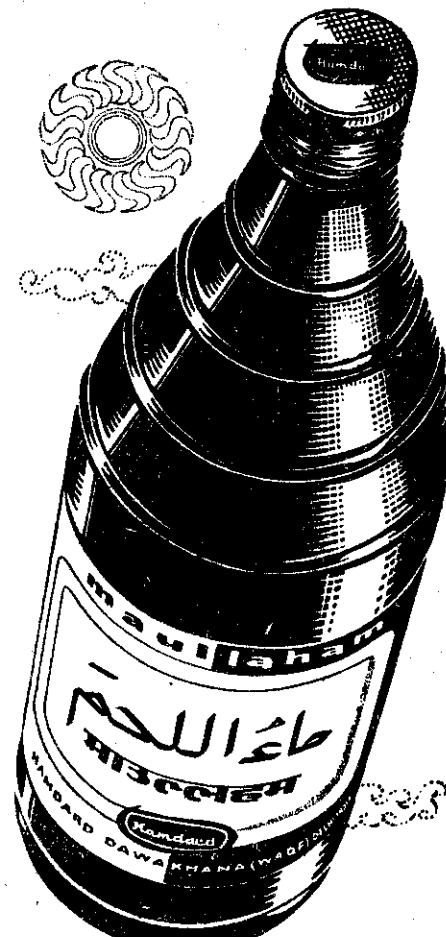
کتاب کی اس دوسری میسیوط جلد میں پونے تین سو جواب و پانچ انواع مطہرات رسول اللہ صلیم کے محض تردد کرے ہیں ان صحاہ میں عشرہ مشہور، بدروی محاواہ، اصحاب بیعت الرضا و ان دیگر صحابیوں شامل ہیں اور دھکا دیا گیا ہے کہ زید کے خلاف حضرت حسین کے اقدام کے مسلسل میں ان کی روشن اور رائے کیا رہی۔ اس کے علاوہ قصاص خون عنمان کے سلسلے میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ حضرت طلحہ و زیر - نیز حضرت معاویہؓ کے اقدام اور خروج حسینی کے بعد ان کے اخلاف میں سے ۶۵ اشخاص کی بغاوتوں کے حالات جو اموی و عباسی خلفاء کے خلاف تیسری صدی ہجری تک ہوتے رہے شامل ہیں۔ جملہ اٹھ روپے اگر آپنے اس کتاب کی جلد اول "خلافت معاویہ و زید" نہیں پڑھی ہے تو اسے بھی ضرور پڑھیے۔ (قیمتی چار روپے)

لطائف زید | محدث شہیر علامہ ابن جوزیؒ کی کتاب
اکاذیب کاء کا سلیمان ترجح۔ اس کتاب میں ذہانت و فراست، مزاح، بذلہ سنجی اور حکمت پر مختتم و چیپ لطائف بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے مؤلف امام ابن جوزیؒ ایک ایسی عظیم شخصیت کے مالک تھے جن کے ہاتھ پر بیش ہزار یہودیوں اور نصرانیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

قیمت پانچ روپے
انسانیت کے تقاضے | دین کیا کہتا ہے اور انسانیت کے
تقاضے کیا ہیں؟ اس کا دلنشیں

جواب - دو روپے
تلخ دین | امام غزالیؒ کی ایک مفید تصنیف حکمت و
تسلیع دین اعظمت سے لبریز۔ ساڑھے چار روپے۔

مکتبہ بنی ہلی - دیوبند (یونی)



ہمدرد کا حام الام

بھوک کو بڑھاتا ہے اور دلابن خون کی اصلاح کرتا ہے۔ اس کے استعمال سے سارے اعصاب میں تحریک اور توانائی پیدا ہوتی ہے اور جسم کے اندر ایک نئی طاقت انبیا جوش اور ولاء پیدا کرتا ہے۔



دو روپے
کامبود
پونے

کھٹے کھوٹے

تبصرے کیلئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

ہم فاضل مصنف کے مخلصانہ تحریر یئے اور نقد و تبصرے سے بڑی حد تک مستقیم ہیں اور دین و ملت کی نشأۃ ثانیہ کے لئے علماء کے اسوہ و کردار، طرز فنکر اور عادات و خصالیں کی اصلاح کو اساسی اہمیت دیتے ہیں لیکن کہیں کہیں حد اعتماد سے بجاوز بھی محسوس ہوا۔ ستلا عین تقاضع اور تاریک پہلوؤں سے یا جو س ہر کر یہ کہتا کہ موجودہ دینی و سماجی پیشہ افادیت سے بالکلیہ خالی ہیں زیادتی ہے۔ یہ درستگاہیں اسلام کو اس کی منزل مطلوب تک پہنچانے کی حاجت سمجھ دکھوند کر رہی ہوں یہ الگ یافتہ ہے۔ لیکن طلباء کے تقدیب و اذہان میں وہ نیچج توہہ حال و ہمایوں میں جو آگے چل کر گھننا درخت بن سکتا ہے۔ العین و ذرجم و توہین کرتے ہوئے ہمیں ان کی افادیت سے بالکلیہ انکار شیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح یہ بات بھی عملی الاطلاق درست نہیں کر سکتی۔ انسان کی شخصی ظراح و بجالت اپنائی ظراح کے بغیر ناممکن ہے۔ ص ۲۳۴ اگر چہ سیاق و سیاق سے جوڑ کر اس کی گواہانا تاذیل ممکن ہے لیکن قلم کو اتنا سے قابو ہی کیوں کیا جائے کہ تادیل کی ضرورت پیش آئے۔ شخصی ظراح و بجالت انتہائی تأسیس اجتماعی نظام کی موجودگی میں بھی ممکن ہی نہیں دانش و ثابت ہے۔ ایک ہدو چلگا لیسے ففرے ہی سلے جو موضوع کے علمی و تواری

علماء اور اسلام [مصنفہ: حباب محمد مظہر الدین صدقی] بی۔ اے۔ شائع کردہ بـ مکتبۃ نشأۃ ثانیہ۔ معظم جاہی مارکیٹ۔ حیدر آباد دکن۔ ۰ نکاحی چیانی چلی ہوئی ۰ صفات ۹۲ قیمت ایک روپیہ۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے یہ واضح کرنے کی سی شکنی ہے کہ اسلام کو عزز اور سر بلند رکھنے کے لئے علماء اسلام کو جو اسوہ و کردار اختیار کرنا چاہیے تھا اس میں ان سے کوتاہی ہوئی اور اس کا نتیجہ امت کے زوال و انحطاط کی شکل میں برآمد ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ شیخ اسلامی خطوط پر چل کر دین و ملت کے عروج و نقائی کو ششیں کرنے والے علماء ہر دو دین میں موجود ہے ہیں اور ان کی کوششیں رائجگاہ بھی ہیں گئیں ہیں۔ لیکن حکم غلبہ دکھرت ہی کے مطابق لگایا جاتا ہے اور غلبہ دکھرت نیقیتاً ایک ملت سے ایسے ہی علماء کی رہنی چلی آری ہے جو پورے دین کو مقصد زندگی بنانے کے عوض اس کے بعض ایم ترین پہلوؤں کو نظر انداز کرتے چلے آرہے ہیں اور دین کے بارے میں ان کا طرز فکر اتنا جامع اور ہمہ گیر نہیں رہا ہے جتنا اسے پہنچا ہے تھا۔

نے ترجمے کو حواشی سے بھی مزین کیا ہے جو ہر آئینہ مفید ہے
الترقا لے اس کتاب کی افادت کو عام کرے۔

ادرث ادب کے قادح ہیں جیسے صفحہ ۲۴ پر پیشہ و راوی عظیم پر نے
درے کرنے ہوئے کہا گیا۔

"اس صورت میں، بعض انسٹرکشن کا کام کہاں سے ملے گا۔
اور تو صریلاذ کون کھلاتے گا؟"
اس انداز میں معن و تشیع کا یہ موقع ہیں تھا۔
بمحضی جیشت سے یہ کتاب "آن مطالعہ" قابل توجہ اور
نکر انگریز ہے۔

تواریخ عجیب تالیف:- مولوی محمد حنفہ تھانی سری
ترتیب:- جناب محمد ابویوب قادری امیر ہے
المعرفت میہ شائع کردہ:- سلمان اکیڈمی حق شان
کالاپانی - ۳۰ نومبر اچی ہاؤسٹ سو سانٹی، کراچی
یادش بخیر، حضرت سید احمد اور حضرت اسماعیل شہیدین

رحمۃ اللہ علیہما لے اتمامت دین کی وجہ تحریک برپا کی تھی اس کتاب کے مصنف رحمۃ اللہ علیہما کی فوج کے ایک سپاہی تھے آخون نے اس کتاب میں اپنی گرفتاری اور پھر اسال سے زائد" کا لے پانی" کی سزا بھگت کر ہندوستان واپس آئنے کے احوال و کوائف نہایت سادگی، بے تکلفی اور تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ انگریز کے ذریں یہ کتاب ضبط ہو گئی تھی متعدد ایڈیشن اس کے پہلے بھی حصے میں لیکن یہ میش نظر ایڈیشن اس جیشت سے متاز ہے کہ ناضل مرتب نے اس پر نہ صرف مفید حواشی دئے ہیں بلکہ اختتاً پر گونگوں معلومات پر مبنی پادٹ اور انڈیکس وغیرہ نگاہ کر کتاب کی لٹریزی اہمیت میں قابل تدری اضافہ کر دیا ہے۔

شہیدین کی اسلامی تحریک کیا تھی، یہ کن مراحل سے گزری اور اس کے عوائق و مضرات کیا ہے یہ معلومات تو سیر حاصل طور پر جناب غلام رسول مہر اور مولانا علی میبان نعمدی کی کتابوں میں ملتی ہیں لیکن پیش نظر کتاب بھی یہ اندازہ کرائے کے لئے بہر حال کافی ہے کہ اعلانے کے لئے اسکی خالہ ماہی قریب کے مجاہدوں نے کیسی کسی ابلائیں بھی بیں اور دین و صفات پر اپنے کچھ سچھاوار کر دیتے ہیں ان برگزیدہ بندوں کی ہمیں کس تدری بندوں ہی ہیں س جھنم اللہ رحمۃ واسعة

مصنف کی زبان ظاہر ہے اُس درکی زبان ہے جب اردو جان نہیں ہوئی تھی۔ بعض الفاظ کا ایں استعمال ہی اس میں ملتا ہے جو شاید یہیں درست رہا ہو گراہ بدل گیا ہے شاہ

"میں نے اس کو دیکھا کہ نہایت خوش چلن اور شرعاً ک عورت

حصائل مسلمین مولوی:- حضرت مولانا شاہ محمد سعین
اردو ترجمہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

متزہج:- سید ابوالاحد سجاد بخاری
مسائل الرعین شائع کردہ:- کتب خانہ رشیدیہ

- طبیب مارکیٹ راجہ بازار راہ لپیڑی
مسقات ۱۲۰ قیمت محلہ دروڑ پے۔

حضرت شاہ ولی اللہ الہلوی کے خانوادے کے بارے میں جس نے کہا بالکل صحیح کہا۔

ابن خانہ ہر ۶ نتاب است
شاہ صاحب خود کیا تھے اور پھر کسی کسی ہستیوں نے

آپ کے خاندان میں جنم لیا یہ کس باخڑے پوشیدہ ہے۔
شاہ محمد اسحق بھی اسی مبارک خاندان کے ایک فرد تھے۔

آپ علم و ترقی میں اسی مقدس زنجیر کا ایک حلقوں ہیں جسے

حضرت اسماعیل شہید اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہما نے انسانیت کی سعادت کریں۔ یعنی جہاد فی سبیل اللہ کی نیز

علیاً تک پہنچایا تھا۔ یہ نور تبصرہ کتاب تقویۃ الایمان

جسی کی مصالحتہ اسپرٹ پر مبنی ایک مختصر کتاب ہے جو باوجود مختصر ہونے کے قدر و قیمت میں نہایت اعلیٰ ہے۔ اس میں حضرت

مصنف نے متعدد معاشرتی رسوم سے متعلق مسائل بیان فرمائے ہیں مقصودان کا اس کے سوا کچھ نہیں کروگ

سنت کا ایسا یاد کریں اور بد عادات و خرافات سے دور بھاگیں۔
اس نذر لالہ تعالیٰ متر قرآن و سنت اور اقوال مجتہدین ہی سے ہے

اس لئے ہر مسلمان کے لئے یہ نافع اور ہننا ہے۔ ناضل ترجم

۱۵۵

تخلص صاحب کی درد مندی، نگری اصحاب اور خلوص نے اسے مقدوری کا رنگ بھی دیا یا اسی میں وہ "پاندان والی خالہ" کے عنوان سے مستقل فیض رکھتے ہیں اور بھی فیض اکابر کتابی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ لکھائی چھپائی پاکیزہ صفات^۵ تیمت بھی اتنے ہی پیسے بھی پرنے تین روپے۔ جلدید لکش ڈست کور۔ شائع کرده:- بخش بھون پبلیکیشنز۔ جہا نگر آباد۔ بھوپال۔

طفز دمراح کا یہ دلپذیر آمیزہ ادبی اعتبار سے تھر فیض ہے بلکہ منفرد بھی ہے تخلص صاحب اپنے انداز تحریر میں شان امتیاز رکھتے ہیں۔ عورتوں کی زبان اس خوبی، روائی، گیرائی اور بے نکلفی سے لکھنے والا کم سے کم راقم الحروف کی نظر سے تو کوئی لذرا نہیں۔ لذرا ہے تو ایسا گذرا ہے جو کی نقای کو زیادہ دیر دیکھنا طبع سلیم کے باریں گیا۔ تخلص صاحب کی ت Nagarsh میں بڑی جاذبیت ہے۔ ذہانت کا جو ہر ہے۔ بلکہ بھلکا فن ہے۔ بلکہ بھلکا فن ہے کہ کلا سیکل انداز کا فن تو عوامی مدد کے لئے پھر سے کہیں۔ تخلص صاحب کا فن طوے کی طرح نرم اور شربت کی طرح سیال ہے۔ سہم کا مدرا راپنے اپنے محدود پر ہے۔ تبصرہ بگار کا خیال تو یہی ہے کہ پیش زدہ آنٹو کے علاوہ ہر ہفت اپے پچا جائیں۔ والش اعلم بالعواقب۔ خالہ کوں ہیں؟ — ایک گھنٹہ رجہاں خراب۔ حستہ دیواروں پر نئے لھاس بھوس کے چھپر چھار نئے گئے ہیں — اخفیں کسی شب مسلسل کی صحیح کاذب کہیئے — وہ ایک فریاد ہیں جو ماہی کی بترے بلند ہو کر حال کے ایوانوں سے مگرائی ہے اور کھنکھناتی ہوئی صدائے بازگشت بن گئی ہے سہیں یقین ہے کہ مزاح کی جس، لطائف کا ذوق اور ادب کا شعور رکھنے والا ہر شخص۔ بشرطیکہ وہ شے لطیف سے محروم نہ ہو — تخلص صاحب کی ت Nagarsh کو دیکھی کے ساخت پڑھیا گا۔

یہ کتاب آردو میں ایک قابل تدریخ اضافہ ہے۔

بجنگ بجنگ بجنگ بجنگ

"خوش جلن" تو شاید اب بھی کوئی لکھدے مگر "شرمناک" کا لفظ اب شرمناک اور حیادار کے معنی میں نہیں بولا جاتا۔ یا مثلاً—"جنگل کی صفائی اور مہلک امراض کا قطبی ہو کر اس کار شک کشمیر بوجانا۔" ص ۲۱۳

اگر لفظ "قطبی" کا تب پاپس کی کارگزاری نہیں ہے تو پانداپڑے گا کہ "قطع قع" کے مفہوم میں یہ لفظ اب نہیں بولا جاتا لیکن اب وہیجہ، انداز بیان اور درویست اتنا دلکش، فیض و بلیغ اور انثر انگریز ہے کہ ذوق و دجدان بھوم جھوم اٹھتے ہیں اخلاص اور صدا قوت بیانی نے تو اس کتاب کے ورق ورق میں وہ جادو جیگایا ہے کہ جی چاہتا ہے اسے ختم کرنے کے بعد پھر سے پڑھا جائے۔ سب سے بڑی خوبی اس کتاب کی صفت رحم اللہ علیہ کا خلوص اور مومنانہ انداز نگری ہے۔ وہ ایک مومن نماست کی طرح ہر حداثہ و اتفاق کو عبرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پاری تعالیٰ سے ان کا ذہنی رشتہ سخت سے سخت مراحل میں بھی مضبوط نظر آتا ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے ان لوگوں کو جو "سرت سیدا حمد شہید" اور اس کی لمحتہ جملیں نہیں پڑھ سکے ہیں۔ وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کا پتہ چلے گا کہ یہ جو آج بریلوی محدث قرآن و سنت کے ہر علمیر دار کو "دہائی" کا خطاب عطا کر رہی ہے میں یہ خطاب انگریز کا چلایا ہو رہا ہے۔ سرکاری زبان میں ہرگس شخص کو "دہائی" کہا جاتا تھا جو انگریز کے ظلم و لطیفیں کا دشن اور اعلان نے کلمہ الحق کا داعی ہو۔ دہائی اور غوار ایک ہی مفہوم کے دلخواہ تھے اور ان مولیوں سے جو مختلف مقادرات یا خوف کے تحت انگریزوں کے ہمزا اور معاون ہو گئے تھے اس کا کوئی خوب خوب رواج دیا تھا۔

یہ کتاب یقیناً اس لائق ہے کہ عام طور پر مطالعہ کی جائے

پاندان والی خالہ | بھوپال سے ایک ہفت روزہ اخبار پانداپڑا نکلتا ہے۔ "بھوپال بخش" جس کے مدبر، خاب تخلص بھوپالی، کہنے کو یہ مزاحیہ پر چہ نہیں لیکن

ہیں۔ ان سے چوک ہو سکتی ہے۔ اگر کچھ لوگ اپنے دیدہ بینا سے ان کی فروگناشیتیں دیکھتے پر قادر ہیں تو مصلحان طریقہ ہیں کہ نفس دعوت ہی کی مخالفت کی جائے، مصلحانہ طریقہ ہے کہ غلطیوں کی اصلاح اور کوتا پیوں کی تلافی کے لئے درمندانہاتفاق فرمایا جادے۔

زیر تصریف کتاب کا حرف حرفاً ہم تے پڑھا۔ کہنا پڑتا ہے کہ فاضل مصنفوں نے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے اور ابلاغ میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ بس دلچسپی و فوار، تغییر عالمہ، دلائل روشن، اسلوب سخن پختہ اور ذلیلیہ۔

بہت خوش کی بات یہ ہے کہ آیات و احادیث اگرچہ کتاب میں بکثرت استعمال ہوئی ہیں لیکن ناشر نے ان کی تصحیح پر بوری پوری توجہ دی ہے۔ فی زمانہ یہ بات بہت عام ہوئی جاری ہو کہ ارباب تلمیز آیات و احادیث سے استدلال تو کر تئے ہیں لیکن آیات پر اعراض دینے کی توفیق نہیں ہوتی اور احادیث کی کتابت میں غلطیوں کا طور اپنوتا ہے بخاری پختراستے ہے کہ ایسے لوگوں کو قرآن و حدیث کی تلقن کا استحقاق نہیں ہے جو حق نقل نہ ادا کر سکیں زیر تصریف کتاب میں تو احادیث بھی مغرب دی گئی ہیں جو ایک محسن طریق ہے۔ دیسے دھیتہ چاندیں بھی ہوتا ہے ایک آیت میں اعراض کی غلطی رہ ہی گئی۔ مثلاً پر فطرۃ اللہ الٹی فطیۃ الناس علیہما۔ النساء کے من پر زیر کے عوض زیر چھپ گیا ہے۔ لیکن بعد نہیں کہ پریس والوں کا کرتب ہر۔ ہم بارہا تحریر ہوا ہے کہ پریس میں کوئی کاپی اگر تدریسے خراب ہجتی ہے تو پلیٹ ساز نے اسکی درستگی میں ایسے اٹکل پچھو تیر چلائے ہیں کہ بعض مرتبہ تو کمال ہو گیا ہے۔ شاید ابھی اکتوبر سال کے جعلی میں صلت کا پہلا کالم ملاحظہ کیجئے جیسے تو اس میں متعدد غلطیوں میں گی مگر اس ستم طبقی کا یہ جواب ہے کہ جو فلسفہ اوس طبقے ایک لائن یعنی اس طبقے کا مجموعہ ہے۔ ”ہم کی جگہ“ سمجھے۔ ”” ہم کی جگہ“ طریقہ کا مجموعہ ہے۔ ”ہم کی جگہ“ سمجھے۔ ”” ہم کی جگہ“ طریقہ۔ ”کھلے“ کی جگہ“ کھلے۔ چھپا ہے۔ اب پریس کے نشیب و فراز سے بے خبر تاہمیں کو کون بتائے کہ کس کے درست کرم کی جدت

اسلام اور اجتماعیت | صفحہ: - مولانا مصطفیٰ العین اصلاحی۔
شامل کردہ:- مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند۔ ۱۵۲۵
سوئی دالان۔ ۶۔ ۶۔
صفحات ۱۵۹ تیسٹ ایک روپہ ۳ نئے پیسے۔ کتابت طیعت
غیرت۔
اس کتاب میں حضرت مصطفیٰ نے قرآن و حدیث، اجتہادات ائمہ اور عقول و قیاس کے شواہد ویراہیں کے ذریعہ یہ بتایا ہے کہ اجتماعیت — جماعتی نظام اسلام کی نہ رفت شرعی ضرورت ہے بلکہ وہ عین نظرت ہے اور ایک سنت حکم، صلح اور باقاعدہ جماعتی نظم کے بغیر اسلام کے قام مطالبات پورے ہوئی ہیں سکتے۔
پہلے کہی تو یہ بات اختلاف سے بالآخر حقیقی کہ مسلمان کا تبعیج کی طرح ایک ہی رشتہ میں گذھ جانادین ہدای کا بنیادی مسلمانہا در اسلام کی نفیاں کا اطلیق تقاضا ہے لیکن حالات کی الٹ پھر سیطان اور نفس امارہ کی ساز بازار، باطل افکار و نظریاً کی و سیسے کاری اور ذہن و تلب کے زرع نے اس تنقیح علیہ اور انہر من الشیخ حقيقة کو در صرف مختلف فیہ بنا دلائل آج نویت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ جو فریا گروہ شیرانہ بندی کی جدد حجد کے لئے آگے بڑھے اور محبہ اسلامی مقہوم ہیں و عَتَصَمُوا بِحَجَّٰنِ اللَّهِ حَجَّٰنِ عَوْلَٰ لَا تَفْرُّقُوا کی دعوت دے اس سے بڑھنے خطرناک، گمراہ، رجعت پسند اور فتن کوئی نہیں جماعت اسلامی کی حیثیت اس کے سوا آخر ہے کیا کہ دہ مسلمانوں کو ان کا ہمولا ہو اسیق بارہا ناجاہتی ہے وہ چاہتی ہر کہم تر دل سکان صلواتی و لسمکی و حنیفی و مدائی۔
لَهُ تَرَتِّیتُ الْعَلَمَیْنَ کا سبق علی کی زیان میں دہرائیں۔ وہ چاہتی ہے کہ اس دنیا اور اسکی یوتکلوئیوں کو غیر مسلم قوموں کے زاویہ نظر سے دیکھنے کے عوض ہم اللہ اور رسول کے دینے ہوئے نادیہ نظر سے دیکھیں اور محبہ اسلامی خطوط پر اپنے اجزاء سے پریشان کو زرتیب دیں اس خواہش و آرزو کے حاملین انسان ہی ہم فرشتے ہیں۔ وہ اس طریقہ کی فکری و علمی غلطیوں کو سکتے

حوالے کافی شافی و نیئے گئے میں۔ حسن معمونی میں اضافہ ہی ہوتا اگر سارے ہی حوالے کمک پڑتے۔

صلوٰۃ پر حدیث کے الفاظ نَهْوَ مِنْ جُنْحَنَّمَ کا ترجمہ "اسکا ٹھکانا تا جہنم ہے" مراد و مدعایہ اعتبر سے تو شبیک ہے لیکن حق ترجمہ ادا نہیں ہوا۔ مخاورے کے ساتھ رعایت لفظی کا حق بھی ادا ہو جاتا اگر یوں کہہ دیتے کہ "ادا ایں جہنم میں سے ہے"

اس کتاب میں خلیفہ کو معزول کر سکتے تو کر سکنے کی بحث بہت اہم ہے۔ فاضل مصنفوں نے خوب داد کتھیں دی ہے لیکن پہلی ناقص رائے میں تسلیگی یا انکل میں نہیں بلکہ بعض گوشے مزید فکر کرنے کے طالب ہیں۔ یہ فیصلہ جو اتفاقوں نے کر دیا ہے کہ خلیفہ سے کسی غلطی، ظلم یا اشتبہ کا اصرورت ہونے پر بھی اُسے اس شیاد پر معزول کیا جا سکتا ہے کہ اعتمت میں اس سے بہتر صلاحیتوں کی کوئی شخصیت اُبھر آئی ہے اتنی آسانی سے نہیں، ماذا جا سکتا۔ ہمارے نظریات و اصول کے آخذ اگر قران و سنت اور اجماع و قیاس ہی ہیں تو مذکورہ تفصیل کے لئے ان میں کوئی بیزاد نہ ہیں بلی ہے کہ مصنفوں نے پیش کی ہے وہ

صفاوی سے نہ ہی محتوڑے سے گھاؤ کے ساتھ ہی یہ یاد کرنا چاہتے ہیں کہ انسخاب صدر کا جو طریقہ مرد جہ پار یعنی جہویت میں راجح ہے وہی شبیک اسلامی طریقہ بھی ہے اسلام یعنی یہی پسند کرتا ہے کہ خلیفہ کو بدلتے نہیں لئے کے بارے میں ایک محنتیہ بدت کے بعد استھنواب رائے کیا جاتا ہے اور کثرت رائے جب بھی بدلتے ہیں کے عین میں ہو۔ اسے بدلا دیا جائے، تبصرہ بھگار کے خیال میں اس دعوے کی صحیت منکرو ہے۔ اس کے حق میں جو عقلی استدلال پیش کیا گیا ہے وہ نقل سے مطالیقت نہ رکھنے کے علاوہ خود عقلی سطح پر بھی نہ بھر لور سے نہ فیصلہ کن۔ ہم حرف تقریر کر رہے ہیں۔ اسلام زیادہ تفصیل میں نہیں جا سکتے۔ لیکن اگر مصنفوں کو کیا رائے پیدا ہو اور وہ ہم سے وجود اختلاف کا مطالباً کر میں تو ہم انشاً اللہ ارض سے بھی گزیر نہیں کر سکتے۔ و بالشدۃ توفیق۔

مصنفوں کی فضیح و لیخن انسان میں کہیں کہیں ایک فخر

طرازی ہے ایک سہو خور ناصل مصنفوں کا ہم نے یہ محسوس کیا کہ "نماز" کی بڑھتی اور بچھتی ہوئی اجتماعیت کے بیان میں وہ نماز جھٹک تو پہنچے مگر عینہ کی نمازوں بھول گئے حالانکہ اجتماعیت کے تدریجی ارتقا میں پہنچتے جماعت اور حج کے مابین نمازوں جو اگر دوسرے ارتقا میں ہے تو نماز عید یقیناً تیرسا نام کہلانے کا ایک مستقل ترقی پذیر و حکمی حیثیت میں نمازوں عید کا ذکر ضرور آتا چاہئے تھا۔

بھرپور بھی شاید تکنک کے اعتبار سے زیادہ موزوں ہوتا کہ نماز کے متصل بعد "حج" کا ذکر کیا جاتا تھا کہ زکوٰۃ و صوم کا۔ زکوٰۃ و صوم یوں تو شبیک نماز کے متصل بعد ہی ذکر کئے جائے کہ مسقی میں اور قرآن و حدیث سے لیکر تمام کتب فقر میں بھی ترجمہ پائی جھی جاتی ہے۔ لیکن اس کتاب میں جس مقصد سے نمازوں کھنگوائی ہے اس کا تقاضا بھی بخاک محسوس و شاید اجتماعیت کی آخری اور مکمل شکل۔ حج کو بھی نماز کے سامنے ہی لا یا جاتا۔ سوال اب ہمیت کا نہیں بلکہ نوعیت کا ہے۔ نوعیت کے اعتبار سے "حج" اجتماعیت کے اسی سلسلہ الاذہب کا آخری حلقوہ ہر جس کا پہلا حلقوہ "نماز یا جماعت" قرار پا یا ہے۔

آخذ کے بعض حوالے شاید اتفاقاً ہی ناتمام رہ گئے ہیں مثلاً صفحہ ۳۰ پر امام غزالی کے ایک شاذ و منکر قول کا خواہ درست اتنا ہے۔ "حاشیہ مشکوٰۃ ص ۹۶" اس سے بھلا کسی کو کیا پتا چلے گا کہ مصنفوں کے سامنے مشکوٰۃ کا کوئی سایہ نہ ہے۔ جو ایڈیشن آج کل متبادل ہیں ان میں تو تذکرہ حاشیہ موجود نہیں ہے۔

یا مثلاً صفحہ ۲۵ پر حدیث کا خواہ درست اتنا دیا گیا ہے "بخاری جلد دوم کتاب التفسیر" یہ حوالہ اس صورت میں تو کافی ہوتا کہ "کتاب التفسیر" بخاری کے بعض اور ابواب کی طرح مختصر سی ہوتی لیکن تقریباً سو بڑے صفحات کی کتاب التفسیر کے لئے یہ حوالہ پورے طور پر مفید کیسے ہو گا۔ کیا حرج تھا اگر "تفسیر سورہ منافقون" کے الفاظ بھی بڑھا دیئے جائے۔

"اتفاقاً" ہم نے اس لئے کہا ہے کہ اکثر و بیشتر

نَعْوَادَ لَا حَضَرًا مِنِ الْشَّرْقَانِيٍّ مُبَشِّرٌ كَزِيانَ سے جو کچھ کہلو رہا ہے ہر
اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ۔

”اے لوگو تم جو ہمارے بارے میں یہ اعتقداد

رکھتے ہو کہ جس وقت ہم اپنے پیغمبر کو یاد کرتے

ہیں وہ سن لیتا ہے اور ہر آنے والی چیز کو یاد جو

نظر سے غائب ہے اسے خوب جانتا ہے فتنی

طور پر غلط اور خلاف واقع ہے“

شah صاحب فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کسی بزرگ کو
کار خاتہ قدرت میں کچھ دخل ہے اور اللہ کی کوئی بھی صفت
اس میں پیدا ہو گئی ہے وہ کافر دشمن کے نیزہ فرماتے
ہیں پیر الشر کو سچھ کرنے والا کافر ہے خواہ سجدہ کسی بھی نیت
سے کیا گیا ہو وہ فرماتے ہیں کہ رکوع کے انداز میں کسی کی قبولی
کرنے والا یاد سنت لیستہ مثل خاز کسی کی تعظیم کرنے والا شرک
ہے اور فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کے جائے کسی بزرگ کی تبرکات
رجح کر کے عبادت کرنا اور اخليخانہ اس کی طرف متوجہ ہونا شرک ہے
اسی طرح غیر خدا سے دعا مانگنا شرک ہے۔

”جو آدمی کہاں رسول اللہ اور یا علی اور یا

غوث الاعظم اور یا حسین اور یا ناطہ

اور اے خواجه اور اے پیر کہا کرتے ہیں وہ

اپنے احوال کا اس آئی کہ پیر کے ساختہ موائزہ

کر سکتے ہیں کہ اُنکَ لَا تَسْبِحُ الْمُؤْمِنُوْلَا تَسْبِحُ

الْمُصْمَرُ اللَّهُ فَاعَدَ - یعنی تم اے محمد اس مرد سے

کو نہ سکتے ہوں ہر سے کو - یعنی سنتے کے حق میں

مردہ اور ہر برا بر سے - و ما انت لِتُسْبِحُ

مَنْ فِي الْقَبُولِ - اور نہ تم ان لوگوں کو نہ سکتے تو

جو قبوریں ہیں ہیں“

اللہ کے سوا کسی کی نزد نیاز کے بارے میں شah صاحب کا کہنا
ہے کہ وہ غصہ خداوندی کا موجب ہے شفاعت اور ایسا
ثواب وغیرہ کے بارے میں موصوف نے اسلام کا صحیح صحیح زانیہ
نکرو جھج کیا ہے۔ الحاصل یہ رسالہ مقامت پرست و قیمت بہتر
کا علاوہ نہ ہے۔

ہمیں کھٹکا۔

”اس فرق کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

دکھائی پڑتا۔

”دکھائی پڑتا“ اس کتاب میں ایک سے زائد بار

آیا ہے۔ یہ کچھ چھاتا ہیں۔

حاصل تصریح یہ ہے کہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت
کامیاب ہے اور تبلیغی لڑکوں میں ایک وقوع اضافہ۔ اختمام پر
”گوشنہ گیری“ کے زیر عنوان جو گفتگو کی گئی ہے خاصے کی
چیز ہے۔

• تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ محمد بلویؒ
تحفۃ المؤحدین • ترجیح: مولانا حافظ محمد حمیڈ خوش دہلویؒ

صفقات نئے ثابت ۲۳۶ پیسے • شائع کردہ الملتیہ السلفیہ
شیش محل روڈ، لاہور۔

توحید کے موضوع پر حجۃ اللہ فی الامراض شاہ
ولی اللہ کا یہ مختصر رسالہ تصریفیا پچاس رسائلے دہلی سے
شائع ہوا تھا اسے لاہور سے شائع کیا گیا ہے اور فارسی
متن شیخ اور ترجیح۔ تاثر نئے ذیلی عنوانات کا اضافہ کر کے
نہرست میں بھی پڑھادی ہے رسالہ کیا ہے توحید کے
موضوع پر بڑی کتابوں کا پہنچ ہے اسے پڑھکر ہر منصف
مزاج اس تیجے پر چھپے گا کہ جن عقائد و نظریات کو بڑے
زور شور سے ”عقائد و ہایا بیہ“ قرار دیکر کفر سے بدل دینی کے
فتاوے داشتے ہیں جو دہلی شاہ صاحب موسوٰ
کے نزدیک میں عقائد اسلامیہ ہیں اور ان کے خلاف
عقائد و ائمہ شرک و زندگی کا مشکار ہیں۔
از شادات کے چند نمونے۔

”اللہ کے سوا کسی دغائب کے نہیں۔“
فلان شخص میری حاجت پوری کر کفر خالص ہے۔“

”خلافہ مطلب یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا وحی کیہے
خدا کے رسول ہیں گرت بھی ایسی جان کو نفع نہیں
اور نہیں سے محفوظ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے“
شاہ صاحب کے نزدیک قل لَا مُدِلُّ لِنَقْسِی

حدیث میں ابی سعیف کے عوض ابویوسف اور نظرًا کی جگہ طبراء
اور سینا کی بجائے ابنا اور قرقراٹک کے پسلے بصر افلاک چھا
ہے۔ درسی میں ائمۃ اللہ کے بجائے ان اللہ اور معاذ بن
جل جگہ مقاذ بن جبل نظر آتا ہے۔ تیری میں الحنود کی
بجائے الحنود ہے چوہنی میں انجی کام الجی اور قاتل کا
مقابلہ اور مجذد مُحَمَّدا کا بعد اٹھا بنا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ
پانچوں میں یہ الفاظ نظر آتے ہیں۔

لاِيْةَ كُوْهْنَ الْقَسْخَرِ
مَا لَكَ صِحْنُ الْفَاظِيُّونَ هُنَّ لَأَيْتَ رُوْهْنَ الْفَخْرِ -

آیت وَمَا حَسِدَ إِلَّا إِنْ سُؤْلَ مِنْ أَقْوَانِ مَأْتَىٰ كِلْجَرْ
آقَاءُ مَنْ صَاتَ بْنَ كِيَابِهِ صَدْهَ پَرْ سُورَةُ زَادِيَاتِ کی آیات میں
صیف ابراہیم کے بد لے حدیث ابراہیم اور عجوز کے عوض
عجوز انتباہے۔ ص ۵۲ کی آیات کا وہی غلط ہے بجائے ۱۸ تا ۲۷
کے میں تابہ چھاپے۔

ان میں اہمیطیوں کے بعد کتاب کی اللہی میثیت کیا باقی رہ جائی
ہے آیات و احادیث کے بعض تراجم میں گڑپرستے خالیہ بھی یہ حدیث
لیں ہمان ضرب الحنود و شق الجیوب و داعی بداعوی الجاہلیۃ
اس کا ترجیح کیا گیا ہے (جو شخص مصیبت میں چرے پر اپنے مارکر
پیٹے اور کپڑے پھاڑے وہ جا بیلت پر ہر یعنی مری امت میں نہیں)
یہ ترجیح تو ہے۔

معلوم نہیں، آیات قرآن کے تراجم کہاں سے نقل کئے ہیں، یہ
بھی بہتر نہیں ہیں۔ مثلاً سورہ ذاریات (آیات ۳۰ تا ۳۷) میں بیان
ہوا ہے کہ ہماؤں کے لئے حضرت ابراہیم گھر سے علیٰ مُتَمَّلِ لَا
امدان سے کھانے کا انتہا کیا۔ محل سعین کا لغوی ترجیح تو "موٹا
کھپڑا" ہی سے مگر کھلی بیات ہے کہ کوئی شخص زندہ سلامت کھپڑا
ہمہاں کے آگے کر کے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اپنے کھاتے ہیوں نہیں۔
یہاں گھر میں تلاہوا یعنی خوب سرفن سالن مراد ہے۔ تیز قُوْمَر
مشکرُون کا ترجیح اجنی لوگ یعنی بھروسہ نہیں ہے۔ محض
اجنبیوں سے حضرت ابراہیم کا گھبرانا اور خوف کھانا کوئی معنی نہیں
رکھتا۔ منکروں کا ترجیح اور پرے یا "غیر معقولی" کرنا چاہئے۔
زو جو ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ کا اپنی پیشانی پر

ترجمہ پرستے انداز کا ہے ایک جگہ مترجم نے جو کبھی ہو گئی ہے
یا پھر وہ کتابیت و طباعت کا نقش ہے عبارت تھی "روزہ کے ازالع
عباد است" اس کا ترجمہ یہ کردیا گیا۔

"روزہ جو ساری عبادتوں سے بڑی عبادت ہے"
ظاہر ہے یہ غلط ہے صاف ساترجمہ ہو گا کہ "روزہ جو پڑی عبادتوں
میں سے ہے"

ایسی ہی غلطی از کانچ سے منتقل عبارت کے ترجمہ ہوئی ہے
ہم خیال کر ہے ہیں کہ شاہ صاحب کا یہ سال نسبتاً بہتر
ترجمے کے ساتھ تخلی میں شائع کر دیں۔ واللہ الموفق۔

تو حیدر | مصنف میں جناب محمد سلطان نظامی۔ تقسیم
کنڈ گانہ ہیں۔ اتفاق الاسلام یو نین۔ شاہی محلہ لاہور۔ مگر
قیمت بھی رکھی گئی ہے ۵، ۶ پیسے۔ ملتے کا پتہ ہے۔ شرکت ادیب
پنجاب۔ شاہی محلہ لاہور

کسی شیعہ صاحب نے ایک کتاب پر لکھا "چودہ مسئلے" اس
میں انھوں نے چودہ مسائل کو اپنے نقطہ نظر سے میں کیا کہ اسکے
جواب میں نظامی صاحب نے یہ سال نکھا ہے جس میں صرف دستلوں
سے بخشی ہے اور باقی کے بارے میں اعلان ہے کہ عقریب
کتابی سکل میں سب پر گفتگو کی جائے گی۔

پلاسٹلے ہے روٹا پیٹا۔ یعنی شیعہ ما جان کے عقائد کا
سب سے بڑا غیر مالم و شیوں۔ دوسرا مسئلہ ہے زنجیروں کے
دریوں ماتم کرنا۔ نظامی صاحب نے قرآن و حدیث سے اور خود شیخو
حضرات کی کتابیں سے ثابت کیا ہے کہ شیعوں کا موقف غلط ہے
جن کاماتم کیا جاتا ہے خود ہی ان حرکات ناشائستہ کو لخوبی
کہہ گئے ہیں۔

کوئی شک نہیں کہ نظامی صاحب کے شو اپد و برادرین اپنی
جگہ کافی شافی ہیں اہم شیعہ صاحب کے دلائل قرآن و حدیث سے
بے رحمان بذاق کے سوا کچھ نہیں لیکن رجیح کی بات ہے کہ آیات
و احادیث کی صحیت کتابت سے لاپرواںی برہت کر مصنعت اور
ناشر نے اس کی تدوین و تحقیقت گھنٹادی ہے۔ شاید ہی کوئی حدیث
اس میں ایسی ہو جو کتابت کی غلطی سے پاک ہو۔ مثلاً اپنی ہی

خوب سے خوب تو۔ یعنی سوزائد صفات میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں جسے بھرنی کا کہا جائے یہ الگ بات ہے کہ مذاق و مذاق کے فرق سے کسی تاریکوں کو کوئی چیز زیادہ پسند آئے اور کسی کو کوئی اور چیز یہ کمی ہے مذہب محسوس ہوئی کہ منظومات کا خانہ بالکلیہ خالی ہے ہمارے خیال میں چند صفات معبادی منظومات سے بھی آر استہ کئے جاتے تو پرچے کے استائل اور مذاق کے خلاف نہ ہوتا۔ ہر آئینہ اس سانانے کو خصوصاً اور ڈائجسٹ کے عام شماروں کو عموماً ہم اپنی اس اس فارادش کا مستحق بھیتے ہیں کہ پاکستان اور جاندار ادب سے بھی بھی رکھنے والے شاہزادہ حضرات اسے اپنے مطالعہ کی میز کی زیست بنایں۔

• پاکستان کا پتہ :- ۵ میں روڈ۔ سمن آباد لاہور۔ • ہندوستان میں تسلیم زر کا پتہ:- محفوظاً حمد رحمانی۔ اقبال نزل۔ متصل عبیدگاہ۔ شاہی روڈ۔ مظفرنگر۔ یوپی۔

• مجلس ادارت:- الطاف حسین قریشی۔ ایم۔ اے۔ ملکر اللہ خاں ایم۔ اے۔ امین اللہ و شیرا ایم۔ اے۔ مقبول چانگیز اس سانانے کی قیمت ڈھانی روپے۔ عام شمارے کی قیمت ڈھانی روپے۔ سالانہ چودہ روپے۔

ہاتھ مارنا۔ جن سخنوں کے نزدیک سیہی کوئی کے لئے دلیل جواز ہے۔ وہ تو فیض بول الغضول ہیں لیکن جواب میں یہ اصراء بھی زیادتی ہی ہے کہ ہاتھ مارنا ازراہ مسرت تھا۔ یہ تو حریت و استحباب کا ایک اضطرابی سامنہ رہا اور اس سے ہوں گے اگر فتحیم کا لفظ آیا ہے جیسی "دہ ہنسی" تو یہ بھی بھی مسرت سے تعلق نہیں رکھتی۔ سخن اور تحریر ہی پر بھی بھی۔ حاصل تصور ہے کہ اس کتاب کو کسی اچھے عالم کی نظر ثانی اور اصلاح کے بعد سلیقے سے چھاپا جائے تو مفید مطلب ہو سکتی ہے۔ بحالت موجودہ صرف عالمیوں کے کام آتے گی۔

پاسبان صحبت | مرتبہ:- بیگم علیم زیری شائع کردہ:- زیری پونتی دادخانہ امر وہ ہے ہلخ مراد آباد صفات۔ طباعت و کتبی پت دیدہ۔ کاغذ صفر۔ قیمت سع مخصوصاً اک سوا دو روپے۔ اس کتاب میں صحبت عامہ سے متعلق ہدایات پیش کی گئی ہیں۔ ہر سرور دو قریب طویل تحریر ہے اور وسیع معلومات کے جو ہر بھروسے ہوئے ہے اور اسے امراہ اور یاسانی میتوڑ آئے والی غذاوں کے متعلق مرتبہ نے جدید اور قدیم دونوں طرح کی معلومات پر دلکش کر کے قارئین کے لئے مفید مواد پیش کیا ہے جو لوگ عام طور پر مرتضی رہتے ہیں یا جسمانی احتطاط کا شکار ہیں۔ ان ہی کے لئے نہیں بلکہ صحبت مذکوں کے لئے بھی اس کتاب کا مطالعہ مفید ہو گا۔ کیونکہ اس سے بقائے صحبت اور اضافہ فوت کے لئے اچھا رہنمائی ملتی ہے۔

سانانہ اردو ڈائجسٹ | یہ جریدہ پرانا توہین، بھی تقریباً ۱۰ سال سے شائع ہو ہا ہے لیکن اس تبلیغ صورتی، اسے جتنا مل رشک صورتی و جزوی میہد قائم کیا ہے اس نے اس کی مقولیت کو تیزی سے فروغ دیا ہے فی الوقت اس کا سانانہ تیز پیش نظر ہے اس کے محاسن صوری و معنوی ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر ہیں۔ ڈیزائن، طباعت، کاغذ، ترتیب رب حن و کشش کا ترتیبیدہ اور مندرجات

ماہِ حِمَّ خاص

طااقت کا بے پناہ خرزان

جی ہاں۔ ماڈرن ریسرچ خاص پر ویشنی اجزا طاقت بخش جڑی بولٹیوں، بیانات جن میں وہ مان ہو ستے ہیں تازہ مچلوں کے رس۔ مشک عینز اور زعفران سے سائنسک طریقوں سے تیار کیا گیا ماہِ الاحمر خاص خون صابع پیدا کرتا ہے اس کے استعمال سے طاقت اور جوانی عرصہ تک برقرار رہتی ہے اور جسم فولاد کی ماں مذہب ماضیو طور پر جاتا ہے۔

هر جگہ ایحنسیاں قائل کی جا رہی ہیں۔
دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑہ



مکیونزم کی تصویریں

مکیونزم اور کسان کی کامیاب کوشش جو بے شمار دستاواری خواں سے مزین ہے۔ ڈھانی روپے۔

سوٹ نظم کی پچھنچیاں اچھے تعلقی و فسی دلائل پر مشتمل جو دلچسپی ہے، اور حقیقت افراد کی صفت ۲۷ صرف ایک پیرے آزادی کا دب کا جھوپ عجیب نیک تعمیری مقاصک رخت چھاپا گیا ہے۔ قیمت جلدیں روپے۔

وہ لکھا جس سے روس کے جبری مختت کے ظالمانہ نظام کا بھی ان منتظر سامنے آتا ہے۔ ڈیڑھ روپے۔

آزادی کی طرف ایک بڑے روپی افسر کی خود نوشت بیرونی دلچسپ لیکن عربناکتاب وس کے حقیقی حالات پر متعارف کرائی ہے اسے پڑھنے کے بعد ایک مکیونزم کے حسین غروں اور مصنوعی دعووں سے بھی ہو کاہنیں کھائیں۔ جلد تین روپے۔

پھر کے دیوتا اچھا آپ بیتیاں دلچسپ، سبق آموز اور گوشے روشنی میں آتے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

لیٹن افلاطون کے باقی لینق کی مستند روشنی بے لگ لیٹن اور غیر جانبداران۔ ایک روپیہ۔

ادب میں ترقی اپناری مکیونزم ادب و فقافت کی آڑ مستند جواب۔ یہ کتاب اپنی اہمیت کی بناء پر مستعد ترقی یافتہ زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے (اور وہ) قیمت ایک روپیہ۔

مکتبہ تعلیمی - دیوبند (دی پی)

آج کا چین میشور مذکروں اور اکٹرائیں چند رشیکوں کی تائی غمان فارقی طبقے کیا ہے۔ چین کے سماجی، اقتصادی، روزئی، صنعتی، فکری اور علمی نظام کی بے کم و کاست عکاسی۔ الفاظ بنی ہومی ایک جامع تصویر ملحوظ رہتے ہیں اُس وقت کی تایفہ ہے کہ جب چینی ہندی "بھائی بھائی" تھے اس لئے اس کے طالب معاں کو تھسب اور جانداری سے نہیں جوڑا جاسکتا۔ صفحات ۲۷ قیمت صرف ایک روپیہ۔

پہنچ معلوماتی کتابیں

(۱) اقتصادی تعاون (۲) ہمارے درکان القاب (۳) اقتصادی سامراج (۴) غیر جانبداری کا نظریہ (۵) موجودہ سماج میں طبقاتی نظام۔ (ہر ایک کی قیمت چار آنے)

غمان لطوف اشتراکیت کے لیے پناہ جبری و شرد کے سایہ ظلمت یہ مسلمانوں پر کیا گذری اور کیا الگز ہی ہے۔ ایک کہانی ایک تاریخ ایک قیمتی دستاویز۔ قیمت سوار روپیہ۔

چین کے مسلمان لگلگتی یا آسمان کھالیا؟ مکیونزم کی آدم خوری کا دستاویزی تذکرہ۔ قیمت صرف چار آنے۔

اور یانگسی بہتارہا فشار جو بے معنی جدوجہد کا بے شاشاہی وجہ پشت پر اٹھائے جائز روں کی طرح چلی جا رہی ہے ہر ان انہیں سکھنے ہی بدغصیب تھا کہ لگریتے ہیں اور دم توڑ دیتے ہیں یہ چین ہے جیزو استداد کا ایک وسیع و علیعِ جیل خانہ پڑھتے یہ حقیقت افراد کہانی ضرور پڑھتے۔ قیمت صرف ایک روپیہ

سُرْمَه دُرْجَف

- جو تقریباً سترہ سال سے آپ کی خدمات انجام نئے رہا ہے۔
- آنکھ کے اکثر امراض اور کمزوری کے لیے بینیظر ہے۔
- ایک قبیل نسخے سے تیار کیا ہوا جس میں سچے موئی اور دیگر قسمی دمغید اجزاء شامل ہیں
- بغیر کسی مرض کے بھی استعمال کرتے رہئے کہ یہ آخری عمر تک نگاہ کو قائم رکھتا ہے اور مرض کے حملوں سے بچتا ہے۔
- مضبوط شیش و دھات کے پائیدار خول میں۔
- ایک یادو شیشی مٹگوانے پر حصولہ اک ایک روپیہ آٹھ انٹے لگتا ہے۔
- ایک ساتھ تین شیشی مٹگوانے پر (خواہ چھنا شد والی ہوں یا ایک تولد والی) حصول و مصارف چھوڑ دیا جانا ہے۔
- ایک تولد والی شیشی کی قیمت پانچ روپے۔ اور چھنا شد والی شیشی کی قیمت تین روپے۔

دُرْجَف کی تعریف کرنیوالے چند حضرات کے نام ملاحظہ ہوں
 مولانا حسین احمد مدفیٰؒ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ مولانا قاری محمد طیب صاحب
 ہبھتم دارالعلوم دیوبند۔ مولانا مطلوب الرحمن صاحب عثمانیؒ مولانا مفتی
 علیق الرحمن صاحب (ندوہ المصنفین دہلی) و مولانا اشتیاق صاحب
 خوشیں (مدرس دارالعلوم) وغیرہ وغیرہ۔

لدن کا پتہ
 دارالفیض رحمتائی - دیوبند - یوپی (رانڈیا)